بلو برڈ



ایس۔ قریشی

کی

عمران سیریز



جب زندگی تھک جاتی ہے اور لمحے سست پڑ جاتے ہیں تو ماحول میں گھٹن کا احساس شروع ہو جاتا ہے

ایسے ہی تھکے تھکے سے اور بوجھل لمحات کے لیے اکسیر، عمران کا ایک قہقہہ بار کارنامہ

عمران سیریز ۱۷۶

مکمل ناول

بلو برڈ

مصنف
ایس قریشی

قیمت ـــــــــــ ۱۷/- سترہ روپے

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں :-

اب ملاحظہ فرمائیے بلو برڈ -

اپنے نام ہی کی طرح ایک سنسنی خیز اور اسرار و سراغ سے بھرپور کہانی جس میں ایکشن بھی ہے اور سسپنس بھی -

پچھلے ناولوں ڈینجر مین اور کوبرا میں آپ نے کوبرا کے کردار کو بے حد پسند کیا ہے یہ کوبرا کا تیسرا کارنامہ ہے - اس ناول میں وہ پہلے سے زیادہ کھل کر سامنے آیا ہے اور اسی وجہ سے اس کہانی میں ایکشن بھی زیادہ ہی ہے جو پڑھنے والوں خاص طور پر ایکشن کے متوالوں کے لئے تحفے سے کم نہیں ہے -

یہ ناول بھی مکمل ہی ہے اور آئندہ کہانیاں بھی مکمل ہی پیش کی جائیں گی جیسا کہ آپ کی فرمائش ہے کہ ڈاکٹر ڈریڈ کی طرح کوبرا کی کہانیاں پیش کی جائیں -

ناول پڑھئے اور مجھے اپنے مشوروں اور آرا سے مطلع فرمائیے -

والسلام

ایس قریشی

عمران شہر کے مشہور صنعتکار ارشد بھائی کے ساتھ ٹپ ٹاپ کے ڈائننگ ہال میں بیٹھا ہوا تھا اور ان کے سامنے درجنوں ڈشیں کھانوں سے بھری رکھی ہوتی تھیں وہ دونوں "تنہا" بھی نہیں تھے۔ ارشد بھائی کی تینوں لڑکیاں اور ان کی بیوی بھی ساتھ تھیں۔

عمران حسب معمول ٹپ ٹاپ آیا ہی تھا کہ میز پر بیٹھتے ہی اسے پیغام ملا کہ ارشد بھائی نے اسے ڈنر پر مدعو کیا ہے۔ وہ حیران نہیں ہوا کیونکہ اسے علم تھا کہ آج کل ارشد بھائی اور اس کے ڈیڈی میں گاڑھی چھن رہی ہے وجہ۔؟

وجہ بھی اسے معلوم ہو گئی تھی اور اس میں گلرخ کا تعاون شامل تھا اسی نے کوٹھی سے واپس آکر نوید دی تھی۔

"صاحب بھی اب ہم جیسے ہونے والے ہیں" .... کوٹھی سے واپسی پر فلیٹ میں داخل ہوتے ہی گلرخ نے سلیمان کو بتایا تھا۔

"کیا مطلب ہے تیرا" سلیمان نے کچھ نہ سمجھتے والے انداز میں پوچھا اور گلرخ کے ساتھ لگا ہوا کمرے تک آ پہونچا۔

"یہی کہ اب کی بار صاحب بچ نہیں سکیں گے" گلرخ نے گردن ہلا کر اور دیدے مٹکاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہائیں" سلیمان نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ تیری طبیعت تو ٹھیک ہے نا میرے کبھی نا ہونے والے بچوں کی اماں جان۔؟

"تیرا دماغ خراب ہے" گلرخ غرا کر بولی۔

"اول فول تو بک رہی ہے اور" سلیمان نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ دماغ میرا خراب بتا رہی ہے آخر چکر کیا ہے۔؟

"شادی کا چکر ہے" گلرخ نے رازداری سے کہا۔

"کس کی میری شادی ... مم .. میرا مطلب ہے" سلیمان گڑبڑا کر گلرخ سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ہونہہ" گلرخ اسے پھاڑ کھانے والے انداز میں گھورتی ہوئی بولی۔ بہت ارمان ہے دوسری شادی کرنے کا۔؟

"وہ ... مم ... میرا مطبل ... مطلب ہے کہ ..." سلیمان بوکھلا گیا اور اس کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے جملوں کے علاوہ ... کچھ اور نہیں نکل سکا تھا جبکہ گلرخ کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"میں اس موئی پڑوسن کی بادرچن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پلاؤ پکوا کر سارے شہر میں تقسیم کر دونگی اگر اب پکوا سکی تو" گلرخ نے خونخوار انداز میں کہا اور سلیمان دل ہی دل میں جل تو جلال تو کا ورد کرنے لگا خود کو کوس بھی رہا تھا کہ کیا منہ سے نکل گیا۔

"ارے ہاں تو صاحب کے بارے میں بتا رہی تھی" دفعتاً سلیمان نے سنبھالا لیتے ہوئے بات بدلی۔ کہ وہ ایکی بار نہیں بچ سکیں گے"

"ہاں" گلرخ نے کہا فوراً ہی غصہ ہوا ہو گیا تھا۔

"ہوا کیا ہے۔؟ سلیمان نے دل ہی دل میں گلرخ کا غصہ اتر جانے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی ہیں ارشد بھائی ان کی تین لڑکیاں ہیں" گلرخ نے بتایا۔

"اچھا پھر۔؟ سلیمان نے پوچھا۔

"صاحب ہیں کہاں۔؟ گلرخ نے خالی کمرے میں نگاہ ڈالتے ہوئے سلیمان سے پوچھا۔

"شاید باتھ روم میں ہیں" سلیمان نے کہا وہ عمران کے کمرے کے دروازے پر آ کھڑے ہوتے تھے اور وہیں گفتگو کر رہے تھے۔

"ہاں تو ان کی دوسری بیٹی بڑے صاحب ثریا بی بی اور اماں بی کو پسند ہے" گلرخ نے بتایا۔

"عمران صاحب کے لئے۔؟ سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں" گلرخ نے سر ہلایا۔

"مشکل ہے" سلیمان نے کہا۔

"کیا مشکل ہے۔؟" گلرخ نے پوچھا۔

"یہی صاحب کی شادی ارشد بھائی کی لڑکی سے ہو جاتا"

"اب کی بار چھوٹے صاحب کو شادی کرنا ہی پڑے گی" گلرخ نے کہا اس کے لہجے میں حتمی انداز تھا۔

"مگر" سلیمان نے کہا۔ صاحب ہرگز شادی نہیں کریں گے"

"کرنی پڑے گی" گلرخ نے کہا۔

"تجھے پتہ ہے نا کہ پہلے بھی ایسی کوششیں کی گئی تھیں۔" سلیمان نے کہا۔ اور پھر ان کا انجام ناکامی کے سوا کچھ اور نہیں ہوا تھا"

"ہاں مگر اس بار جو پروگرام بنایا گیا ہے نا" گلرخ نے کہا۔ وہ کسی حال میں ناکام نہیں ہوگا"

"کیا پروگرام بنا ہے۔؟" سلیمان نے پوچھا۔

"یہی کہ کسی دن ارشد بھائی اور ان کی بیوی اور تینوں بٹیوں کو چھوٹے صاحب سے ملوایا جائے گا"

"بس" سلیمان منہ بنا کر بولا۔ اری میرے صاحب کے پیچھے ایک سے بڑھ کر ایک حسین عورت لگی رہتی ہے وہ ان تینوں سے مل کر متاثر نہیں ہو سکتے آئی سمجھ میں تیری۔؟

"پوری بات تو سن" گلرخ بگڑ کر بولی۔

"چل سنا مگر جلدی" سلیمان نے کہا۔ صاحب باتھ روم سے آنے والے

ہیں اور مجھے ناشتہ بنانا ہے۔"

"وہی بتا رہی ہوں" گلرخ نے کہا۔ ملاقات کے بعد اماں بی چھوٹے صاحب کو بلوا کر کہیں گی کہ اگر انہوں نے انکی پسندیدہ لڑکی سے شادی نہیں کی تو وہ خودکشی کر لیں گی۔"

"بس اتنی سی بات۔؟" سلیمان نے کہا۔ اری تو کوٹھی میں رہتی آئی ہے یا کسی بٹھیارخانے میں بول۔؟

"کیا بکواس ہے۔؟" گلرخ تڑخ کر بولی۔

"بکواس نہیں" سلیمان نے کہا۔ تجھے پتہ نہیں کہ پہلے بھی چھوٹے صاحب کو ایسی ہی تڑیاں دی گئی ہیں مگر صاحب نہیں مانتے"

"اس بار مسئلہ دوسرا ہے" گلرخ نے کہا۔

"وہ بھی بتلا دے۔؟" سلیمان نے پوچھا۔

"اماں بی جب چھوٹے صاحب کو بلوا لیں گی تو اپنے اوپر مٹی کا تیل چھڑک کر بیٹھیں گی" گلرخ نے بتایا۔

"ارے باپ رے" سلیمان کے منہ سے نکلا۔

"ساتھ ماچس بھی ہو گا اور کلام پاک بھی پھر اگر چھوٹے صاحب نے کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر شادی فوراً کرنے کی قسم نہیں کھائی تو اماں بی خود کو جلا لیں گی"

"محض دھمکی" سلیمان نے کہا۔ صاحب کے انکار کے بعد وہ تنہا کمرہ دوسرا لباس بدل لیں گی اور ....."

"یہ بات نہیں ہے" گلرخ نے کہا۔ اماں بی سو فیصدی سنجیدہ ہیں اس معاملے میں خود ہی دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے"

"اچھا... اچھا چل اب ناشتہ تیار کرنے میں مدد کرا ورنہ صاحب نے سارا فلیٹ سر پر اٹھا کر رکھ دینا ہے"

"چل" گلرخ نے کہا اور وہ دونوں کچن کی طرف بڑھتے چلے گئے ان کے جاتے ہی دروازے کی اوٹ سے عمران نکل کر باتھ روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اسنے ساری گفتگو سن لی تھی۔

پھر یہ اس گفتگو کے سننے کے تیسرے دن کا واقعہ ہے کہ ارشد بھائی نے اسے ڈنر پر مدعو کیا تھا عمران کا خیال یہ تھا کہ ارشد بھائی کو اسکے ٹپ ٹاپ میں بیٹھنے کے بارے میں معلومات مہیا کی گئی ہیں اسی لئے وہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔

عمران نے سرسری طور پر ان کی تینوں لڑکیوں کو دیکھا تھا تینوں ہی حسین اور خوبصورت تھیں البتہ پہلی اور تیسری جتنی شوخ نظر آرہی تھیں دوسری اتنی ہی سنجیدہ اور باوقار تھی۔

ارشد بھائی کی بیوی نے عمران کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھا تھا پھر وہ اس کی خاطر مدارت میں لگ گئی تھیں۔

"یہ ڈش لو" وہ کہہ رہی تھیں۔ "ٹپ ٹاپ کی فش کری بے پناہ مزیدار ہوتی ہے چکھ کر دیکھو"

"جی... ہاں..." عمران نے سر ہلایا۔

"یہ کٹلس بھی لیجئے نا۔" بڑی لڑکی نے کہا پھر ایک ڈش عمران کے سامنے کرتے ہوئے بولی۔ "یہ پران کٹلس بھی بہت مزیدار ہیں۔"
"جی ہاں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔" عمران نے سر ہلایا تھا۔
"آج کل تم کیا کر رہے ہو بیٹے۔؟" بیگم ارشد نے عمران سے پوچھا۔
"آوارہ گردی آنٹی۔" عمران نے معصومیت سے کہا۔
"کیا مطلب۔؟" وہ چونک کر بولیں۔
"دن بھر گھومتا رہتا ہوں شام کو یہاں آ کر بیٹھ جاتا ہوں۔" عمران نے اسی لہجے میں کہا۔
"پھر بیٹے تمہارے اخراجات کیسے پورے ہوتے ہیں۔؟" بیگم ارشد نے پوچھا۔ ان کے چہرے سے تردد کا اظہار ہو رہا تھا۔
"بہت آسانی سے۔" عمران نے کہا۔ "وہ اپنا فیاض ہے نا۔؟"
"کون فیاض۔؟" بیگم ارشد نے پوچھا۔
"وہی جو میرے اخراجات پورے کرتا ہے۔"
"میں سمجھی نہیں بیٹے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" بیگم ارشد نے کہا ان کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ الجھن میں مبتلا ہوں۔
"میرا اشارہ سی آئی بی کے کیپٹن فیاض کی جانب ہے۔" عمران نے کہا۔ "اسی سے خرچہ پانی اینٹھ لیتا ہوں۔"
"سمجھی۔" بیگم ارشد نے کہا۔ "یہ فیاض فوج میں ہے جو تمہارے اخراجات برداشت کر رہا ہے۔"

"فوج میں نہیں بیگم" ارشد بھائی نے دخل دیا۔ "یہ محکمہ سراغرسانی کے آفیسر کیپٹن فیاض کی بات کر رہے ہیں۔"

"اچھا اب سمجھی" بیگم ارشد نے پھر وہی جملہ کہا۔ "یہ فیاض صاحب عمران کے باپ کے محکمے کا آفیسر ہے۔؟"

"ایں تم بالکل ٹھیک سمجھی ہو" ارشد بھائی نے کہا۔

"ہاں بیٹے اب یہ بتاؤ کہ وہ تمہارے اخراجات کیوں برداشت کرتا ہے اور تم کام کیوں نہیں کرتے۔؟"

"آنٹی" عمران نے کہا۔ "فیاض میرے اخراجات برداشت نہیں کرتا بلکہ میں اس کو بلیک میل کر کے اسکی کالی آمدنی میں سے اپنا حصہ وصول کرتا رہتا ہوں"

"کیا۔؟ بیگم ارشد کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں" عمران نے کہا۔ "اب دیکھئے نا یہ کیپٹن فیاض کا بچہ دن بھر میں دو تین ہزار بھتے کے طور پر وصول کرتا ہے مفت کی رقم ہوتی ہے اور اسی لئے میں بھی اس سے اپنا حصہ وصول کر لیتا ہوں کیونکہ زیادہ رقم اسکے پاس ہوگی تو وہ زیادہ ......"

"تو تم اسے بلیک میل کرتے ہو۔؟ بیگم ارشد بات کاٹ کر بولیں۔

"سفید میل نہیں ہوتا ورنہ وہی کرتا" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ "ویسے میرا کام مزے سے چل جاتا ہے"

"ہونہہ" بیگم ارشد بددلی سے بولیں۔ "بیٹا کوئی اچھا کام کیوں

نہیں کرتے تاکہ حلال کمائی ہاتھ آئے۔"

"آنٹی بلیک میل کی کمائی بھی حلال ہی ہوتی ہے اس لئے کہ کسی ٹلے کو میرا مطلب ہے پولیس والے کو بلیک میل کرنا آسان کام نہیں بڑے بڑے خطرات مول لینے پڑتے ہیں۔"

"تو بیٹا ایسے کام چھوڑ کر کوئی بزنس کیوں نہیں کر لیتے۔؟"

"یہ بزنس ہی تو ہے آنٹی۔" عمران نے کہا۔ چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برسنے لگے تھے اور آنکھوں سے بیوقوفی کا اظہار ہو رہا تھا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ تم کوئی قاعدے کا بزنس کیوں نہیں کرتے۔"

"یہ قاعدے ہی کا بزنس ہے آنٹی۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اگر ذرا سا بھی بے قاعدہ ہو جاؤں تا تو یہ سوپر فیاض ایک لمحے میں مجھے جیل بھجوا دے۔"

"میرا مطلب تم نہیں سمجھے۔" بیگم ارشد نے کہا۔

"میری سمجھدانی... مم... میرا مطلب ہے کھوپڑی میں گودا کم ہے نا اس لئے بات دیر سے سمجھ میں آتی ہے۔"

"تم کوئی کاروبار کر لو۔" بیگم ارشد نے کہا۔ کوئی فیکٹری لگا لو یا کوئی اسمبلنگ پلانٹ وغیرہ۔"

"ہاں یہ میں بھی سوچ رہا ہوں آنٹی مگر اس قسم کے کاروبار مجھ سے ہونگے نہیں۔" عمران نے کہا۔

"باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ وہ کھانا بھی کھاتے جا رہے تھے اور تینوں

لڑکیاں خاص طور سے دوسری لڑکی بڑی حیرت سے عمران کو دیکھ رہی تھیں جبکہ تیسری کی آنکھوں سے شرارت جھلک رہی تھی۔

"کیوں نہیں ہونگے۔؟ بیگم ارشد نے پوچھا۔

"اس لئے کہ میں آزاد پنچھی کی طرح رہنا چاہتا ہوں" عمران نے کہا۔ اور اس قسم کے کاروبار میں آدمی کرسی کا ہو کر رہ جاتا ہے اور پھر وہ گول گپا بننے لگتا ہے"

"گول گپا کیا مطلب۔؟ بیگم ارشد نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ کرسی کا ہونے کے بعد سب سے پہلے آدمی کی توند نکلتی ہے پھر وہ غبارے کی طرح پھول جاتا ہے"

"اوہ" بیگم ارشد کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

"بس اسی طرح وہ گول گپا بنتا چلا جاتا ہے" عمران نے کہا۔ اور مجھے اس میں بالکل مزا نہیں آتے گا اسی لئے میں نے کہا ہے کہ ایسے کام مجھ سے نہیں ہو پائیں گے"

"سب عادت پڑ جاتے گی تم کر کے تو دیکھو"

"عادت" عمران نے کہا۔ آنٹی عادت تو یہ ہے کہ جب تک دن بھر میں دو تین آدمیوں کے جبڑے دو تین کی پسلیاں اور ایک آدھ کی گردن نہ توڑ دوں مزا نہیں آتا"

"کیا... کیا..." بیگم ارشد کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"ارے بیگم" ارشد بھائی نے کہا۔ تم کس کی باتوں میں آ رہی ہو یہ

یہ علی عمران ہے علی عمران۔"

"کیا مطلب۔؟" بیگم ارشد نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ یہ تمہیں الو بنا رہا ہے۔"

"کیا۔؟" بیگم ارشد کے چہرے کا زاویہ بگڑنے لگا۔

"میرا مطلب ہے کہ یہ مذاق کر رہا ہے ورنہ یہ علی عمران وہ ہے جس نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے ہیں اور ہمارے صدر اور وزیر اعظم تک اس سے ملتے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔؟" بیگم ارشد نے پوچھا۔

"میں نے گھر سے چلتے وقت تم کو کچھ سمجھایا تھا نا۔؟

"ہاں... اوہ..." بیگم ارشد نے غرا کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اتنی دیر سے تم مجھے الو بنا رہے تھے کیوں۔؟

"الو میرا پسندیدہ پرندہ ہے آنٹی۔" عمران برا مان جانے والے لہجے میں بولا۔ اور میں یہ خطاب کسی اور کو نہیں دے سکتا ہاں۔"

"اوہ... تم عمران کے..." وہ شدت جذبات میں اور کچھ نہ کہہ سکیں تھیں صرف اسے مکا دکھا کر رہ گئیں۔

"تھینک یو۔" عمران نے اس طرح کہا جیسے انہوں نے عمران کا کوئی کام کیا ہو یا اسے شاباشی دی ہو اور وہ شکریہ ادا کر رہا ہو۔

"لڑکے تم بہت شریر ہو۔" بیگم ارشد نے کہا لیکن اس شرارت پر تمہیں سزا ضرور ملے گی جو تم نے میرے ساتھ کی ہے۔"

"باپ رے باپ یہاں بھی سزا کا مسئلہ درپیش ہے۔" عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا انداز ایسا ہی تھا کہ وہ سب ہنس پڑیں تھیں۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ بولتا ویٹر آموجود ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں ایک لفافہ رکھا ہوا تھا۔ لفافے پر ارشد بھائی کا نام ٹائپ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے لفافہ اٹھالیا پھر اسے کھول کر اس میں موجود کارڈ باہر نکال لیا۔

کارڈ پر ایک نیلے رنگ کی چڑیا کی تصویر تھی جیسے ہی ارشد بھائی کی نگاہ اس تصویر پر پڑی وہ بری طرح چونک پڑے ایک لمحے میں ان کا رنگ زرد پڑتا چلا گیا تھا۔

کارڈ انہوں نے جس وقت نکالا تھا اس وقت وہ چاروں ماں بیٹیاں سرگوشی میں مصروف تھیں لہذا وہ نہیں دیکھ سکیں کہ لفافے میں کیا ہے عمران بھی انجان بنا رہا تھا۔

"ایک دعوت نامہ ہے۔" ارشد بھائی نے پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا اور لفافہ جیب میں رکھ لیا۔ چہرے پر ہلکا سا خوف پھیلا ہوا تھا۔

تنویر اور جولیا آج کل ایک ساتھ نظر آ رہے تھے۔ تنویر سمجھ رہا تھا

کہ جولیا اس پر مہربان ہوگئی ہے اور اس کی کوششیں رنگ لے آئی ہیں اور شاید وہ دن بھی جلد ہی آجائے کہ جولیا اس کا شادی کا مطالبہ مان کر ہمیشہ کے لئے اسکی ہوجائے مگر۔۔؟

مگر کیا جولیا اسی لئے تنویر کے ساتھ نظر آرہی تھی کہ وہ اس سے شادی کرنے پر راضی ہوچلی تھی۔؟

تنویر ایک بڑی غلط فہمی کا شکار تھا کیونکہ جولیا آج کل ایک محاورے پر عمل کر رہی تھی اسنے سن رکھا تھا کہ کوئی عاشق اپنی محبوبہ کو دوسرے کے ساتھ برداشت نہیں کرسکتا لہٰذا وہ عمران کو جلانے اور اسے غصہ دلانے کے لئے تنویر کے ساتھ گھوم رہی تھی۔

وہ ہر اس جگہ جاتی تھی کہ جہاں عمران سے مڈبھیڑ ہونے کا امکان تھا اس طرح وہ یہ چاہتی تھی کہ عمران ان کو دیکھے اور پھر اُسے تنویر کے اوپر مہربان دیکھ کر جوش کھاجائے اور اسے بُرا بھلا کہے ڈانٹے ڈپٹے اور وہ اس موقعے سے فائدہ اٹھائے۔

اور عمران سے کہے کہ یا تو وہ اسکے تنویر کے ساتھ رہنے پر اعتراض نہ کرے اور اگر اعتراض کرتا ہے تو پھر اس کو اپنا لے تاکہ یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے اور تنویر بھی اسکا پیچھا چھوڑ دے۔

مگر سردست اُسکا سامنا عمران سے نہیں ہوسکا تھا اور اس کی کوششیں رنگ نہیں لاسکیں تھیں لیکن تنویر خوش تھا وہ گویا ہواؤں میں پرواز کر رہا تھا۔

آج بھی وہ ٹپ ٹاپ کے ریکریشن ہال میں بیٹھے ان جوڑوں کو تک رہے تھے جو چوبی فرش پر والز کی دھن پر تھرک رہے تھے تنویر نے جولیا سے فرمائش کی تھی کہ وہ بھی رقص کریں گے مگر جولیا نے انکار کر دیا تھا وہ اب تنویر کو اتنے قریب آنے کا موقعہ بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔

اسے غصہ عمران پر تھا کہ نجانے وہ کہاں غائب ہو گیا تھا کہ کہیں نظر ہی نہیں آرہا تھا۔ جہاں جاؤ وہاں سے گدھے کے سر سے سینگ والے محاورے کی طرح غائب۔

" مجھے ایک بات پر حیرت ہے " کچھ دیر بعد تنویر نے کہا۔

" وہ کیا۔ ؟ جولیا نے پوچھا۔

" یہی کہ آج کل عمران کہیں نظر نہیں آرہا "

" ہونہہ " جولیا نے ہنکارہ بھرا۔

" ٹپ ٹاپ اعلیٰ حضرت کی بیٹھک ہے مستقل مگر " تنویر نے کہا۔ وہ آج یہاں بھی نظر نہیں آرہا "

" ہو گا کہیں " جولیا نے جل کر کہا۔

" پتہ نہیں کیوں " تنویر اپنی دھن میں بولا۔ بعض اوقات مجھے عمران پر ترس آنے لگتا ہے جولیا "

" اسکی وجہ۔ ؟ جولیا نے اسے گھور کر دیکھا۔

" جب میں عمران کی زندگی پر غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہ ذہین اور چالاک ہے سینکڑوں کارنامے انجام دے چکا ہے نیچے سے اوپر

تک سب ہی اسکی قدر کرتے ہیں مگر۔"

"مگر کیا۔؟ جولیا نے تنویر کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"عمران کی ذاتی زندگی بنجاروں جیسی ہے کہیں کھالیا۔ کہیں پی لیا فلیٹ پر گیا تو نوکروں کے رحم کرم پہ باہر رہے تو ہوٹلوں میں۔ کیا یہ زندگی ہے جولیا۔؟ تنویر نے پوچھا۔

" اسے یہی کچھ پسند ہے تو۔ ؟ جولیا نے کہا۔

" پسند نہیں ہے" تنویر نے کہا۔

"پھر۔؟ جولیا نے پوچھا۔

" مجبوری کہہ لو" تنویر نے کہا۔ گھر والوں نے نکال رکھا ہے محض اسکی احمقانہ حرکتوں کی وجہ سے"

"مگر" جولیا نے کہا۔ وہ درحقیقت احمق نہیں ہے"

" یہ ٹھیک ہے مگر" تنویر نے کہا۔ رحمان صاحب کسی ایسے فرد کا وجود برداشت نہیں کرسکتے جو بظاہر ہی سہی لیکن احمق نظر آتا ہو اور جس کی ہر حرکت سے حماقتوں کا اظہار ہوتا ہو۔

"لیکن تم اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ عمران کیا ہے" جولیا نے کہا۔

"وہ ٹھیک سہی مگر رحمان صاحب کے نزدیک اچھا نہیں ہے اسی لئے انہوں نے اسے نکالا ہوا ہے" تنویر نے کہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مانگے تانگے کے فلیٹ میں رہ کر ایکسٹو کی چاپلوسی پر مجبور ہے"

"تنویر" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے کہنے دو جولیا" تنویر نے کہا۔ اگر عمران احمقانہ حرکتیں نہیں کرتا تو آج سی آئی بی کا سب سے بڑا اور اہم آفیسر ہوتا"

"آفیسر۔؟" جولیا نے دوہرایا پھر بولی۔ آفیسری عمران کے پیروں میں جوتوں کی طرح پڑی رہتی ہے اور وہ اسے پیر تک نہیں لگاتا"

"تم سمجھی نہیں" تنویر نے کہا۔

"میں سمجھنا بھی نہیں چاہتی" جولیا نے کہا۔

"مگر میں ضرور بتاؤں گا" تنویر نے کہا۔ اگر عمران آفیسر بن چکا ہوتا اور رحمان صاحب کی مرضی کے مطابق زندگی گزار رہا ہوتا تو شاید اب تک وہ شادی شدہ ہو چکا ہوتا"

"مگر" جولیا نے کہنا چاہا۔

"اور یہ بات بھی یقینی ہوتی کہ تم اسکی شریک حیات بن جاتیں۔ لیکن جانتی ہو ایسا کیوں نہیں ہے۔؟"

"میں کچھ جاننا نہیں چاہتی تم اپنی بکواس بند کر دو" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ یہ بات اچھی طرح سے جانتا ہے کہ" تنویر جولیا کی بات سنی ان سنی کرتا ہوا بولا۔ کہ گزارے کے لئے جن لوگوں کو بلیک میل کرتا ہے وہ اسکے جانی دشمن ہیں اور......"

"تنویر" جولیا غرائی۔

"کہنے دو" تنویر نے کہا۔ عمران جانتا ہے کہ اگر اسنے شادی کرلی

تو اسکے دشمن اسکے بیوی بچوں سے دشمنی چکائیں گے اسی لئے وہ شادی سے بھاگتا ہے ڈرتا ہے اور۔"

"اگر تم نے یہ موضوع ختم نہیں کیا تو میں اٹھ کر چلی جاؤنگی۔" جولیا نے بات کاٹتے ہوئے غرا کر کہا۔

"تمہاری مرضی جولیا۔" تنویر نے کہا۔ ورنہ میں تو آج عمران کے بارے میں بہت کچھ تم سے کہنے والا تھا۔"

"اور کوئی بات نہیں کر سکتے۔؟" جولیا غرائی۔

"تمہیں برا لگ رہا ہے تو نہیں کرتا۔" تنویر نے کہا۔ کیا خیال ہے بھوک لگ رہی ہے یا نہیں۔؟

"بھوک۔؟" جولیا نے دوہرایا۔

"ہاں اگر لگ رہی ہے تو چلو ڈائننگ ہال میں چلتے ہیں تاکہ کچھ کھا پی سکیں۔؟" تنویر نے کہا۔

"چلو۔" جولیا نے کہا۔ خواہ مخواہ کی بکواس سے یہی بہتر ہے کہ ڈنر ہی کر لیا جائے تاکہ یہاں سے واپسی ہو سکے۔"

"اتنی جلدی۔؟" تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم نے موڈ خراب کر کے رکھ دیا ہے۔" جولیا نے کہا۔

وہ لوگ ڈائننگ روم میں داخل ہوئے تھے پھر میز پر بیٹھتے ہوئے جولیا نے ہال کا جائزہ لیا اور بری طرح چونک پڑی اسکی نگاہیں ایک میز پر جم کر رہ گئی تھیں۔

"یہ تو عمران ہے" تنویر نے جولیا کی نگاہوں کا تعاقب کر کے اسی میز پر بیٹھنے والوں کو دیکھتے ہوئے کہا جسے جولیا گھور رہی تھی۔

"ہاں مگر" جولیا نے کہا۔ "یہ بیٹھا کس کے ساتھ ہے۔؟"

"چار عورتوں اور ایک مرد کے ساتھ" تنویر نے کہا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ یہ فیملی ہے کون جس کے ساتھ عمران بیٹھا ہوا ہے" جولیا نے جلے بھنے لہجے میں پوچھا۔

اس کا جلنا ٹھیک بھی تھا وہ تو اسے ہر جگہ تلاش کرتی پھر رہی تھی اسی کی تلاش میں یہاں تک آئی تھی اور وہ حضرت ڈائننگ ہال میں چھپے بیٹھے لڑکیوں سے گپ لگا رہے تھے۔

"یہ مشہور صنعت کار ارشد بھائی کی فیملی ہے" تنویر نے مرد کو دیکھتے ہوئے کہا اس کی نگاہیں ان تینوں جوان لڑکیوں پر تھیں جو عمران سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں۔

"ارشد بھائی۔؟" جولیا نے دوہرایا۔

"ہاں میں انھیں پہچانتا ہوں" تنویر نے کہا۔ "بہت اچھے سماجی کارکن ہیں اخبارات میں تصویریں آتی رہتی ہیں"

"مگر" جولیا نے کہا۔ "عمران کا ان سے کیا تعلق۔؟"

"پتہ نہیں" تنویر نے کہا۔ "ویسے اس فیملی کے رحمان صاحب کی فیملی سے بڑے گہرے تعلقات ہیں آج کل"

"اسی لئے یہ ان کے ساتھ نظر آ رہا ہے" جولیا نے کہا۔

"اس کے علاوہ بھی ایک بات ہے" تنویر نے کہا۔

"وہ کیا۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"سنا ہے کہ رحمان صاحب ان کی کسی بیٹی سے عمران کی شادی کرنا چاہتے ہیں"

تنویر نے اندھیرے میں تیر چھوڑا۔ مقصد جولیا کو مشتعل کر کے عمران سے بدظن کرنا تھا۔

مگر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ جو بات وہ جولیا کو عمران سے لڑانے کے لئے جھوٹ کہہ رہا ہے وہ جھوٹ نہیں سو فیصدی سچ ہے اور اس وقت عمران سے ان کا مل بیٹھنا بر دکھوا ہی ہے۔

"کرے کس نے منع کیا ہے" جولیا غرائی۔

شاید ہی کرے" تنویر نے کہا۔ یہاں بھی وہی مسئلہ درپیش ہو گا جو بس کچھ دیر پہلے تیلا رہا تھا"

"ہوا کرے" جولیا نے کہا اور منہ پھیر کر بیٹھ گئی اب اسکی نصف کمر عمران کی جانب تھی۔

ادھر عمران کی ان کی جانب کمر تھی اس لئے وہ ان دونوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا ورنہ شاید سیدھا ادھر ہی آتا۔

"دیکھو کیسے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے" تنویر نے جولیا کو اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ" جولیا نے گردن جھٹکی۔

"تم سے کبھی اس طرح عمران نے بات نہیں کی" تنویر نے جولیا

کو اور غصّہ دلاتے ہوتے کہا۔

"میں خود ہی اسے اتنی لفٹ نہیں کراتی" جولیا نے کہا۔ "ورنہ وہ تو میرے سے ان سے بھی بڑھ کر بات کرے"

"بہر حال اس وقت عمران....."

"بس" جولیا غرائی۔ "ڈنر کا آرڈر دو ورنہ اٹھ چلو"

"آرڈر دیتا ہوں اتنا غصہ مت کرو" تنویر نے کہا اور ویٹر کو بلا کر ڈنر کے لئے آرڈر نوٹ کروانے لگا۔

ادھر جولیا دل ہی دل میں پیچ تاب کھاتی ہوتی اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی جل رہی تھی رہ رہ کر تنویر کا جملہ اسکے کانوں میں گونج رہا تھا کہ تم سے کبھی اس طرح عمران نے بات نہیں کی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا اسے جیسے وہ سلگ رہی ہو۔

جسم آگ بنا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ چاہتی تھی وہ اس سے لاپرواہی اور بیزاری کا اظہار کرتا تھا لیکن اس وقت۔؟ جولیا نے کنکھیوں سے عمران کو دیکھا جو ایک لڑکی سے کچھ کہہ رہا تھا پھر ان کا ہلکا سا قہقہہ جولیا کے کانوں تک پہونچا تھا۔

بس ایسے محسوس ہوا تھا جیسے وہ قہقہہ نہ رہا ہو بلکہ پگھلا ہوا سیسہ ہو جو اسکے کانوں میں انڈیل دیا گیا ہو اسنے محسوس کیا کہ اگر وہ کچھ دیر اور وہاں بیٹھی رہی تو اس کے جسم سے شعلے اٹھنے لگیں گے اور پھر نجانے غصّے میں وہ کیا کر بیٹھے۔

وہ اٹھنا ہی چاہتی تھی کہ بُری طرح سے چونک پڑی اسکی نگاہ کاؤنٹر کے قریب کی ایک میز پر اچانک جا پڑی تھی اس میز پر بیٹھا ہوا غیر ملکی بڑے غور سے عمران کو گھور رہا تھا۔

جولیا کا سارا غصّہ ہوا ہو گیا۔ ایک غیر ملکی کا عمران کو گھورنا اسے مشکوک لگا تھا آج کل ویسے ہی اسکی زندگی خطروں سے گھری ہوتی تھی آئے دن اس پر قاتلانہ حملے ہوتے رہتے تھے۔

پچھلے دنوں اس کو قتل کرنے کے لئے اس کے فلیٹ پر درجنوں کی تعداد میں سانپ چھوڑ دیئے گئے تھے جنہیں عمران نے اپنے حربے سے جلا کر ختم کر دیا تھا گو کہ اس کیس کے مجرم کوبرا کا کہنا یہی تھا کہ وہ سانپ زہریلے نہیں تھے مگر اسکی بات کا یقین کیا۔؟

کسی کو بھی اس پر یقین نہیں آیا تھا اگر کوئی سانپ زندہ بچ رہتا اور اس کا تجزیہ کیا جاتا تو شاید پتہ چل جاتا کہ حقیقت کیا ہے۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ ایک بھی سانپ زندہ نہیں رہا تھا وہ کیسے یقین کر لیتے کہ ان میں زہریلے سانپ نہیں تھے۔؟

لہذا اب وہ اس غیر ملکی کو عمران کو گھورتے دیکھکر چونک پڑی تھی اس نے تنویر کو اس طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے دیکھا وہ عمران کو گھور رہا ہے۔؟

۱۔ ملاحظہ کیجئے سسپنس سے بھرپور ناول۔ کوبرا۔ اور۔ ڈینجر مین۔

"گھورنے دو ہمارا کیا جاتا ہے۔" تنویر نے اس آدمی کو گھورتے ہوئے کہا۔ وہ ایک سفید فام غیر ملکی تھا۔

"تنویر۔" جولیا غرائی۔ "یہ تم کہہ رہے ہو۔"

"پھر مجھے اور کیا کہنا چاہئے۔"

"تمہیں پتہ نہیں کہ آج کل عمران پر ہونے والے قاتلانہ حملوں کی تعداد تشویشناک حد تک بڑھ گئی ہے۔"

"اور بڑھے گی۔" تنویر نے کہا۔ اگر عمران نے اپنی بلیک میلنگ والی روش ترک نہ کی تو دوسروں کے ہاتھ تو بندھے ہوئے نہیں ہیں نا کہ اعلیٰ حضرت انہیں دھمکا کر مال بٹورتے رہیں اور وہ کچھ نہ کریں۔"

"احمق ہو۔" جولیا جھلا کر بولی۔

"صحیح بات جو کہہ دی اس لئے احمق کہہ رہی ہو۔" تنویر نے کہا۔

"نہیں بلکہ اس لئے کہ اس وقت تم پر رقابت کا بھوت سوار ہے۔" جولیا نے کہا۔ "تم عمران کو کسی اور نگاہ سے دیکھ رہے ہو۔"

"کیا۔" تنویر غرایا۔

"ہاں۔" جولیا نے کہا۔ "تم بھول گئے کہ تم ایکسٹو کے ایک ذمے دار ماتحت بھی ہو اور مشکوک افراد پر نظر رکھنا تمہارا فرض ہے۔"

"مگر مس جولیا کوئی غیر ملکی اس لئے تو مشکوک نہیں ہو جاتا کہ وہ عمران کو گھور کر دیکھ رہا ہے۔"

"موجودہ حالات میں ایسا سوچنا ضروری ہے۔" جولیا نے کہا۔

غیر ملکی بلا وجہ ہی عمران کو نہیں دیکھ رہا ہے۔"

"ہونہہ" تنویر نے سر ہلایا۔

"یقیناً کوئی خاص بات ہے" جولیا نے کہا۔ "تمہیں پتہ ہے نا کہ ڈینجرمین عرف کوبرا دونوں دفعہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب رہا ہے۔؟"

"ہاں" تنویر نے کہا۔ "مگر کیا تمہارے خیال میں یہ غیر ملکی ڈینجرمین عرف کوبرا کا آدمی ہو سکتا ہے۔؟"

"ناممکن بھی نہیں ہے" جولیا نے کہا۔

"پھر۔؟" تنویر نے پوچھا۔ "کیا چاہتی ہو تم۔؟"

"یہی کہ اس پر نگاہ رکھی جائے" جولیا نے کہا۔ "اس وقت تک کہ جب تک عمران یا یہ غیر ملکی دونوں میں سے ایک یہاں سے چلا نہ جائے۔"

"ہونہہ" تنویر نے سر ہلایا۔

وہ کنکھیوں سے غیر ملکی کو دیکھ رہا تھا جو اب ایک ویٹر سے بات کر رہا تھا پھر انہوں نے غیر ملکی کو جیب سے ایک لفافہ نکال کر ویٹر کو دیتے دیکھا اس غیر ملکی نے ویٹر کو لفافہ دینے کے بعد عمران والی میز کی جانب اشارہ کیا تھا پھر جیسے ہی ویٹر عمران والی میز کی جانب بڑھا۔

وہ غیر ملکی اپنی سیٹ سے اٹھ گیا اس کا رخ خارجی دروازے کی کی جانب تھا ویٹر کو بھی علم نہیں ہو سکا کہ وہ غیر ملکی اٹھ گیا ہے۔

اسے لفافہ عمران کی میز پر موجود مشہور صنعتکار ارشد بھائی کو دے دیا
تھا جسے ارشد بھائی لے کر کھولنے لگے تھے۔
"تم اس کا تعاقب کرو جاؤ جلدی"۔ جولیا نے تنویر سے کہا۔
"کیا ضرورت ہے۔؟ تنویر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔
"میں ایکسٹو کی جانب سے تمہیں حکم دے رہی ہوں کہ اس غیر ملکی کا تعاقب
کرو اور اسکے بارے میں تفصیلات حاصل کر کے مطلع کرو"۔
"کیا۔؟ تنویر کے منہ سے نکلا اور وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔
"جلدی کرو اگر وہ نکل گیا تو تم ذمے دار ہو گے"۔
"اوہ" تنویر نے کہا پھر مڑا اور تیزی سے خارجی دروازے کی
جانب بڑھتا چلا گیا۔
جولیا نے ارشد بھائی کی جانب دیکھا وہ لفافہ بند کر رہے تھے
جولیا نے اُن کے چہرے پر زردی پھیلتی دیکھی تھی نجانے کیا تھا اس لفافے
میں جس نے آن واحد میں انکے چہرے کے مسرت آمیز جذبات ختم کر دئیے
تھے۔ کچھ دیر بعد جولیا نے ان کو اٹھتے دیکھا۔
اسکے ساتھ ہی ایک خیال جولیا کے ذہن میں ابھرا اور وہ بھی
اٹھی اور تیزی سے اس طرف بڑھنے لگی جس طرف پبلک کال بوتھ بنے
ہوئے تھے۔ یہاں اب صرف دو بوتھ رہ گئے تھے۔
وہ ایک بوتھ کی جانب بڑھی ارشد بھائی کو اٹھتے دیکھکر اسکے ذہن
میں فوری طور پر یہی خیال آیا تھا کہ وہ فون کرنے کے لئے اٹھے ہیں اور

انکی گفتگو سننے کی خاطر ہی وہ وہاں سے اٹھ آئی تھی۔ ایک بوتھ میں داخل ہو کر اسنے بڑی تیزی سے جیب سے ایک ڈبیہ نکالی اور اس میں سے ایک بگ نکال کر انسٹرومنٹ کے عقب میں لگا دیا۔

پھر ڈبیہ جیب میں رکھ کر باہر نکلی اور دوسرے بوتھ میں گھسی ہی تھی کہ اسنے ارشد بھائی کو اس طرف آتا دیکھا۔ بوتھ کا دروازہ بند کر کے جولیا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا اور دوسرے بوتھ کی جانب اپنی کمر کر لی پھر جیب سے ڈبیہ نکال لی۔

ڈبیہ میں سے اس نے بگ کا رسیور نکالا اور اسے کان کے قریب کر لیا۔ جو بگ اسنے دوسرے فون کے انسٹرومنٹ میں لگایا تھا وہ بے حد حساس تھا اور وہ دونوں طرف کی گفتگو بگ کے رسیور پر سن سکتی تھی دفعتاً رسیور سے ڈائل گھمانے کی آواز آنے لگی۔

"ہیلو" رابطہ قائم ہوتے ہی بگ رسیور سے ارشد بھائی کی آواز سنائی دی تھی۔

"یس۔؟" ایک کرخت آواز نے دوسری طرف سے جواب دیا تھا۔

"میں ارشد بھائی بول رہا ہوں"

"کہو کیا بات ہے۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔
"بلو برڈ" ارشد بھائی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
"کیا ہوا پھر۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔
"مجھے یہ کارڈ کیوں بھیجا گیا ہے۔؟ ارشد بھائی نے پوچھا لہجے سے ڈر اور خوف کا اظہار ہو رہا تھا۔
"تم سرکاری سراغرسانوں سے مل بیٹھو اور تمہیں بلو برڈ بھی نہ بھیجے جاتے۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے مسٹر سیٹھ ارشد بھائی شکر کرو کہ ریڈ برڈ نہیں بھیجی گئی"
"سرکاری سراغرسانوں سے میرا کیا واسطہ۔؟ ارشد بھائی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔
"کیوں" دوسری جانب سے آواز آئی۔ کیا تمہاری میز پر علی عمران موجود نہیں ہے بولو۔؟
"ہے ہے مگر" ارشد بھائی نے کہا۔ اس کا تمہارے معاملے سے کیا تعلق وہ ایک الگ آدمی ہے مسٹر"
"الگ آدمی۔؟ دوسری جانب سے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ وہ ایکسٹو کا داہنا بازو ہے"
"ایکسٹو کا داہنا بازو۔؟ ارشد بھائی نے حیرت سے دہرایا۔
"ہاں اور پولیس کا مخبر بھی" دوسری جانب سے کہا گیا۔ کیپٹن فیاض کا وہ خاص آدمی ہے اور تم جانتے ہو کہ کیپٹن فیاض کا تعلق سینٹرل

انٹیلی جنس بیورو سے ہے"

"ہاں معلوم ہے مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ عمران سے مل بیٹھنے کی وجہ سے تمہارے معاملے پر کیا اثر پڑا ہے جو مجھے یہ لعنتی بلو برڈ کا کارڈ روانہ کیا گیا ہے بولو۔؟

"کیا تم نے ... اپنے معاملے کے لئے عمران کو مدد کے لئے نہیں بلایا۔؟

"نہیں" ارشد بھائی نے نفی میں جواب دیا۔

"جھوٹ مت بولو ارشد بھائی" دوسری جانب سے کہا گیا تم نے علی عمران کو اپنی مدد کے لئے بلایا ہے"

"اگر تم یہ سمجھ رہے ہو تو غلط سمجھ رہے ہو"

"اچھا" دوسری جانب سے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔ پھر صحیح کیا ہے یہی بتا چلو سیٹھ ارشد۔؟

"عمران سے میں کسی اور وجہ سے مل بیٹھا ہوں"

"وہی وجہ میں جاننا چاہتا ہوں"

"وہ ذاتی وجہ ہے" ارشد بھائی نے کہا۔

"اگر تم یہ چاہتے ہو کہ بلو برڈ واپس ہو جاتے تو تمہیں مجھے ہر طرح سے مطمئن کرنا پڑے گا سیٹھ ارشد ورنہ ....."

"دھمکی مت دو" ارشد بھائی نے کہا۔ عمران میرا ہونے والا داماد ہے اسی لئے وہ مل بیٹھا ہے"

"کیا۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔ داماد۔؟

"ہاں داماد" ارشد بھائی نے کہا۔

اور جولیا کو ایسا لگا کہ جیسے کسی نے اس کے دل پر گھونسہ سا دے مارا ہو تنویر کی بات سچ ثابت ہو گئی تھی۔

"کیا یہ بات تم صحیح کہہ رہے ہو۔؟

"یقین نہ ہو تو معلومات کرا لو" ارشد بھائی نے کہا۔ عمران کو یہاں اس لئے بلایا ہے کہ اسکی پسند معلوم کی جا سکے تاکہ جو لڑکی اسے پسند ہو اسی سے اسکی شادی کر دی جائے"

"ہونہہ" دوسری طرف سے آواز آئی۔ سیٹھ ارشد کیا تم ہم لوگوں کو بالکل ہی احمق سمجھتے ہو۔؟

"کیا مطلب۔؟ ارشد بھائی نے کہا۔ میں سمجھا نہیں"

"یہی کہ ایک کہانی سنا کر ہمیں مطمئن کرنے کی کوشش تاکہ بلو برڈ واپس لی جا سکے کیوں۔؟

"میری بات پر یقین نہیں تو اپنے طور پر معلوم کرا لو" ارشد بھائی نے کہا۔ تمہارے معاملے سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے"

"ٹھیک ہے میں یقین کئے لیتا ہوں مگر"

"مگر کیا" ارشد بھائی نے پوچھا۔

"یہی کہ اگر یہ جھوٹ ہوا یا تم نے معاملات کی عمران کو ہوا بھی دی ہو گی تو پھر اسکی سزا بھگتنے کے لئے تیار رہنا"

"عمران کو ہوا لگنا تو بڑی بات ہے تمہارے معاملے کے بارے

میں ہلکا سا شبہ تک نہیں ہے"

"ٹھیک ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"تو کیا بلو برڈ۔" ارشد بھائی نے کہنا چاہا۔

"ہاں وہ واپس لے لی جاتے گی مگر۔۔۔۔"

"تم اطمینان رکھو جیسا چاہتے ہو وہی ہو رہا ہے اور وہی ہوتا رہے گا" ارشد بھائی نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔

اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا پھر ریسور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تھی۔ کچھ دیر بعد جولیا نے کنکھیوں سے دیکھا ارشد بھائی واپس جا رہے تھے انکے جاتے ہی اسنے ریسیور رکھا پھر بگ کی ڈبیہ میں اسکا ریسیور رکھا اور بوتھ سے نکل آئی۔

پھر دوسرے بوتھ سے بگ نکال کر جولیا نے ڈبیہ میں رکھا اور اسے لباس میں محفوظ کر کے بوتھ سے نکلی اور ٹھٹھک کر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ بوتھ سے دس قدم کے فاصلے پر دو غیر ملکی کھڑے اسے گھور رہے تھے دونوں کے ہاتھ خالی تھے۔

"بہت خوب" ان میں سے ایک نے کہا۔

"ویری گڈ۔ اینڈ گڈ گرل" دوسرے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھی نہیں" جولیا نے کہا۔ کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

"دوسروں کی گفتگو سننے کا جو طریقہ تم نے اپنایا ہے وہ حیرت انگیز

ہی نہیں قابل تعریف بھی ہے ۔؟

" کیا مطلب ہوا تمہاری اس بات کا ۔؟ جولیا نے پوچھا ویسے وہ سوچ رہی تھی کہ یہ دونوں یہاں کیسے آپہونچے ۔؟

انکا یہاں آنا اس بات پر دال تھا کہ وہ پہلے سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے یا پھر وہ ارشد بھائی کی نگرانی کر رہے تھے اور ارشد بھائی کے پیچھے ہی ادھر آتے ہونگے اور اس طرح وہ انکی نگاہوں میں آگئی ہے مگر جو بھی بات تھی ۔

اسے ان دونوں سے نمٹنا تھا یہ بھی اچھا تھا کہ لڑکی سمجھتے ہوئے ان میں سے کسی نے ریوالور نہیں نکالا تھا ۔ خالی ہاتھ تھے وہ دونوں اور وہ ان سے آسانی سے نمٹ سکتی تھی ۔

" یہی کہ تم نے ارشد بھائی کی گفتگو سننے ۔ ۔ ۔ ۔"

" رہنے دو " اسکے دوسرے ساتھی نے کہا ۔ اس طرح وقت ضائع ہوگا "

" پھر ۔؟ اسنے پوچھا ۔

" اسے یہاں سے لے چلو " دوسرے نے کہا ۔ ٹھکانے پر پہونچ کر اس سے سب کچھ معلوم کرلیں گے "

" اسے چلو ہمارے ساتھ " اسنے کہا ۔

" کہاں لے جانا چاہتے ہو مجھے ۔؟ جولیا نے دو قدم آگے بڑھ کر حیرت زدہ لہجے میں پوچھا ۔

" اپنے ٹھکانے پر " اسنے کہا ۔

"کیوں۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"تاکہ..." اسنے کہنا چاہا مگر دوسرے نے بات کاٹ دی۔

"لڑکی" وہ جولیا سے مخاطب ہوا۔ اگر تم یہ بتلا دو کہ ارشد بھائی کی گفتگو کیوں سن رہی تھیں تو یہ تمہارے حق میں بہت اچھا ہوگا ورنہ جو ہوگا وہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔"

"اچھا" جولیا نے تمسخر اڑانے والے لہجے میں کہا۔ وہ اب ان سے صرف دو قدم کے فاصلے پر تھی۔

"ہاں" اسنے کہا۔ کیا تم عمران کے لئے کام کر رہی ہو۔؟

"یہ عمران کون ہے۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"پھر۔؟ اسنے پوچھا۔ پولیس انفارمر ہو اور ارشد بھائی کی نگرانی محکمے کی جانب سے کر رہی ہو۔؟

"نجانے تم کیا کہہ رہے ہو" جولیا نے کہا۔ میری سمجھ میں تمہاری ایک بات بھی نہیں آ رہی"

"ہونہہ" اسنے ہنکارہ بھرتے ہوئے قہر آلود نگاہوں سے جولیا کو گھورا تھا۔

"چلو ورنہ گولی مار دونگا" دوسرے نے جیب سے سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا دکھانا تو کیا یہ چلتا بھی ہے۔؟ کہتے ہوئے جولیا نے بڑی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اسکے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا

تھا وہ حیرت زدہ ہی ہوا تھا کہ اسکے ساتھی نے ریوالور نکالتے ہی جولیا پر فائر جھونک مارا تھا۔

گولی جولیا سے ایک فٹ دور سے گزری تھی پھر دوسرے فائر سے بچنے کے لئے جولیا نے جست لگائی تھی اور فرش سے پیر لگتے ہی اسنے ریوالور بردار پر فائر جھونک مارا تھا۔

گولی اسکے ہاتھ پر لگی تھی اور ریوالور نکل کر دور جا گرا تھا لیکن پھر جولیا کے ہاتھ میں بھی ریوالور نہیں رہ سکا تھا۔ کیونکہ دوسرے نے جولیا پر جست لگائی تھی۔

اور اسکی کک جولیا کے ریوالور والے ہاتھ پر لگی تھی پھر اسنے لات گھما کر جولیا کی کنپٹی پر ماری تھی مگر اب جولیا اتنی بے خبر اور سست بھی نہیں تھی کہ مار کھا جاتی۔

وہ پھرتی سے نیچے جھکی اور اسکی لات سر پر سے گزرتے ہی وہ اچھلی اور اسکے منہ پر فلائنگ کک مارتی ہوئی الٹی قلابازی کھا کر اس سے دو تین فٹ دور جا کھڑی ہوئی۔

مگر کھڑے ہوتے ہی اسے پھر جست لگانا پڑی تھی کیونکہ اتنی سی مہلت میں وہ ریوالور دوبارہ سنبھال چکا تھا کہ جس کا ہاتھ جولیا کی چلائی ہوئی گولی نے زخمی کر کے ریوالور نکال پھینکا تھا۔

اگر جست لگانے میں ایک سیکنڈ کی دیر ہوتی ہوتی تو اسکی چلائی ہوئی گولی جولیا کو زخمی ضرور کر دیتی۔

جولیا نے پے در پے کئی جستیں لگائی تھیں پھر ذرا سی مہلت ملتے ہی وہ تیر کی طرح ریوالور والے کی جانب آئی تھی۔ جولیا کی دونوں لاتیں اسکے سینے پر پڑی تھیں۔

اور وہ اڑتا ہوا سا اپنے اس ساتھی پر جا گرا تھا جو جولیا کے ہاتھ سے گرنے والا ریوالور تلاش کر رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے الجھے ہوئے گرے تھے۔

پھر اٹھنے بھی نہیں پاتے تھے کہ جولیا اچھلی اور ان پر کود گئی ان کے حلق سے کریہہ چیخ نکلی تھی۔ جولیا نے دوسری جست کی اور ان پر سے اتر آئی۔

اترتے ہی اسنے لات اٹھائی اور ایڑی پر گھومی اس کی لات دائرہ بناتی ہوئی گھومی اور اس کے پیٹ سے ٹکرائی جو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

دوسرے ہی لمحے اسکی چیخ وہاں لہراتی چلی گئی جولیا نے پھر لات گھمائی دوسری ضرب اسکے سینے پر لگی اور وہ سینہ پکڑے ڈکراتا ہوا گرتا چلا گیا۔

اسکا ساتھی ایک مرتبہ پھر ریوالور اٹھا چکا تھا مگر وہ جولیا کی جانب گھوما ہی تھا کہ جولیا کا گھونسہ اسکے منہ پر پوری قوت سے پڑا اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔

پھر جولیا ان کی جانب بڑھی ہی تھی کہ راہداری کی ہال والی سمت سے

کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے آنے والے ایک سے زیادہ معلوم ہوتے تھے۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر بڑی تیزی سے بائیں سمت دوڑتے چلے گئے۔

اس طرف باتھ روم کو جانے کا راستہ تھا۔ جولیا نے جھپٹ کر ان کے ریوالور اٹھا کر پرس میں رکھے اور آگے بڑھی ہی تھی کہ تین آدمی سامنے آگئے وہ تینوں ہی ویٹرز کی وردی میں تھے۔

"کیا ہوا تھا مس صاحبہ۔؟ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"میرا پرس چھیننا چاہتے تھے مگر تم لوگوں کے آنے کی آہٹ سن کر وہ بھاگ نکلے۔"

"کون تھے وہ لوگ۔؟ دوسرے نے پوچھا۔

"اب ملے تو ان سے پوچھ کر بتلادونگی۔" جولیا نے ہال کی جانب بڑھتے ہوئے کہا اور سوال کرنے والا جھینپ کر رہ گیا۔

"مطلب یہ تھا مس صاحبہ۔" دوسرے نے کہا۔ کہ ان کا تعلق ہوٹل کے کسی فرد سے تو نہیں تھا۔"

"میں انھیں نہیں جانتی۔" جولیا نے کہا۔

وہ ہال میں پہونچ چکی تھی۔ یہاں سب کچھ ویسا ہی تھا جیسے وہ چھوڑ گئی تھی وہ اپنی میز پر بیٹھ گئی۔ پھر کنکھیوں سے عمران والی میز کی جانب دیکھا اور چونک پڑی۔

عمران اسی کی جانب دیکھ رہا تھا پھر وہ ارشد بھائی سے گفتگو کرنے لگا جولیا نے ٹھنڈا سانس بھرا اور ویٹر کی تلاش میں ہال میں نگاہیں دوڑانے لگی ذہن میں کئی سوال تھے مگر جواب کون دیتا۔؟

تنویر بڑی جھلاہٹ کے عالم میں ہال سے باہر آیا تھا جولیا کے اچانک بدل جانے والے رویئے نے اس کے تن بدن میں آگ بھڑکا دی تھی غصّے سے اس کا رواں رواں سلگنے لگا تھا۔ وہ کئی دن سے اس کے ساتھ گھوم رہی تھی لیکن اب عمران کے نظر آتے ہی سب کچھ بدل گیا تھا۔

اور وہ عمران کی خیر خواہ بن گئی تھی۔ ذرا سے شک پر اُسے اس غیر ملکی کا تعاقب کرنے بھیج دیا تھا۔ وہ باہر آیا تو غیر ملکی ایک کار میں بیٹھ رہا تھا وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

یہاں وہ کار ہی میں آیا تھا۔ غیر ملکی کی کار کے احاطے سے باہر نکلتے ہی اسنے بھی گاڑی آگے بڑھائی تھی۔ غیر ملکی کی گاڑی سُست رفتار سے دوڑ رہی تھی۔

تنویر نے بھی رفتار اسی کے مطابق رکھی تھی البتہ فاصلہ بڑھا لیا تھا کیونکہ سڑکوں پر ٹریفک بے حد کم تھا۔

اور اس کم ٹریفک کی وجہ سے اس بات کا امکان تھا کہ کہیں غیر ملکی اپنے تعاقب سے باخبر نہ ہو جاتے۔ ویسے اسکے ذہن میں یہی تھا کہ جولیا نے محض اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے ہی اسے اس غیر ملکی کے تعاقب میں روانہ کیا ہے تاکہ عمران سے مل سکے۔

مگر۔ ایک اور خیال اسکے ذہن میں ابھرا۔ اگر یہ بات مان لی جاتے تو اس کو کیا کہیں گے کہ غیر ملکی ویٹر کے ذریعے لفافہ عمران والی میز کی جانب بھیج کر اٹھ گیا تھا۔ آخر کیوں۔؟

اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ وہ ارشد بھائی یا عمران سے اپنی شخصیت چھپانا چاہتا ہو۔؟ اگر ایسا ہی تھا تو اس کا کوئی اور مقصد بھی ہو سکتا تھا ممکن تھا کہ لفافے میں کوئی دھمکی آمیز تحریر ہوتی اور یہ بھی ممکن تھا کہ لفافے میں کوئی تصویر ہوتی۔

ایسی تصویر کہ جو ارشد بھائی کے لئے تباہ کن بھی ثابت ہو سکتی ہو بشرطیکہ وہ دوسروں کی نگاہوں میں آجاتے۔ وہ سوچتا رہا اور گاڑی دوڑاتا رہا۔

اپنی سوچوں کے درمیان وہ یہ بات بھول گیا کہ غیر ملکی کی گاڑی کافی دیر سے بلا مقصد سڑکوں کے چکر کاٹ رہی ہے نہ ہی وہ اس بات کو محسوس کر سکا کہ ایک ہی سڑک سے وہ دو بار گزر چکے ہیں۔ اسکے ذہن میں تو ایک لاوا سا پک رہا تھا۔

اور یہ جولیا کے بدل جانے کا ری ایکشن تھا۔

ذہن ۔ نئے نئے سوالات سامنے لا رہا تھا۔ یک بیک تنویر کو احساس ہوا کوئی گڑبڑ ہے۔ اسنے سنبھلتے ہوئے دائیں بائیں دیکھا پھر عقب کا جائزہ لیا اسکی تینوں سمتیں خالی تھیں کوئی گاڑی آس پاس نہیں تھی نہ کوئی تعاقب میں تھا، اس سڑک پر صرف دو گاڑیاں تھیں۔

ایک اسکی اور دوسری غیر ملکی کی پھر۔؟ تنویر نے سوچا اسکی چھٹی حس نے اسے کسی گڑبڑ کا احساس کیوں دلایا ہے۔؟ اسنے غیر ملکی کی گاڑی پر نگاہ جمادی جواب بھی اسی رفتار سے دوڑ رہی تھی کہ جس رفتار سے وہ ٹیپ ٹاپ سے روانہ ہوتی تھی۔

وہ شہر کے وسطی حصے سے گزر رہے تھے جس سڑک پر وہ اس وقت تھے اس سڑک پر کئی اچھے ہوٹل موجود تھے کچھ دیر بعد غیر ملکی کی گاڑی ایسے ہی ایک ہوٹل کے احاطے میں گھوم گئی۔

تنویر نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کی پھر ہلکا سا وقفہ دیکر اسنے بھی گاڑی احاطے میں موڑلی۔ بائیں سمت پارکنگ تھا جہاں کئی گاڑیاں کھڑی نظر آرہی تھیں۔

جس غیر ملکی کا وہ تعاقب کرتا ہوا آیا تھا وہ اُسے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا نظر آیا تھا۔

تنویر نے پارکنگ میں ایک خالی جگہ گاڑی روکی پھر انجن بند کیا اور اتر کر گاڑی لاک کرنے لگا۔ گاڑی لاک کرہی رہا تھا کہ اسکی چھٹی حس بیدار ہوتی چلی گئی۔

عقب میں ہلکی سی آہٹ ہوئی تھی تنویر بڑی تیزی سے جھکتے ہوئے چند قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ کھٹاک کی آواز ہوئی اور کوئی ٹھوس چیز اسکی گاڑی کی چھت سے ٹکرائی۔

وہ پھرتی سے مڑا۔ اور عقب میں ایک آدمی کو دیکھ کر اس کے لبوں پر خونخوار سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اسی نے ریوالور کے دستے سے اس کے سر پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی۔

مگر تنویر کے بروقت ہوشیار ہو جانے پر وہ ناکام رہا تھا۔ پھر اسنے، بڑی تیزی سے ریوالور کو اچھال کر دستے کی جانب سے پکڑا ہی تھا کہ تنویر کی لات چلی۔ اور ریوالور اسکے ہاتھ سے نکل کر اندھیرے میں دور کسی گاڑی کی چھت پر جا گرا کیونکہ ایسی ہی آواز اسکے گرنے سے ابھری تھی کہ جیسے کسی گاڑی کی چھت پر کوئی چیز گری ہو۔

حملہ آور کے حواس قائم رہے تھے کیونکہ ریوالور نکلنے کے بعد بھی وہ نروس نہیں ہوا تھا اسنے بڑی تیزی سے تنویر پر جست لگائی تھی یہ اور بات ہے کہ تنویر کا گھونسہ جبڑے پر کھانے کے بعد وہ اسی تیزی سے اچھل کر ایک گاڑی سے جا ٹکرایا تھا۔

پھر زمین پر گرتے ہی تنویر کی ٹھوکر جبڑے پر پڑی تھی اسکے منہ سے بڑی کربہہ چیخ نکلی تھی اور دونوں ہاتھ جبڑے پر چلے گئے تھے۔

تنویر کی تیسری ٹھوکر اسکی پسلیوں پر لگی تھی وہ بری طرح سے ڈکراتا ہوا لوٹنے لگا۔

دفعتاً تنویر کی کمر پر کسی چیز کی ضرب لگی اور وہ لڑکھڑا کر آگے بڑھا اور نیچے گرے ہوئے حملہ آور سے الجھ کر گرتا چلا گیا۔

گرنے میں ایک لمحے کی دیر ہوتی ہو تی تو دوسرا کیا جانے والا وار اسکی کھوپڑی ہی توڑ کر رکھ دیتا۔ کیونکہ اسکے گرنے کے بعد وہ سلاخ گاڑی سے ٹکرائی تھی جس سے تنویر پر حملہ کیا گیا تھا۔

تنویر لیٹے ہی لیٹے اچھلا اور آگے کی جانب گرا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا پھر بڑی تیزی سے دوسرے حملہ آور کی جانب مڑا۔ وہ سلاخ تولتا ہوا آہستہ آہستہ تنویر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

وہ دو ہی نہیں تھے اسکے برابر دوسری گاڑی کی آڑ سے ایک اور آگے بڑھتا نظر آیا تھا اس کے ہاتھ میں چاقو نظر آ رہا تھا۔

تنویر پوری طرح چاق و چوبند ہو گیا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ اسکی چھٹی حس کیوں بیدار ہوئی تھی۔ اور غیر ملکی سڑکوں پر کیوں چکر کاٹتا رہا تھا یقیناً وہ تعاقب سے آگاہ ہو گیا تھا۔

اور پھر اسنے ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمی اس جگہ بلاتے ہونگے تاکہ تنویر کو یہاں گھیرا جا سکے۔ اس جگہ تاریکی بھی تھی اور آنے جانے والی گاڑیاں بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔

اس لئے یہ ڈر بھی نہیں تھا کہ کوئی مداخلت کرے گا۔ اسی لئے یہ تینوں اسے گھیر کر ختم کرنا چاہتے تھے۔ مگر نہیں۔ تنویر نے سوچا اگر ختم کرنا ہی مقصد رہا ہوتا تو۔؟

تو پہلے حملہ کرنے والا ریوالور کے دستے سے اس پر حملہ نہیں کرتا بلکہ بڑی، خاموشی سے اُسے گولی کا نشانہ بنالیتا۔ ایسا نہ کرنے کا مطلب یہی تھا کہ وہ اسے زندہ پکڑنا چاہتے تھے مگر۔

اپنے ساتھی کا حشر دیکھ کر وہ اشتعال میں آگئے تھے اور اب شاید اسے زندہ پکڑنے کا ارادہ ڈانوا ڈول ہو کر رہ گیا تھا ایسا نہ ہوتا تو سلاخ سے حملہ کرنے والا پوری قوت سے وار نہیں کرتا۔

تنویر کے ذہن میں ایک لمحے میں یہ سب کچھ آگیا تھا۔ وہ پوری طرح سے ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ نگاہ اس پر بھی تھی جواب بیہوش پڑا تھا۔ دفعتًا چاقو اور سلاخ والے دونوں نے بیک وقت اس پر جست لگائی تھی اور تیر کی طرح اس پر آئے تھے۔

تنویر نے جھکائی دے کر سلاخ والے کا وار خالی دیتے ہوتے چاقو سے وار کرنے والے کی کلائی پکڑلی پھر اس سے پہلے کہ سلاخ والا دوبارہ حملہ کرتا تنویر نے چاقو والے کی کلائی پکڑے پکڑے الٹی قلابازی کھائی۔ فوراً ہی چٹ کی آواز کے ساتھ ہی چاقو والے کی چیخ وہاں گونجی تھی اسکی کلائی جوڑ کے پاس سے ٹوٹ گئی تھی۔

تنویر نے اسکی کلائی چھوڑی اور بڑی تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا کیونکہ سلاخ والے نے اس پر دوبارہ وار کیا تھا وار نہ صرف خالی گیا تھا۔

بلکہ وہ قریب کھڑی کار کے ونڈ اسکرین پر پڑا تھا۔

فوراً ہی شیشے ٹوٹنے کی آواز ابھری اور ٹھیک اسی لمحے تنویر کی فلائنگ کک اسکے منہ پر پڑی وہ اچھلا اور ایک گاڑی کے بونٹ سے ٹکراتا ہوا فرش پر گرتا چلا گیا۔

تنویر نے خود بھی نیچے گرتے ہی اچھل کر کھڑے ہونے میں ایک لمحے کی دیر نہیں کی تھی پھر فوراً ہی وہ سلاخ والے پر جھپٹ پڑا تھا اسکی ٹھوکریں سلاخ والے کے سینے اور منہ پر پڑ رہی تھیں۔

اور وہ بری طرح سے کراہ رہا تھا۔ ہاتھ ٹوٹنے والے کے منہ سے بھی کراہیں نکل رہی تھیں اور اس سے اچھا خاصہ شور ہو رہا تھا تنویر سوچ رہا تھا کہ ان میں سے کسی کو زندہ پکڑ لینا چاہیئے تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ وہ کون لوگ ہیں۔

لیکن اسکی یہ سوچ پوری نہ ہو سکی کیونکہ بیک وقت دو گاڑیاں اندر داخل ہو کر پارکنگ کی جانب مڑی تھیں اور ان کی ہیڈ لائٹس کی روشنی ہوتے ہی وہ دونوں اٹھ کر بھاگ نکلے تھے۔ تنویر نے سوچا چلو وہ تو ہاتھ لگا جو بیہوش ہے۔

مگر وہ جگہ بھی خالی پڑی تھی جہاں بیہوش ہونے والے کو چھوڑا تھا تینوں فرار ہو چکے تھے۔ تنویر نے اپنا حلیہ درست کیا اتنی دیر میں دونوں گاڑیاں پارک ہو چکی تھیں۔

ان گاڑیوں میں آنے والوں کے اندر جانے کے بعد وہ بھی اندر کی سمت بڑھا تھا۔

لیکن چند قدم چلنے کے بعد ہی وہ رک گیا۔ وہ غیر ملکی باہر آرہا تھا کہ جس کا تنویر تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آیا تھا۔ اس نے آگے بڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس اپنی گاڑی کی جانب مڑ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ پھر غیر ملکی کا تعاقب کر رہا تھا اس بار اس نے فاصلہ دو فرلانگ کے لگ بھگ رکھا تھا مگر اسے یقین تھا کہ غیر ملکی ایک بار پھر اپنے تعاقب سے آگاہ ہو جائے گا۔

اسکی وجہ یہ تھی کہ سڑک پر ان دونوں گاڑیوں کے علاوہ اور کوئی گاڑی نہیں تھی لیکن وہ تعاقب میں لگا رہا اسکے علاوہ اسکے پاس کوئی چارہ کار بھی تو نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد آگے گاڑیاں ایسے علاقے میں داخل ہو گئیں جو اس وقت تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ گو کہ یہ شہر کا پر رونق علاقہ تھا اور رات بھر یہاں جشن کا سا سماں رہتا تھا مگر اندھیرے کے باعث اس وقت یہاں سناٹا طاری تھا۔

لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہونے والی تاریکی نے یہاں کی رونقیں اجاڑ دی تھیں۔ تنویر نے سر ہلایا اور رفتار بڑھا دی وہ فاصلہ کم کرنا چاہتا تھا۔

تاکہ اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر غیر ملکی کسی بائی روڈ پر مڑ کر اسکی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جائے۔ وہ اسکی عقبی سرخ روشنی کے سہارے تعاقب کر رہا تھا۔

دفعتاً ایک دھماکہ ہوا اور تنویر کو ایسا لگا جیسے وہ گاڑی سمیت فضا میں بلند ہوتا چلا گیا ہو دوسرے ہی لمحے اسکے ذہن پر تاریکی چھاتی چلی گئی اور وہ ہوش حواس سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔

کوبرا کے اپنی کار سمیت سمندر میں ڈوب جانے کے بعد وہ سمجھے تھے کہ کیس ختم ہو گیا مگر ایکسٹو کے ان الفاظ نے انھیں چوکنا رہنے پر مجبور کر دیا تھا کہ۔ ! کوبرا کے بارے میں کوئی یہ نہ سوچے کہ وہ ڈوب گیا ہے اس وقت تک کہ جب تک آسمانی گاڑی یا اس کا ڈھانچہ اور کوبرا اور شاردا کی لاشیں نہیں مل جاتیں تم لوگوں کو اپنی آنکھیں ہر وقت کھلی رکھنا ہونگی۔

اسی دن سے صفدر سوچ رہا تھا کہ کوبرا کس طرح ڈوبتی ہوئی کار سے بچ کر نکل سکتا ہے۔ ؟ اسکی صورت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی تھی کہ گاڑی کے سمندر میں ڈوبتے ہی وہ دروازے کھول کر باہر نکل آئے ہونگے مگر۔ ۔ ؟

ملاحظہ کیجئے سنسنی خیز ناول۔ کوبرا۔ ڈینجر میں۔

ایسا ہونا مشکل اسلئے نظر آرہا تھا کہ پانی کے دباؤ کی وجہ سے گاڑی کے دروازے کھول لینا آسان کام نہیں تھا۔

بہرحال ایکسٹو نے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں ہو سکتا تھا لہذا صفدر نے اسی پہلو پر غور کرتے ہوئے سوچا تھا کہ اگر کوبرا زندہ بچ نکلا ہے تو وہ اپنی سرگرمیاں کہاں سے شروع کرے گا۔؟

غور کرنے پر یہ بات سامنے آئی تھی کہ ایکسٹو نے کوبرا کے شکار ہونے والے جن لوگوں کو نجح نہیں کیا ہے ان میں کامران بھی شامل ہے کامران محکمہ دفاع کا ڈائریکٹر آف پرچیز تھا۔

لہذا صفدر نے کامران کی نگرانی شروع کر دی تھی اور ساتھ ہی اینٹی میک اپ کیمرہ اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا اپنی صورت اس نے کسی اخبار کے رپورٹر جیسی بنالی تھی۔

ویسے جیب میں ایک اخبار کے بہت سے وزیٹنگ کارڈ بھی تھے یہ اور بات تھی کہ اس اخبار کا عملہ اسکی صورت سے بھی واقف نہیں تھا۔

ویسے صفدر نے چہرے پر پلاسٹک میک اپ کر رکھا تھا اور اسکی تربیت عمران ہی نے دی تھی۔

عمران سیکرٹ سروس کے ممبروں کو آہستہ آہستہ ہر چیز میں طاق کرتا جارہا تھا وہ انھیں سراغرسانی کے پیشے میں کام آنے والی ہر چیز میں مکمل طور پر ماہر اور طاق دیکھنے کا خواہشمند تھا پچھلے ہی دنوں ان سب نے ایک کورس مکمل کیا تھا۔

یہ کورس کمانڈو ٹریننگ کا ایک اہم حصہ تھا۔ اسکے بعد ہی ڈینجر مین[1] والا کیس شروع ہو گیا تھا پھر ڈینجر مین اپنے اصلی روپ یعنی کوبرا[2] کے روپ میں سامنے آ گیا تھا۔

اس وقت بھی وہ کامران ہی کے تعاقب میں تاج ہوٹل پہونچا تھا، کامران دفتر سے نکل کر اپنی رہائش گاہ گیا تھا اور وہاں سے وہ تاج ہوٹل آیا تھا اور ڈنر بھی اسنے یہاں پر ہی کیا تھا۔

وہ بار بار رسٹ واچ دیکھ رہا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے کسی کا انتظار تھا کس کا۔؟ یہ خود صفدر بھی نہیں جانتا تھا لہذا وہ بے چینی سے اس کا منتظر تھا جس کے لئے کامران یہاں آیا تھا وہ کون ہو سکتا تھا اس بارے میں صفدر کا ایک اندازہ تھا اور وہ یہ کہ آنے والی شاردا ہی ہو گی۔

شاردا[3] جو کوبرا کے ساتھ ہی اسکی آسمانی گاڑی میں سمندر برد ہو گئی تھی۔ اب اگر کوبرا بچ نکلا تو شاردا کے ڈوبنے کا بھی کوئی امکان پیدا نہیں ہوتا تھا۔

لہذا اس کا اندازہ یہی تھا کہ اگر کوبرا نے کامران سے رابطہ قائم کیا ہے تو اسکے لئے وہ شاردا ہی کو بھیجے گا اور اس کے اندازے کے مطابق اس وقت وہی آنے والی تھی۔

---

۱ تا ۳ ملاحظہ کیجئے سنسنی اور سسپنس سے بھرپور مکمل ناول۔
کوبرا۔ ڈینجر مین۔

مگر صفدر نے سوچا۔ وہ کامران کی میز سے خاصے فاصلے پر ہے پھر وہ انکے درمیان ہونے والی گفتگو کیسے سن سکے گا۔؟ جب وہ کامران کے تعاقب میں ہال میں داخل ہوا تھا تو اس میز پر ریزرو کی تختی لگی دیکھ لی تھی جس پر کامران بیٹھا ہوا تھا۔

اسکے ارد گرد کی میزیں بھی ریزرو تھیں لہذا اسے چھ سات میزوں کے بعد جگہ مل سکی تھی اسی لئے وہ سوچ رہا تھا کہ انکی گفتگو وہ کیسے سن سکے گا اور اگر انکے درمیان ہونے والی گفتگو نہیں سنی تو اسے کیسے علم ہوگا کہ ان کے درمیان کس موضوع پر بات ہوتی ہے۔؟

کچھ سوچ کر اسنے جیب سے وسیع حیطۂ عمل والے بگ کی ڈبیہ نکالی پھر اس کا تار نکال کر ریسیور والی گھنڈی کان میں لگائی اور تار کوٹ کے اندر کر کے اس کا ریسیونگ آپریٹس اندر والی جیب میں رکھا اور بگ مٹھی میں دبا لیا۔

یہ بگ اس طرح کا تھا کہ کسی بھی چیز سے با آسانی چپکایا جا سکتا تھا وہ آہستہ سے اٹھا۔ کامران کی میز باتھ روم والی راہداری کے راستے میں پڑتی تھی وہ اسی طرف بڑھا۔

پھر کامران کی میز کے قریب پہونچ کر وہ اس طرح لڑکھڑایا جیسے ٹھوکر لگی ہو۔

پھر گرنے سے بچنے والے انداز میں اسنے میز پکڑ کر سہارا لیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"سوری" اسنے کامران سے کہا تھا۔

"کوئی بات نہیں" کامران نے سرسری طور پر اسے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر خارجی دروازے کی جانب دیکھنے لگا۔

صفدر آگے بڑھ گیا تھا اب یہ اور بات ہے کہ بگ اسکی مٹھی میں نہیں تھا میز کا سہارا لیتے ہوئے بگ میز کی کگر کے نچلے حصّے سے جا چپکا تھا وہ باتھ روم میں پانچ منٹ گزار کر باہر آ گیا۔

کامران اب بھی اپنی میز پر تنہا ہی نظر آ رہا تھا وہ اپنی میز پر آ بیٹھا اور ویٹر کو اشارے سے بلایا۔

"جی سر" ویٹر نے قریب آ کر پوچھا اسکی نگاہوں میں حیرت تھی اور وہ صفدر کے کان میں لگے ریسیور کو دیکھ رہا تھا۔

"کبھی کبھی میری سماعت متاثر ہو جاتی ہے" صفدر نے اسکی حیرت کو بھانپتے ہوئے کہا۔ اس وقت میں آلہ سماعت لگائے بغیر کچھ نہیں سن پاتا اس وقت بھی ایسا ہی ہے"

"اوہ" ویٹر کے منہ سے اطمینان بھرا سانس نکلا۔

"دیکھو کافی لے آؤ۔ بلیک کریم کے ساتھ"

"یس سر" ویٹر نے کہہ کر جانا چاہا تھا مگر صفدر نے روک لیا پھر جیب سے پانچ سو کا نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے بولا۔

"بل بھی کاٹ لینا پتہ نہیں میں کب اٹھ جاؤں"

"یس سر" ویٹر نے کہا اور واپس چلا گیا۔

ویٹر کے جانے کے بعد صفدر نے کنکھیوں سے کامران کی جانب دیکھا وہ دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں سے ایک عورت اندر آرہی تھی وہ قبول صورت تھی جوان تھی مگر مقامی تھی۔ وہ دروازے پر رک کر ہال کا جائزہ لے رہی تھی۔

پھر اسنے کامران پر نگاہ پڑتے ہی اسے چونکتے دیکھا تھا وہ سرہلاتی ہوتی کامران کی جانب بڑھی تھی۔

"کیا میں آپ کے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں۔؟ اسنے کامران کے قریب پہونچ کر کہا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے وہ دونوں آپس میں شناسا ہی نہیں بے تکلف بھی رہے ہوں۔

"نہیں" صفدر نے کامران کی آواز سنی "میری ایک دوست آنے والی ہے اور آپ کو میرے ساتھ اس نے دیکھا تو وہ ناراض ہوگی اور میں اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا۔

"کیا اس کا نام کوبرا سے ملتا جلتا ہے۔؟ عورت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے کامران کو چونکتے دیکھا۔

"کیا مطلب۔؟ اسنے حیرت سے پوچھا۔

"سانپ پانی میں ڈوبا نہیں کرتے" عورت نے پھر کہا۔ اس کا لہجہ اب سنجیدہ ہوگیا تھا۔

"اوہ" کامران کے منہ سے نکلا۔ "بیٹھئے"

"تھینک یو مسٹر کامران" عورت نے کہا۔

"گویا تم میرا نام بھی جانتی ہو۔؟" کامران نے کہا۔
"اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں" عورت نے کہا تھا۔
"مگر" کامران نے کہا۔ "مجھ سے کچھ اور کہا گیا تھا"
"شاردا کے بارے میں۔؟"
"ہاں" کامران نے سر ہلایا۔ "فون پر یہی کہا گیا تھا کہ شاردا مجھ سے ملنا چاہتی ہے اور ....."
"اسکی جگہ میں آ گئی تو کوئی فرق پڑ گیا۔؟" عورت نے پوچھا۔
"بہت بڑا فرق" کامران نے کہا۔ "بہر حال تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ شاردا کا کیا بنا زندہ ہے یا نہیں۔؟"
"تم کیا سمجھتے ہو۔؟" اسنے پوچھا۔
"اخباری اطلاعات کے مطابق وہ اور کوبرا اپنی کار سمیت سمندر میں ڈوب چکے ہیں" کامران نے کہا۔
"تمہیں اس خبر پر یقین ہے۔؟"
"ہاں اس لئے کہ انکے ڈوبنے کا منظر بہت سے لوگوں نے دیکھا تھا"
"ڈوبنے کے منظر کی میں بات نہیں کر رہی مسٹر کامران"
"پھر۔؟" کامران نے پوچھا۔
"میرا مطلب یہ تھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ کوبرا اور شاردا دونوں ڈوب کر مر چکے ہیں۔؟"
"اخباری اور پولیس رپورٹ یہی ہے"

"لیکن۔" عورت نے کہا۔ اگر وہ دیکھ چکے ہیں تو انکی لاشیں اور گاڑی کا ڈھانچہ سمندر سے کیوں نہیں نکالا جا سکا۔؟

"خیال یہ ہے کہ وہ سمندر کی تہہ میں بیٹھ گئی ہے۔"

"اچھا۔" عورت نے کہا۔

"ہاں۔" کامران نے کہا۔ ویسے بحریہ کے غوطہ خور اور دیگر عملہ اب بھی اسے اسکے ڈوبنے کی جگہ تلاش کر رہا ہے۔"

"انکی تلاش کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکے گی۔"

"واقعی۔؟ کامران نے پوچھا۔

"ہاں۔" عورت نے کہا۔ کوبرا کی موت اتنی آسان ہوتی تو آج دنیا بھر میں اسکی دہشت بیٹھی ہوئی نہ ہوتی۔"

"ہونہہ۔" کامران نے سر ہلایا۔ میں تمہیں کیا کہہ کر مخاطب کروں۔؟

"روزینہ" ... عورت نے کہا تھا۔

"عیسائی ہو۔؟ کامران نے پوچھا۔

"جو دل چاہے سمجھ لو۔" روزینہ نے کہا۔ مجھ جیسی عورتوں کا کوئی مذہب نہیں ہوا کرتا مسٹر کامران۔"

"آپ جیسی سے کیا مراد ہے۔؟ کامران نے حیرت سے پوچھا۔

"یہی کہ میں جن لوگوں کے لئے کام کر رہی ہوں ان لوگوں میں میری حیثیت رشوت میں دی جانے والی رقم کی طرح سے ہے۔"

"اوہ۔" کامران کے منہ سے نکلا تھا۔

"بہر حال ختم کریں اس ٹاپک کو"

"ٹھیک ہے" کامران نے کہا۔ بولو کیا پسند کرو گی۔؟

"کافی منگا لیجئے" روزینہ نے کہا۔ ڈنر غالباً آپ کر چکے ہونگے۔؟

"ہاں" کامران نے کہا۔ دس بج چکے ہیں اور۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے" روزینہ بات کاٹ کر بولی۔

کامران نے ویٹر کو بلا کر کافی کے لئے کہا تھا۔

"ہاٹ بلیک لانا" روزینہ نے ویٹر سے کہا تھا۔

"یس میڈم" ویٹر نے کہا اور لوٹ گیا۔

صفدر نے اپنا رخ اس طرح بدلا کہ اب وہ روزینہ کا اچھی طرح سے جائزہ لے سکتا تھا اسنے روزینہ کے اس ہاتھ کو بھی بغور دیکھا تھا جس کی چھوٹی انگلی آپریشن کر کے الگ کرا دی گئی تھی۔

وہ جگہہ نارمل ہاتھ کی جلد جیسی تھی۔ آپریشن کا ہلکا سا بھی نشان اسکے ہاتھ پر نہیں تھا اسنے رخ پھر بدل لیا اور ویٹر کو دیکھنے لگا جو اس کے لئے کافی لا رہا تھا۔

"اب کام کی بات پر آجایئے" روزینہ نے کہا۔

"کہو" کامران نے کہا۔ کیا بات ہے۔؟

"اسی کام کے بارے میں پوچھنا ہے۔؟

"کس کام کے بارے میں۔؟ کامران نے پوچھا۔

"وہی جو شارد اکرانا چاہتی تھی" روزینہ نے کہا۔ کیا وہ کام آپ

نے مکمل کر لیا یا ابھی باقی ہے۔؟

"باقی ہے" کامران نے کہا۔

"کیوں۔؟ روزینہ نے کہا۔ آپ کو اب تک وہ کام مکمل کر لینا چاہیئے تھا مسٹر کامران نامکمل کیوں چھوڑ رکھا ہے۔؟

"اسکی وجہ ابھی بتلا چکا ہوں"

"دوہرا دیجئے" روزینہ نے کہا۔

"کوبرا اور شارد اکا کار سمیت ڈوب جانا" کامران نے کہا۔

"آپ اس خبر پر یہ سمجھے کہ وہ حقیقتاً ڈوب گئے ہیں کیوں۔؟ روزینہ نے پوچھا لہجہ طنزیہ تھا۔

"ہاں" کامران نے کہا۔ میری جگہ کوئی بھی ہوتا وہ بھی یہی نتیجہ اخذ کرتا جو میں نے کیا ہے"

"بہرحال" روزینہ نے کہا۔ اب وہ کام آپ کتنے جلد مکمل کر کے کاغذات مجھے دے سکتے ہیں۔؟ مکمل کاغذات"

"آپ کو۔؟ کامران نے کہا لہجہ سوالیہ تھا۔

"ہاں مجھے" روزینہ نے کہا۔ میں کوبرا کی نمائندہ ہوں نا"

"مگر مجھے اس پر کیسے یقین آئے۔؟

"یقین نہ کرنے کی وجہ۔؟ روزینہ نے پوچھا۔

"کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے جس کی وجہ سے میں یہ یقین کر سکوں کہ تم واقعی کوبرا اور شاردا کی ساتھی ہو"

"کیا کوبرا نے تمہیں فون پر میری بابت نہیں بتلایا تھا۔؟
"بتلایا تھا مگر کیا ضروری ہے کہ فون کرنے والا کوبرا ہی تھا۔"
"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟
"یہی کہ کوبرا کی آواز میں کوئی بھی کال کر سکتا ہے۔" کامران نے کہا۔ "یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے مس روزینہ۔"
"پھر۔؟" روزینہ نے کہا۔ "تم کیا چاہتے ہو۔؟
"کوئی ایسا ثبوت کہ جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ مجھے کال کر کے تمہارے بارے میں بتانے والا کوبرا ہی تھا۔"
"ثبوت۔؟" روزینہ نے دہرایا۔
"ہاں۔" کامران نے کہا۔ "بہتر یہی ہے کہ شاردا خود ہی ملنے آجائے اُس صورت میں میں کاغذات کی فوٹو کاپیاں اُسے دے دوں گا اس طرح مجھے بھی اطمینان حاصل ہو جائے گا۔"
"شاردا کا آنا مشکل ہے مسٹر کامران۔"
"پھر میں تمہیں بغیر اطمینان کئے کہ تم کوبرا کی نمائندہ ہو کوئی بھی چیز نہیں دے سکتا۔" کامران نے کہا۔
"ہونہہ۔" روزینہ نے ہنکارہ بھرا۔ پھر صفدر نے کاغذات کے سرسرانے کی آواز سنی پھر روزینہ بولی۔ "لو دیکھو۔"
"کیا ہے اس میں۔؟" کامران کی آواز آئی۔
"وہ ثبوت جو تمہیں مطمئن کر دیں کہ میں... کوبرا ہی کی نمائندہ

ہوں" روزینہ کی آواز آئی۔

"ہونہہ" چند لمحے بعد کامران کے طویل سانس لینے کی آواز ابھری تھی پھر روزینہ کی آواز آئی۔

"اب کیا کہتے ہو مسٹر کامران۔؟

"تم ٹھیک کہتی ہو" کامران کی آواز آئی۔

"تمہیں اطمینان ہو گیا کہ میں کوبرا کی نمائندہ ہوں۔؟

"ہاں اور اگر نمائندہ نہیں بھی ہو تب بھی ان تصویروں کا تمہارے پاس ہونا ہی کافی ہے" کامران نے کہا۔ میں ہر طرح سے تمہارا کام کرنے اور کاغذات کی کاپیاں دینے کے لئے تیار ہوں"

"پھر یہ کام کب کر رہے ہو۔؟

"پرسوں اسی جگہ ملاقات کرو" کامران نے کہا۔ میں کاغذات مکمل کر کے ان کی فوٹو اسٹیٹ لیتا آؤں گا"

"فوٹو اسٹیٹ کی کیا ضرورت ہے" روزینہ نے کہا۔ کیا تمہیں شاردا نے منی اسپائی کیمرہ نہیں دیا تھا۔؟

"دیا تھا مگر میں تصویریں بنانے سے فوٹو اسٹیٹ بنانا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں مس روزینہ"

"حیرت ہے" روزینہ نے کہا۔ کیمرہ سگریٹ جتنا ہے اسے تم آسانی سے دفتر لے جا اور لا سکتے ہو جبکہ فوٹو اسٹیٹ کا پیکٹ خاصا بڑا ہو گا اور اسے لاتے ہوئے تمہیں چیک بھی کیا جا سکتا ہے"

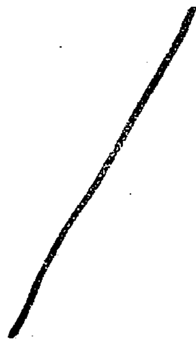
"یہ بات تم نہیں سمجھو گی" کامران نے کہا۔ بہر حال اب جبکہ ثابت ہو گیا ہے کہ تم کوبرا کی نمائندہ ہو تو پرسوں تک انتظار کرو کاغذات تمہیں مل جائیں گے مگر کیا تمہیں وہ شرائط معلوم ہیں کہ جن پر کوبرا نے شارد اکے ذریعے سودا کیا تھا۔؟

"ہاں" روزینہ نے کہا۔ طے شدہ ہر شرط پوری کی جائے گی"

"بس تو پرسوں یہ کام تکمیل پا جائے گا"

"ٹھیک ہے" روزینہ نے کہا۔

اسکے ساتھ ہی برتنوں کی کھڑکھڑاہٹ ابھری تھی گویا انکی میز پر بھی کافی پہونچ چکی تھی۔ اسکی اپنی کافی ٹھنڈی ہو گئی تھی اس لئے اسنے بھی کافی بنانی شروع کر دی۔



صفدر کی میز کے عقب والی میز پر موجود غیر ملکی صفدر کی نگرانی کر رہا تھا وہ صفدر کے بعد ہال میں داخل ہوا تھا اور اسنے صفدر کے بیٹھنے کے بعد اسکے عقب والی میز سنبھالی تھی۔ بظاہر وہ صفدر سے لاتعلق نظر آرہا تھا مگر درحقیقت وہ صفدر کی نگرانی کر رہا تھا۔ پھر اسنے صفدر کو کامران کی میز پر بگ لگاتے دیکھا تھا۔

اور اس طرح سر ہلایا تھا کہ جیسے وہ سب کچھ سمجھ رہا ہو۔ پھر صفدر کی ساری کاروائی اسنے دیکھی تھی ویٹر اور صفدر کے سوال جواب بھی سنے تھے اور وہ سمجھ گیا تھا کہ صفدر نے بگ رسیور کان میں لگایا ہے اور یہ کہ وہ روزینہ اور کامران کی گفتگو سننا چاہتا ہے۔

وہ خاموشی سے بیٹھا صفدر کی نقل و حرکت دیکھتا رہا تھا اور صفدر اس کی موجودگی سے بے خبر تھا۔

اگر صفدر کی پیٹھ غیر ملکی کی جانب نہ ہوتی یا وہ پوری طرح سے کامران کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو شاید وہ غیر ملکی کو چیک کر لیتا مگر وہ اسکی موجودگی سے لاعلم ہی رہا۔

جب روزینہ اور کامران کافی پینے لگے تو وہ غیر ملکی اٹھ کھڑا ہوا اسکا رخ باتھ روم کی جانب تھا باتھ روم میں گھس کر اسنے ایک جیبی ٹرانسمیٹر نکالا اور کال کرنے لگا۔

"یس" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز ابھری تھی۔

"نمبر سترہ بول رہا ہوں" اسنے آہستہ سے کہا۔

"کیا بات ہے۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"باس سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجینسی۔"

"ون منٹ" آواز کے ساتھ ہی ٹک کی آواز ابھری تھی پھر ایک منٹ سے بھی پہلے دوبارہ ٹک کی آواز ہوتی اور ایک غراتی ہوئی کرخت آواز سنائی دی۔

سسپنس سسپنس اور ایکشن کا نیا انداز

عمران سیریز کا مکمل ناول

لاسٹ کمانڈو

مصنف ________ ایس قریشی

- آگ خون اور دھماکوں کی کہانی ۔
- خون جو پانی بن کر بہہ رہا تھا ۔
- عمران اس خون کے سمندر میں زندگی کے لئے جدوجہد کرتا ہے اسکا انجام ۔؟ آپ حیران رہ جائیں گے ۔
- جولیا اور صفدر ۔۔۔ انھیں مشین میں ڈال کر انکا قیمہ بنا دیا گیا ۔ کیا دونوں مرگئے ۔؟ سسپنس ہی سسپنس ۔
- لاسٹ کمانڈو کون تھا ۔؟
- عمران کا مشن کیا تھا ۔؟
- ایکسٹو اور عمران دربدر زندگی کیوں گزار رہے تھے ۔؟

عمران سیریز میں ایک ہنگامہ خیز ناول ۔ آج ہی طلب کیجئے ۔

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی ۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

"کیا بات ہے نمبر سترہ۔؟
"باس ایک اہم خبر ہے" سترہ نمبر نے کہا۔
"تمہیں روزینہ والے معاملے کی دیکھ بھال کے لئے کہا گیا تھا۔؟
"یس باس" سترہ نمبر نے کہا۔
"پھر کیا ہوا۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔
"میں روزینہ سے بہت پہلے تاج پہونچ گیا تھا اور باہر لان میں رک کر کامران کا انتظار کر رہا تھا"
"پھر۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔
"کامران جب ہال میں چلا گیا تو میں نے ایک آدمی کو چیک کیا وہ کامران کے تعاقب ہی میں وہاں پہونچا تھا"
"آگے کہو" دوسری جانب سے کہا گیا۔
"وہ آدمی کامران سے کئی میزیں دور بیٹھا تھا پھر اسنے کامران کی میز میں بگ لگا دیا" نمبر سترہ نے کہا اور صفدر کے بگ لگانے والا واقعہ دوہرا تا چلا گیا۔
"اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسنے کامران اور روزینہ کی ساری گفتگو بگ ریسیور کے ذریعے سنی ہے۔؟
"یس باس" سترہ نمبر نے کہا۔ اسنے ایک ایک لفظ سنا ہوگا کیونکہ بگ ریسیور اسنے اپنے کان میں لگا رکھا تھا"
"اب وہ آدمی کہاں ہے۔؟

"تاج ہی میں موجود ہے باس "

"روبینہ اور کامران۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"وہ کافی پی رہے ہیں ویسے انکا ابھی اٹھنے کا ارادہ نہیں ہے"

"اب غور سے سنو" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"یس باس" اسنے جلدی سے کہا۔

"وہ آدمی کامران کی نگرانی کرتا ہوا یہاں تک پہونچا ہے لیکن اب آنکی گفتگو سننے کے بعد شاید وہ روبینہ کا تعاقب کرے گا" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اگر ایسا ہو تو جانتے ہو تمہیں کیا کرنا ہے۔؟

"جو حکم باس" نمبر سترہ نے کہا۔

"اُسے ختم کر دینا" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اس لئے کہ وہ سوائے سیکرٹ سروس یا سی آئی بی والوں کے اور کوئی نہیں ہو سکتا اور میں اب ان لوگوں کو ڈھیل نہیں دینا چاہتا"

"رائیٹ باس"

"بہت ہوشیاری سے یہ معاملا نمٹانا ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔ وہ بچ کر بھی نہ نکلنے پاتے"

"رائیٹ باس" نمبر سترہ نے کہا۔ ایسا ہی ہوگا"

"اگر وہ کامران ہی کے پیچھے لگا رہے تو اس پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں مجھے بتانا کافی ہوگا"

"او۔کے باس" نمبر سترہ نے کہا۔

"روزینہ کی روانگی کے بعد ہی مگر نہیں ٹھہرو" دوسری جانب سے کہا گیا پھر چند لمحے خاموشی رہی اسکے بعد وہی آواز پھر ابھری۔ "دیکھو اسے اب ہر قیمت پر ختم کر دینا ہے"

"روزینہ کا تعاقب نہ کرے تب بھی باس۔؟"

"ہر قیمت کا یہی مطلب ہے"

"رائیٹ باس" نمبر سترہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔

نمبر سترہ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھا اور باتھ روم سے باہر نکل آیا۔

ہال میں پہونچا تو کامران اور روزینہ اٹھ رہے تھے جبکہ صفدر اپنی میز پر اس طرح جھکا بیٹھا تھا جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو وہ اپنی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔

روزینہ اور کامران کے جانے کے بعد اسنے صفدر کو اٹھتے دیکھا وہ رومال سے منہ صاف کرتا ہوا خارجی دروازے کی جانب بڑھا تھا۔

کامران والی میز کے پاس پہونچتے ہی اسنے صفدر کے ہاتھ سے رومال گرتے دیکھا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

صفدر میز پہ ہاتھ رکھ کر جھکا اور رومال اٹھا کر خارجی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

نمبر سترہ کے لبوں پر کھیلنے والی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی تھی وہ سمجھ گیا کہ صفدر نے کامران والی میز سے اپنا لگایا ہوا بگ نکالا ہے جب صفدر ہال سے نکل گیا تو وہ بھی اٹھا تھا۔

پارکنگ میں سے کامران والی گاڑی نکل چکی تھی اور صفدر والی گاڑی نکل رہی تھی وہ ایک مرسیڈیز کی جانب بڑھتا چلا گیا جب مرسیڈیز حرکت میں آئی تو صفدر کی گاڑی باہر سڑک پر نکل چکی تھی اسنے گاڑی صفدر کے تعاقب میں ڈال دی۔

پانچ منٹ بعد ایک جگہ کامران کی گاڑی رکی اور اس میں سے روزینہ اتر گئی کامران کی گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔ صفدر کی گاڑی بھی رک چکی تھی۔

اسنے بھی گاڑی فٹ پاتھ سے لگا کر روک دی چند منٹ بعد روزینہ ایک ٹیکسی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی تعاقب پھر شروع ہو گیا تھا اس بار نمبر سترہ نے رفتار بڑھائی اور صفدر کی گاڑی سے قریب ہوتا چلا گیا۔

پھر وہ صفدر کی گاڑی اوورٹیک کرتا ہوا آگے نکل آیا اب وہ صفدر کی گاڑی سے آگے اور روزینہ والی ٹیکسی کے پیچھے تھا اس نے عقب نما میں صفدر کی گاڑی دیکھی پھر ڈیش بورڈ کھول لیا۔

ڈیش بورڈ کے اندر ہاتھ ڈال کر اسنے ایک ٹینس کی گیند کے برابر کالی سی گیند نکالی پھر اس میں لگی پن نکال کر اسے کھڑکی سے ہاتھ باہر

نکال کر سڑک پر گرا دیا ایک لمحے بعد ہی اسنے اپنے عقب میں ایک دھماکہ سنا تھا
مڑ کر دیکھا تو صفدر والی گاڑی الٹی پڑی تھی اور شعلے بھڑکنے لگے تھے۔
اس کے لبوں پر خونخوار اور سفاکی سے بھرپور مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے
ڈیش بورڈ بند کیا اور گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔

/

فون کی گھنٹی بولتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے
لگاتے ہوئے بڑے زور سے انگڑائی لی تھی۔

"ہیلو" اسنے جماہی لیتے ہوئے کہا۔

"میں طاہر بول رہا ہوں جناب" دوسری جانب سے بلیک زیرو کی
آواز آئی۔ لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"بولے جاؤ میری صحت پر کیا اثر پڑے گا۔؟

"بہت اہم اطلاع ہے جناب"

"تمہاری پڑوسن کی بکری کے چھ بچے پیدا ہو گئے ہونگے" عمران
نے کہا۔ اسکے علاوہ اور اہم اطلاع کیا ہو سکتی ہے۔؟

"صفدر اور تنویر زخمی ہو گئے ہیں جناب" بلیک زیرو نے
عمران کو سنجیدہ ہوتے نہ دیکھ کر کہا۔

"احمق ہی جو ٹھہرے" عمران نے کہا۔ کس نے کہا تھا ان سے کہ وہ آپس میں لڑنا شروع کر دیں۔؟

"آپ سنجیدہ نہیں ہیں جناب" بلیک زیرو نے کہا۔ یہ معاملا...."

"رنجیدہ میں کبھی نہیں ہوتا کالے صفر" عمران نے کہا۔ ہمیشہ ہنستا بولتا رہتا ہوں تم نے سنا نہیں کہ ایک قہقہہ ایک سیر گھی کا نعم البدل ہے اگر لوگ روزانہ صبح دوچار قہقہے لگا لیا کریں تو جانتے ہو کالے صفر کہ کیا کچھ ہو سکتا ہے۔؟

"نہیں" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"تم جان بھی نہیں سکتے کیونکہ تمہاری عقل موٹی اور کھوٹی ہے ہاں تو ہو گا یہ کہ ہر گھر میں اتنا گھی بننے لگے گا کہ حکومت کو گھروں سے گھی جمع کرنے کے لئے ہزاروں افراد کو ملازم رکھنا پڑے گا پھر وہ گھی ڈبوں میں بند کریں گے"

"میں نے کہا جناب کہ صفدر اور تنویر بھی...." بلیک زیرو نے کہنا چاہا مگر عمران بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"ان کو بھی گھی کمپنی میں ملازم کروا دینا۔ ہاں تو گھی ڈبوں میں بند کر کے دوسرے ملکوں کو بھیج کر اربوں روپے کا زرمبادلہ کمایا جا سکتا ہے"

"عمران صاحب" بلیک زیرو نے کہنا چاہا۔

"مجھے کہنے دو" عمران نے کہا۔ اس اربوں روپے کو افسران اعلیٰ

سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں رکھ سکتے ہیں اس طرح ملکی زرمبادلہ خرد برد کرنے کی ان کو ضرورت نہیں پڑے گی ۔"

" عمران صاحب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ صفدر اور تنویر بری طرح سے زخمی ہو کر ہسپتال جا پہونچے ہیں ۔"

" کیا ۔؟ عمران نے اس طرح کہا جیسے اب سے پہلے اسنے اس بات پر توجہ ہی نہ دی ہو یا اب بات سمجھ میں آئی ہو ۔

" جی ہاں ۔" بلیک زیرو کی آواز آئی ۔ وہ دونوں بری طرح سے زخمی ہیں خاص طور سے تنویر ۔"

" انھیں ہوا کیا تھا ۔؟ عمران نے پوچھا ۔

" جولیا نے رپورٹ دی ہے جناب ۔" بلیک زیرو نے کہا ۔ اس کا کہنا ہے کہ گزشتہ رات آپ ٹپ ٹاپ میں ارشد بھائی کی فیملی کے ساتھ ڈائننگ ہال میں موجود تھے ۔"

" ہاں پھر ۔؟ عمران نے کہا ۔

" وہاں ایک غیر ملکی نے کوئی لفافہ ارشد بھائی کو بھجوایا تھا جولیا کو وہ مشکوک لگا تھا اسلئے جولیا نے اس کے تعاقب میں تنویر کو روانہ کر دیا تھا ۔"

" آگے بولو رکو مت ۔" عمران نے کہا ۔

" وہی بتلا رہا ہوں جناب ۔" بلیک زیرو نے کہا ۔ پھر جولیا نے ٹپ ٹاپ کے فون بوتھ میں بگ لگا کر ریسور پر ارشد بھائی اور انھیں لفافہ

بھیجنے والے کی گفتگو سنی تھی "

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا۔

"ارشد بھائی نے بلو برڈ کے حوالے سے گفتگو کی تھی" بلیک زیرو نے ارشد بھائی کی فون پر ہونے والی گفتگو دہراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی ارشد بھائی کو بلیک میل کر کے کوئی کام لے رہا ہے" عمران نے کہا۔

"جی ہاں اور بلو برڈ کسی قسم کی دھمکی ہی ہو سکتی ہے" بلیک زیرو نے بتایا۔ اسی لئے بلو برڈ کا کارڈ دیکھ کر ارشد بھائی خوفزدہ ہو گئے تھے اور انہوں نے فوری طور پر کارڈ بھیجنے والے کو فون کر کے اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوشش کی تھی"

"ارشد بھائی کی گفتگو میں کوبرا یا ڈینجر مین کا نام تو نہیں آیا تھا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نے معلوم کیا تھا" بلیک زیرو نے کہا۔ جولیا کا جواب نفی میں تھا اسکا کہنا یہ ہے کہ ان دونوں کی گفتگو سے یہ پتہ نہیں لگ سکا کہ دوسری جانب سے بولنے والا کون ہے"

"پھر تنویر کیسے زخمی ہو گیا۔؟

"جولیا کو آج صبح ہسپتال سے فون آیا تھا" بلیک زیرو نے بتایا۔ وہ ہسپتال پہنچی تھی جہاں تنویر نے اسے بتایا کہ اسکی گاڑی پر بم پھینکا گیا تھا"

"یس۔؟" عمران نے دوہرایا۔

"جی ہاں تنویر غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا صدر کے علاقے میں جا پہونچا تھا وہاں لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے تاریکی تھی اسی لئے وہ یہ نہ دیکھ سکا کہ بم کس نے پھینکا ہے بس ایک دھماکے سے گاڑی اڑ گئی تھی اور وہ گاڑی سے نکل کر دور جا گرا تھا۔"

"ہونہہ۔" عمران نے ہنکارہ بھرا۔

"اس سے پہلے ایک ہوٹل میں غیر ملکی رکا تھا اور وہاں تین افراد نے تنویر پر حملہ کیا تھا۔"

"رکو مت بولتے رہو۔" عمران غرایا۔

"ان تینوں کی تنویر نے خاصی مرمت کی تھی اور ایک کا ہاتھ بھی توڑ ڈالا تھا مگر پارکنگ میں دوسری گاڑیوں کے آنے کی وجہ سے وہ بھاگ نکلے تھے۔"

"تنویر ان کے چہرے دیکھ سکا۔؟"

"پارکنگ میں جہاں حملہ کیا گیا تھا وہاں تاریکی تھی۔" بلیک زیرو نے بتایا۔ اس لئے تنویر کسی ایک کا بھی چہرہ نہیں دیکھ سکا لیکن ان میں سے ایک کا ہاتھ ٹوٹا تا آنکی شناخت بن سکتا ہے جناب بشرطیکہ وہ کہیں نظر آجائیں۔"

"وہ یہ اندازہ بھی نہیں کر سکا کہ وہ ملکی تھے۔" عمران نے پوچھا۔ یا ان کا تعلق بیرون ملک سے ہے۔؟

"تنویر کے بیان کے مطابق وہ مقامی لگ رہے تھے۔"

"اب تنویر کس ہسپتال میں ہے۔؟"

"لوگوں نے زخمی حالت میں اسے سول ہسپتال پہنچایا تھا مگر جولیا نے اسے سروسز ہسپتال بھجوا دیا ہے۔"

"گڈ۔" عمران نے کہا۔ صفدر کا کیا قصہ ہے۔؟

"صفدر نے آپ کے یعنی ایکسٹو کے احکامات کی تعمیل کی تھی۔"

"میرے احکامات کی۔؟ عمران چونکا۔

"جی ہاں آپ نے کوبرا کے لئے کچھ کہا تھا نا۔؟

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ مجھے یاد ہے میں نے ان لوگوں کو کوبرا کی جانب سے آنکھیں کھلی رکھنے کے لئے کہا تھا۔"

"جی۔" بلیک زیرو نے کہا۔ صفدر نے آنکھیں کھلی رکھی تھیں، اور برابر کامران کا تعاقب کرتا رہا تھا اس خیال سے کہ اگر کوبرا اور شاردا ڈوب نہیں گئے تو کامران سے رابطہ ضرور قائم کرینگے۔"

"یہ خیال اسے کیوں آیا تھا۔؟

"اس لئے کہ کچھ اور لوگوں کی طرح آپ نے کامران کو بھی نہیں چھیڑا اسے بھی ڈھیل دے رکھی ہے۔"

"عقلمند ہے یہ صفدر۔" عمران نے کہا۔

"اسی عقل نے تو چوٹ کھلوائی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"آگے بولو کیا ہوا۔؟ عمران نے پوچھا۔

"صفدر کئی دنوں سے کامران کا تعاقب کر رہا تھا گذشتہ رات وہ ٹیپ تاپ پہونچا تو" بلیک زیرو صفدر پر گزرے ہوئے واقعات کی رپورٹ دوہرا تا چلا گیا پھر بولا۔ اس طرح صفدر بھی ہسپتال جا پہونچا ہے مگر وہ زیادہ زخمی نہیں ہے جناب"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ "یہ جولیا اور صفدر بہت زیادہ ذہین ثابت ہو رہے ہیں کالے صفر"

"ذہین تو ہیں جناب" بلیک زیرو نے کہا۔ "یوں کہئے کہ کچھ زیادہ ذہین ہوتے جا رہے ہیں"

"بہر حال" عمران نے کہا۔ "کوبرا کے بارے میں میرا اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا ہے کالے صفر"

"جی ہاں" بلیک زیرو نے کہا۔ "روزینہ کا کوبرا کے حوالے سے کامران سے ملنا اس کا ثبوت ہے"

"اب وہ پرسوں کامران سے ملے گی۔؟"

"کیا پتہ جناب" بلیک زیرو نے کہا۔ "ممکن ہے صفدر والے واقعے کے بعد وہ پروگرام بدل دیں۔؟"

"ہاں یہ ممکن ہے" عمران نے کہا "تم فوری طور پر کامران کے آفس اور رہائش گاہ کا فون ٹیپ کرنے کا انتظام کراؤ تاکہ اگر پروگرام بدلے تو پتہ چل جائے"

"میں ابھی کسی کو اس کام پر لگا دیتا ہوں جناب"

" اسکے علاوہ " عمران نے کہا۔ تنویر اور صفدر کے بارے میں ہسپتال والوں کو ہدایت کر دو کہ وہ انکی دیکھ بھال میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں ڈاکٹر ایوب وہاں کے انچارج ہیں "

" میں یہ حکم ایکسٹو کی حیثیت سے دے چکا ہوں جناب "

" کامران کی نگرانی پر بھی کسی کو لگا دو " عمران نے کہا۔ کوبرا کے انداز سے پتہ چل رہا ہے کہ وہ اب اپنے اصل رنگ میں سامنے آ رہا ہے اور یہ اس کا خطرناک رنگ ہے "

" جی ہاں " بلیک زیرو نے کہا۔ اسی وجہ سے ہمارے دو آدمی زخمی ہو کر ہسپتال جا پہنچے ہیں "

" فی الحال یہی کرو " عمران نے کہا۔ میں بعد میں بتاؤں گا کہ تمہیں اور کیا کچھ کرنا ہے "

" بہت بہتر جناب عالی " بلیک زیرو نے کہا۔

" دیٹس آل " عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور بستر سے باہر نکل آیا اس کے ذہن میں درجنوں سوال ابھر رہے تھے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وہ ناشتہ کرتے ہوئے بھی سوچ رہا تھا کہ کوبرا اسکے لئے ایک دردسر بن کر رہ گیا ہے۔

ویسے ایک خیال اسکے ذہن میں یہ بھی تھا کہ کوبرا اور شاد دا کے ڈوب کر مر جانے کے بعد کہیں ایسا تو نہیں کہ گروہ کے کسی اور فرد نے کوبرا کی جگہ لے لی ہو۔؟ یہ ناممکن بھی نہیں تھا۔

کوبرا اور شارد ا کی لاشیں سمندر سے نہیں مل سکی تھیں اور نہ ہی آسمانی گاڑی کا ڈھانچہ ملا تھا اس لئے شک تھا کہ کوبرا بچ نکلا ہے ممکن تھا کہ وہ آسمانی گاڑی مخصوص قسم کی رہی ہو جس میں کوبرا اور شاردا بیٹھ کر سمندر میں بظاہر خودکشی کی نیت سے ڈوبے تھے۔

کوبرا کے بارے میں اس نے ان دنوں میں دنیا کے مختلف ممالک سے رپورٹیں حاصل کرلی تھیں اور سب ہی میں اسکے طریقہ واردات مختلف لکھے تھے لیکن یہ بات مشترک تھی کہ اسکی اور اسکی ساتھی شاردا کی کہیں بھی شناخت نہیں ہو سکی تھی۔

عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبر وہ پہلے افراد تھے جنہوں نے کوبرا اور شاردا کو شناخت کیا تھا اور جن کی گرفت سے وہ دو بار[۳] بچ کر نکل چکا تھا اور وہ بھی بڑے سائنٹیفک طریقے پر۔

گذشتہ رات سیٹھ ارشد بھائی کو جب بلو برڈ کا کارڈ ملا تھا تو اس نے آنکی کیفیت دیکھی تھی اور تب ہی چونک پڑا تھا پھر انہوں نے فون پر جو گفتگو کی تھی وہ جولیا کے ذریعے اسے معلوم ہو گئی تھی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ کوبرا کا گروہ برابر اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھا اور وہ سمجھتے رہے کہ کیس ختم ہو گیا۔

۲تا ۳ کوبرا اور ڈیتھ مین کے سنسنی خیز کارناموں کے لئے پڑھئے اسرار سراغ اور ایکشن فل ناول ۔ کوبرا ۔ ڈیتھ مین ۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کہاں سے شروع کرنا چاہئیے۔؟ بہت سے ایسے افراد اسکی نگاہوں میں تھے جن سے کوبرا کام لے رہا تھا اور اس نے ان کو ابھی تک چھیڑا تک نہیں تھا۔

ایسے لوگوں میں ریاض ڈائریکٹر اٹامک انرجی کمیشن۔ عابد چیف انجینئر اٹامک انرجی کمیشن ریاض کی محبوبہ روحی گیلانٹ کے روم نمبر دوسو دس کا مارٹن گراہم شیام کمار اسٹار نائٹ کلب کا مالک اور ڈسکو نائٹ کلب کا مالک رازی بھی شامل تھے۔

بالٹی نائٹ کلب بھی اسکے ذہن میں تھا اسکے آدمیوں سے بھی کوبرا کام لے رہا تھا اسی کلب کے آدمی تنویر اور خاور سے ٹکراتے تھے۔ تو پھر۔؟ اسنے سوچا اسے کہاں سے شروع کرنا چاہئیے۔؟

" ہونہہ " کچھ دیر بعد اسنے سر ہلایا اسنے یہی سوچا تھا کہ اسے سب سے پہلے ارشد بھائی سے بلو برڈ کے بارے میں معلوم کرنا چاہئیے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ وہ کیا کر رہے ہیں کوبرا ان سے کیا کام لے رہا ہے۔ کیونکہ وہ ایک صنعتکار بھی تھے اور سرمایہ دار بھی۔

اور ان سے کوبرا یقیناً کوئی اہم ہی کام لے رہا ہوگا اور وہ اب اسی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا تاکہ یہ دیکھ سکے کہ کوبرا نے کن کن سمتوں میں اپنا جال پھیلا رکھا ہے۔

اسنے اپنے ذہن میں ابھرنے والے پروگرام کے مطابق میک اپ کیا اور لباس بدل کر فلیٹ سے نکل آیا۔

نکل اس طرح آیا کہ وہ براہ راست اپنی بلڈنگ سے باہر نکلنے کے،
بجائے خفیہ راستے سے برابر والے اپنے فلیٹ میں اور وہاں سے برابر والی
بلڈنگ کے فلیٹ سے ہوتا ہوا سڑک پر پہنچا تھا۔
یہ خفیہ راستہ اسنے اسی لئے بنایا تھا کہ کسی کی نگاہوں میں آئے بغیر وہ
اپنے فلیٹ سے باہر نکل سکے۔ وہ لاکھ میک اپ میں خود کو چھپا کر باہر نکلتا
لیکن اگر اسکی نگرانی کرنے والے بلڈنگ سے باہر موجود ہوتے تو اسکی اینٹی
میک اپ کیمرے سے لی ہوئی تصویر میک اپ کا بھانڈا پھوڑ کر اسکی
اصل شخصیت سامنے لے آتی۔
اسی لئے اسنے خفیہ راستے سے باہر آنے کو ترجیح دی تھی باہر اسے کوئی
ایسا فرد نظر نہیں آیا جس پر وہ شبہ کر سکتا کہ وہ اسکے فلیٹ اور بلڈنگ
کی نگرانی کر رہا ہے مگر۔
ضروری نہیں تھا کہ کوبرا کا آدمی کھلے عام سڑک پر رہ کر اسکی نگرانی
کر رہا ہو یہی کام وہ سامنے والی بلڈنگ کے کسی فلیٹ سے بھی لے سکتا،
تھا اور کسی عمارت کی چھت سے بھی۔
اسنے سر ہلایا اور پیدل آگے بڑھنے لگا۔
اسکا رخ اس گیراج کی طرف تھا جہاں اسنے اپنی ایک گاڑی
کھڑی کر رکھی تھی۔
اس کا علم اسکے سوا کسی کو نہیں تھا۔ یہاں تک کہ بلیک بیرڈ
بھی اس سے آگاہ نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد اسکی گاڑی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی اسنے رسٹ واچ دیکھی دس بج چکے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ ارشد بھائی اپنے آفس ہی میں مل سکتے تھے اسنے گاڑی کا رخ صدر کی جانب کر دیا۔

ارشد بھائی کا آفس جس عمارت میں تھا وہ انہی کی ملکیت تھی آفس گراؤنڈ فلور پر تھا اسنے استقبالیہ کلرک سے ارشد بھائی تک ایک کارڈ بھجوایا تھا۔

کارڈ پر ایک اسٹیل بروکر کا نام چھپا ہوا تھا ارشد بھائی نے اسے فوراً ہی اپنے کمرے میں طلب کر لیا تھا۔

"بیٹھئے" ارشد بھائی نے اسے دیکھ کر کہا۔ ویسے میں نے آپ کو نہیں پہچانا کیا ہم پہلے مل چکے ہیں۔؟

"نہیں" عمران نے آواز بدل کر کہا میں بلو برڈ کا نمائندہ ہوں"

"کیا۔؟ ارشد بھائی کے منہ سے نکلا اور انکا چہرہ تاریک ہوتا چلا گیا آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

"اپنی حالت سنبھالئے مسٹر ارشد" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم... تم... مجھے قتل کرنے آئے ہو۔؟ انہوں نے خوفزدہ

لہجے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔ اگر ایسا ہوتا ارشد بھائی تو میرے ہاتھ میں کمرے میں داخل ہوتے ہی ریوالور نظر آتا"

"پھر۔؟ ارشد بھائی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔ پھر کیوں آتے ہو تم یہاں پر۔؟ مجھے خوفزدہ کرنے۔؟

"نہیں" عمران نے کہا۔ بلکہ بلو برڈ واپس لینے"

"کیا۔؟ ارشد بھائی کے منہ سے نکلا۔

"کیوں" عمران نے کہا۔ کیا کل رات ہی آپ کو نہیں بتا دیا گیا تھا کہ بلو برڈ واپس لے لیا جائے گا۔؟

"اوہ" ارشد بھائی کے منہ سے اطمینان بھرا سانس نکل گیا پھر وہ بولے۔ میں یہ بات بھول ہی گیا تھا"

"کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔

"بلو برڈ کا جیسے ہی تم نے نام لیا میں خوفزدہ ہو گیا تھا" ارشد بھائی نے کہا۔ اسی لئے کل فون پر ہونے والی گفتگو بھول گیا"

"اب۔؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے اطمینان ہے" ارشد بھائی نے کہا۔ کہو تو کارڈ واپس دے دوں یا جیسا تم کہو۔؟

"کارڈ نکالئے" عمران نے کہا۔

"ہونہہ" ارشد بھائی نے کہا اور دراز سے گذشتہ رات والا

لفافہ نکال کر عمران کی جانب بڑھا دیا۔

"ٹھیک۔" عمران نے لفافہ لے کر اس میں سے بلو برڈ والا کارڈ نکال کر دیکھا اور بولا۔ اب یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ ان لوگوں کے لئے کیا کام انجام دے رہے ہیں۔"

"کیا مطلب۔؟ ارشد بھائی چونکے تھے۔

"مطلب یہ کہ میں کوبرا یا بلو برڈ کا نمائندہ نہیں ہوں۔"

"پھر۔؟ ارشد بھائی کا چہرہ ایک بار پھر اتر گیا تھا۔

"علی عمران کہتے ہیں مجھے۔" عمران نے ماسک میک اپ اتارتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"ام... ام... عمران۔" وہ بوکھلا کر بولے۔

"جی ہاں۔" عمران نے کہا۔ اب کھل جائیے۔"

"کک... کیا مطلب۔؟ وہ خوفزدہ انداز میں بولے۔

"یہی کہ کوبرا کس سلسلے میں آپ کو بلیک میل کر رہا ہے۔؟

"تم جانتے ہو کہ وہ مجھے بلیک میل کر رہا ہے۔؟ ارشد بھائی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں اور یہ آپ بتلائیں گے کہ وہ آپ سے کیا کام لے رہا ہے۔"

"نہیں..." ارشد بھائی نے کہا۔ میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

"اس طرح آپ نقصان میں رہیں گے۔"

"نہیں۔" دفعتاً ارشد بھائی نے کہا اور جھپٹ کر بلو برڈ والا کارڈ

اٹھایا اور دراز میں رکھ لیا۔

"اس سے کیا ہوگا۔؟" عمران نے لفافہ بھی انکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ مجھے بہت سی باتوں کا علم ہے۔"

"تم... تم کچھ نہیں جانتے۔" ارشد بھائی نے کہا "صرف رات کو یہ کارڈ میرے پاس دیکھ کر یہ کہانی گھڑی ہے۔"

"اچھا" عمران نے کہا۔ "پھر آپ نے فون پر جس سے گفتگو کی تھی وہ سب کیا تھا۔؟ کیوں کو برا کو یقین دلایا تھا کہ تم نے اپنی مدد کے لئے مجھے نہیں بلایا بلکہ وہ دوسرا معاملہ ہے۔"

"تم... تم... یہ... نہیں میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔" ارشد بھائی نے خوفزدہ لہجے میں ہکلا کر کہا۔

"گذشتہ رات کی آپ کی فون والی گفتگو اور اب ہونے والی ساری گفتگو ریکارڈ ہو چکی ہے۔"

"نہیں۔" ارشد بھائی نے بے یقینی سے کہا۔

"ہم کتنے باخبر ہیں آپ اسی سے اندازہ کر لیں کہ گذشتہ رات جب آپ فون پر بات کر رہے تھے تو میں آپ کی فیملی کے ساتھ ہی بیٹھا رہا تھا مگر اسکے باوجود آپکی فون والی گفتگو کا ایک ایک لفظ میرے علم میں ہے کہیں تو دوہرا دوں۔؟"

"نہیں۔ نہیں۔ رہنے دو۔"

"بس تو آپ سب کچھ بتلا دیں۔" عمران نے کہا۔ "اسی میں آپ کا

فائدہ ہے ورنہ کوبرا ساری زندگی آپ کو بلیک میل کرتا رہے گا اور آپ اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنے رہیں گے"

"بتا دینے کی صورت میں وہ مجھے قتل کر دے گا"

"اسے کسی بات کا علم نہیں ہو گا" عمران نے کہا۔ "اور نہ ہی وہ آپ یا آپ کی فیملی کو کوئی نقصان پہونچا سکے گا"

"ہونہہ" ارشد بھائی نے ہنکارہ بھرا۔

"وہ آپ کو کب سے بلیک میل کر رہا ہے۔؟

"چار ماہ سے" ارشد بھائی نے کہا۔

"بلیک میلنگ اسٹف کیا ہے۔؟

"ایک کمزوری" ارشد بھائی نے کہا۔ "میں نے پچاس کروڑ روپیہ ناجائز ذرائع سے ملک سے باہر بھیجا ہے بس اسی کے بارے میں اسنے، کہیں سے ثبوت حاصل کر لئے ہیں اور بلیک میل کر رہا ہے"

"ٹھیک ہے یہ معاملا میں دیکھ لونگا" عمران نے کہا۔ "آپ یہ بتائیں کہ وہ آپ سے کیا چاہتا ہے۔؟

"ایک معمولی سا کام ہے" ارشد بھائی نے کہا۔

"وہ کیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

"میرا ایک شعبہ مال کی سپلائی بھی ہے" ارشد بھائی نے کہا۔ "اسی شعبے سے ڈاکٹر داور کی لیبارٹری کو بہت سی چیزیں سپلائی کی جاتی ہیں۔ تم جانتے ہو نا انھیں۔؟

"ہاں آگے کہیئے" عمران نے کہا۔

"کوبرا چاہتا ہے کہ جو اسٹاف وہاں مال لے کر جاتا ہے اسے ہٹا کر اسکی جگہ کوبرا کے آدمیوں کو لگا دوں"

"کتنے آدمیوں کا اسٹاف وہاں مال لے جاتا ہے۔؟

"پانچ آدمی لیبارٹری میں رجسٹرڈ ہیں۔ ان میں سے دو آدمی ڈرائیور ہیں اور بقیہ تین میں سے ایک کلرک اور دو مزدور ہیں یہی ساری سپلائی کرتے ہیں"

"آپ نے کیا جواب دیا۔؟ عمران نے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اب تک یہ کام کیوں نہیں کیا۔؟

"چھ ماہ سے پہلے دوسرے آدمیوں کا رجسٹریشن ڈاکٹر صاحب نہیں کرتے یہ وہاں کے اصولوں میں سے ایک ہے"

"اب کتنا عرصہ باقی ہے۔؟

"نئے رجسٹریشن میں آٹھ دن کی مہلت ہے"

"آپ کو کوبرا نے ان آدمیوں کے بارے میں تفصیلات فراہم کی ہیں جنکو وہ سپلائی کے لئے رکھوانا چاہتا ہے۔؟

"نہیں" ارشد بھائی نے کہا۔ پانچ دن پہلے وہ تصویریں اور دیگر معلومات فراہم کرے گا"

"اسکے علاوہ اسنے کوئی اور کام آپ سے لیا ہے۔؟

"نہیں" ارشد بھائی نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ یہ کام کرنے پر تیار ہو گئے آخر کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ اس سے ملک اور قوم کو نقصان پہونچ سکتا ہے ناقابل تلافی نقصان کیوں۔؟

"اسکے آدمی وہاں لگانے سے کیا نقصان ہو سکتا ہے۔؟" ارشد بھائی نے حیرت سے پوچھا۔ وہاں اتنی سخت نگرانی ہے کہ ذرا سی بھی کوئی چیز وہاں سے چرا کر نہیں لائی جا سکتی۔"

"ہونہہ" عمران نے انھیں گھورتے ہوئے کہا۔ گویا یہی سوچ کر آپ اسکے آدمیوں کو وہاں لگانے پر تیار ہوئے تھے۔؟

"ہاں" ارشد بھائی نے سر ہلایا۔ وہ کس طرح سے نقصان پہونچا سکتے ہیں کیا مجھے بتاؤ گے۔؟

"بعد میں بتاؤ نگا۔" عمران نے کہا۔

"اب میں کیا کروں۔؟

"آپ وہی کریں جو کوبرا چاہتا ہے۔"

"یعنی اسکے آدمیوں کو سپلائی پر لگوادوں۔؟

"ہاں" عمران نے کہا۔ اور اپنے کسی انداز سے رویئے سے یا لہجے سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہونے دیجئے کہ آپ نے مجھے کچھ بتایا ہے۔"

"ٹھیک ہے" ارشد بھائی نے کہا۔

"اسکے علاوہ" عمران نے کہا۔ اب آپ مجھ سے کبھی نہ ملئے یہ ظاہر کیجئے کہ آپ کوبرا سے بے حد خوفزدہ ہیں۔"

"مگر" ارشد بھائی نے کہا۔ میں اسے مطمئن کر چکا ہوں کہ میرا تم سے ملنا جلنا اسکے معاملے سے متعلق نہیں ہے"

"وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ لیکن جو میں کہہ رہا ہوں آپ ویسا ہی کریں"

"ٹھیک ہے" ارشد بھائی نے کہا۔ لیکن اگر وہ اس سلسلے میں کوئی پوچھ گچھ کرے کہ میں تم سے کیوں نہیں مل رہا تو۔؟

"اسے بتا دیں کہ اسی کی ناراضگی اور شبہ کی وجہ سے آپ نے اسکا کام ہونے تک مجھ سے ملنا بند کر دیا ہے"

"ٹھیک ہے" ارشد بھائی نے کہا پھر چند لمحے بعد بولے۔ اب تم اس سلسلے میں کیا کرو گے میری نگرانی۔؟

"نہیں" عمران نے کہا۔ آپ کے تو قریب بھی میں یا میرا کوئی آدمی نہیں پھٹکے گا نگرانی تو بڑی چیز ہے"

"پھر۔؟ ارشد بھائی نے پوچھا۔

"میں جو کچھ کروں گا آپ اس سے لاعلم رہیں تو اچھا ہے"

"جیسے تمہاری مرضی" ارشد بھائی نے کہا۔

"بس تو میں چلتا ہوں" عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"چائے پینا پسند کرو گے۔؟

"نہیں" عمران نے کہا۔ وقت کم ہے ہاں یہ بتائیں کہ اٹیچ باتھ روم ہے یا کمرے سے باہر جانا پڑے گا۔؟

"عقب میں نظر آنے والا دروازہ باتھ روم ہی کا ہے" ارشد بھائی نے عقب میں اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا اور باتھ روم کی جانب بڑھتا چلا گیا پانچ منٹ بعد وہ باتھ روم سے نکلا تو چہرے پر ماسک میک اپ دوبارہ چڑھ چکا تھا۔

باہر چائے اسکی منتظر تھی ارشد بھائی نے پانچ منٹ کی مہلت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ عمران نے مجبوراً چائے پی اور ارشد بھائی کے کمرے سے باہر نکل آیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی رازی نے چونک کر انسٹرومنٹ کی جانب دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیلو" اسنے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"رازی۔؟" دوسری جانب سے کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس بول رہا ہوں" رازی نے جلدی سے کہا۔

"پہچان لیا۔؟" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"نہ پہچانتا تو باس کیوں کہتا۔؟"

"کیا تمہیں نہیں پتہ کہ میں مر چکا ہوں۔؟

"پولیس کی حد تک باس"

"اور تم کیا سوچتے رہے ہو۔؟

"یہی کہ آپ جیسا آدمی اس طرح کبھی نہیں مر سکتا۔"

"گڈ" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"میرے لئے کوئی حکم باس" رازی نے پوچھا۔

"ہاں" دوسری جانب سے کہا گیا۔ تمہاری ایک اسکریپ فیکٹری ہے نا۔؟

"اسکریپ فیکٹری" رازی نے دوہرایا۔

"وہی سائیڈ آفس والی" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"آ۔۔۔ آپ اسکے بارے میں جانتے ہیں باس۔؟ رازی کے منہ سے نکلا۔

"میں جس آدمی سے کام لیتا ہوں اسکی ہر بات سے باخبر رہنے کی کوشش بھی کرتا ہوں مسٹر رازی" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"یس باس" رازی کی مردہ سی آواز آئی۔

"گھبراؤ مت مسٹر رازی" دوسری جانب سے کہا گیا۔ تمہاری اس فیکٹری کا راز کسی اور کو نہیں معلوم ہوگا"

"را۔۔۔ راز۔۔۔ راز کیسا باس۔؟

"یہی کہ وہاں اسکریپ کی آڑ میں کیا کچھ ہوتا ہے"

"وہ۔۔۔ باس۔۔۔ وہاں صاف ستھرا کام ہوتا ہے" رازی نے کہا اسکریپ کے لئے آنے والی گاڑیاں دیگر دھاتیں مشین میں ڈال کر ان کو گانٹھے کی شکل میں

پر لیس کر کے نیلام کر دیا جاتا ہے۔"

"اور ایسی گاڑیوں میں آتا کیا ہے۔" دوسری جانب سے پوچھا گیا لہجے میں طنز کی کاٹ تھی۔

"کک... کچھ نہیں باس۔"

"وہ سفید پاؤڈر کس طرح وہاں پہونچتا ہے مسٹر رازی۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "جسے اسکریپ کی گانٹھوں کے درمیان رکھ کر یورپی ممالک کو بھیج دیا جاتا ہے اور کروڑوں روپے وصول کئے جاتے ہیں۔"

"وہ... باس... مم... میرا مطلب ہے کہ..." رازی کے منہ سے بے معنی الفاظ ہی نکل سکے تھے۔

"گھبراؤ مت مسٹر رازی یہ راز پولیس کیا کسی اور ہرگز معلوم نہیں ہوگا کوبرا اپنے وفاداروں کو انعام دیتا ہے انھیں پولیس کے ہاتھوں نہیں پھنساتا بشرطیکہ وہ غداری نہ کریں۔"

"آپ مجھے اپنا بے دام غلام پائیں گے باس۔"

"یقیناً۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اسی لئے تمہارا اور شیام کمار کا انتخاب کیا گیا ہے کہ تم لوگ زیادہ ہی سمجھ دار ہو۔"

"کیا حکم ہے باس۔" رازی نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اپنی اسکریپ فیکٹری کے سارے ورکروں میں سے جو بے حد وفادار ہوں انھیں وہاں روک کر بقیہ کو ایک ہفتے کی چھٹی دے دو۔"

"کوئی خاص بات ہے کیا باس۔؟"

"ہاں" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"پھر آپ ورکروں کی بات رہنے دیں باس"

"کیوں۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔

"اس لئے کہ اس فیکٹری میں کام کرنے والا ایک معمولی سا آدمی بھی میرا اتنا ہی وفادار ہے جتنا میرا منیجر اور اسسٹنٹ"

"کیا تمہیں اس پر یقین ہے کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ ٹھیک ہے۔؟"

"یس باس" رازی نے کہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو لتنے عرصے سے اتنی راز داری سے یہ کام ہرگز نہیں ہو پاتا"

"ٹھیک ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔ آج سے ایک ہفتے تک تم خود فیکٹری میں صبح سے رات تک رہو گے"

"کیا میں اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں باس۔؟"

"میرے وفادار صرف حکم کی تعمیل کرتے ہیں" دوسری جانب سے کہا گیا۔ وہ کسی حکم کی وجہ نہیں پوچھتے مسٹر رازی"

"یس باس" رازی نے کہا۔ مگر میں نے یہ بات اس لئے پوچھی تھی کہ میری غیر موجودگی میں بھی ہر وہ کام وہاں انجام پا سکتا ہے جو آپ چاہتے ہیں میرا فورمین وہ....."

"جو کہا ہے اس پر عمل کرو مسٹر رازی" دوسری جانب سے کہا گیا، لہجے میں غراہٹ تھی رازی کے جسم میں سرد سی لہر دوڑ گئی۔

"یس باس" رازی نے کہا۔

"اور اس بات کو غور سے سن لو کہ جو حکم تمہیں ملے اس پر کیا کیوں اور وجہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئیے"

"ایسا ہی ہوگا باس"

"گڈ" دوسری جانب سے کہا گیا۔ آج دوپہر کے بعد سے تمہیں اپنی فیکٹری میں رات گئے تک موجود ہونا چاہئیے"

"رائیٹ باس" رازی نے کہا۔ ایسا ہی ہوگا"

"دیٹس آل" دوسری جانب سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا رازی نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا تھا۔ اسکے سامنے بیٹھے ہوئے اس کے اسسٹنٹ اور منیجر گروبی نے بھی دوسرے فون کا ریسیور کریڈل پر ڈال دیا وہ سب کچھ سنتا رہا تھا۔

"یہ تو بہت خطرناک بات ہے باس" گروبی نے کہا۔

"کونسی بات۔؟ رازی نے چونک کر پوچھا۔ اپنے خیالات کی وجہ سے وہ گروبی کا جملہ نہیں سن سکا تھا۔

"یہی کہ کوئی دوسرا ہماری فیکٹری کے راز سے آگاہ ہے"

"وہ نجانے ہماری کس کس بات سے آگاہ ہے گروبی" رازی نے کہا۔ اسکے لہجے سے فکرمندی جھلک رہی تھی۔

"پھر باس۔؟ گروبی نے کہا۔ اس کا انتظام نہ کر دیا جائے۔؟

"کیا کروگے۔؟ رازی نے پوچھا۔

"وہ کام جو پولیس سرانجام نہیں دے سکی"

"ہشت" رازی نے کہا۔ ہم وہ کام نہیں کر سکتے"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھے باس"

"یعنی۔؟" رازی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ اسے قتل کیوں نہ کر دیا جائے"

"کس طرح قتل کرو گے اور کسے۔؟

"کوبرا کو اور کسے باس"

"تمہیں پتہ ہے کہ کوبرا کون ہے اور کہاں ہے۔؟

"نو باس مگر" گروبی نے کہا۔ ہم اس کا پتہ لگا سکتے ہیں"

"کس طرح سے۔؟ رازی نے پوچھا۔

"اسکے لئے کام کرتے ہوئے ہم اسکے آدمیوں کی نگرانی کرتے رہیں گے یقیناً وہ کسی نہ کسی کے سامنے تو آتا ہی ہوگا"

"پھر۔؟ رازی نے پوچھا۔

"اس کا علم ہوتے ہی کہ کوبرا کون ہے ہم اس کا تیا پانچہ کر ڈالیں گے باس" گروبی نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم احمق ہو گروبی" رازی نے کہا۔

"وہ کیوں باس۔؟ گروبی نے پوچھا۔

"کوبرا دنیا کا خطرناک ترین اور شاطر ترین انسان ہے اور اس کی تنظیم دنیا کی دہشت گرد اور جرائم کی زیر زمین دنیا کی سب سے بڑی

اور بھیانک اور سفاک لوگوں کی تنظیم ہے "

"آپ کا مطلب میں نہیں سمجھا باس " گروبی نے کہا۔

"یوں سمجھو کہ دنیا بھر میں کوئی بھی فرد اور کسی بھی قانون نافذ کرنے والی ایجنسی کا کوئی رکن یہ نہیں کہہ سکتا یہ نہیں بتا سکتا کہ کوبرا کون ہے اس کا حلیہ کیا ہے اس کا قد کتنا ہے "

"اوہ " گروبی کے منہ سے نکلا۔

"صرف علی عمران دنیا کا وہ واحد فرد ہے جس نے کوبرا اور اس کی دست راست کو پہچانا اور بھاگنے پر مجبور کر دیا "

"تو کیا " گروبی نے پوچھا۔ سمندر میں ڈوبنے والی آسمانی گاڑی میں کوبرا اور اسکی دست راست ہی تھی ۔؟

"ہاں اور اسی سے اندازہ لگا لو کہ کوبرا جب ہر طرف سے گھر گیا تھا تو اسنے سمندر میں گاڑی گرا دی سب سمجھے کہ وہ مر گیا۔ مگر تم نے دیکھا کہ وہ آج بھی زندہ ہے "

"یس باس " گروبی نے کہا۔ لیکن مجھے اس پر حیرت ہے کہ جب دنیا بھر میں کوبرا کو کوئی شناخت نہیں کر سکتا تو اس علی عمران جیسے احمق نے اسے کیسے شناخت کر لیا ۔؟

"تم عمران کی ہسٹری سے واقف نہیں ہو کیا ۔؟

۱؎ اس سنسنی خیز کہانی اور کوبرا کے دلچسپ کارنامے کے لئے پڑھیئے ۔

ڈیتھ مین ۔ کوبرا ۔

"واقف ہوں باس" گروبی نے کہا۔ اسی لئے میں نے کہا ہے کہ عمران نے کس طرح سے کوبرا اور اسکی دست راست کو شناخت کیا یہ بات ہمارے لئے جاننا بے حد ضروری ہے"

"میں سمجھ گیا" رازی نے کہا۔ اسی طرح تم بھی کوبرا کو شناخت کرنا چاہتے ہو کہ جس طرح علی عمران نے اسے شناخت کیا تھا۔؟

"بالکل یہی مطلب ہے میرا باس"

"اس کے لئے ہمیں عمران سے ملنا پڑے گا" رازی نے کہا۔ اور یہ بات کوبرا ہرگز پسند نہیں کرے گا گروبی"

"عمران سے تعاون کر کے ہی ہم کوبرا کی غلامی سے نجات پاسکیں گے باس" گروبی نے کہا۔ ورنہ وہ ہمیشہ ننگی تلوار کی طرح سے ہمارے سروں پر لٹکا ہمیں سہماتا اور ڈراتا دھمکاتا رہے گا"

"اس کے لئے ہمیں پلاننگ کرنی ہوگی"

"یقیناً باس" گروبی نے کہا۔

"فیکٹری میں کتنا اسٹاک ہے وائٹ پاؤڈر کا۔؟

"تقریباً چھ من کے قریب کیوں۔؟" گروبی نے پوچھا۔

"ہم اس اسٹاک کو کتنے دن میں ڈسپوز آف کر سکتے ہیں۔؟

"دو ہفتے تو لگ ہی جائیں گے باس"

"دو ہفتے کے اندر اندر اسے ڈسپوز آف کر دو" رازی نے کہا۔ اس کام میں کوتاہی نہیں ہونا چاہیئے"

"یہ ہو جاتے گا باس مگر میں بات نہیں سمجھا" گروی نے کہا۔ آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں کہ یہ مال پندرہ دن میں چلا جاتے۔؟

"نہ صرف چلا جاتے بلکہ آنے والے مال کے لئے بھی ٹیلکس کر دو کہ تا حکم ثانی کوتی مال ادھر نہ بھیجا جاتے"

"وہ لوگ اس کی وجہ پوچھیں گے باس۔؟

"انھیں خطرے کا سگنل دے دینا" رازی نے کہا۔

"مگر ایسا آپ کیوں کر رہے ہیں باس"

"کیا تم کوبرا کے خلاف پلاننگ نہیں کرنا چاہتے۔؟

"یس باس" گروی نے کہا۔ مگر اس کا پوڈر کی سپلائی والے معاملے یا، اسکی آمد سے کیا تعلق۔؟

"اگر کوبرا سے لڑنا ہے تو اپنے ہر گھر کو محفوظ کرنا ہو گا"

"اوہ" گروی کے منہ سے نکلا۔

"کوبرا سے مقابلے سے پہلے ہمیں اپنا ہر وہ دھندہ ختم کرنا ہو گا جس کے قانون کی زد میں آنے پر ہمیں لمبی سزا ہو سکتی ہے"

"ہونہہ" گروی نے سر ہلایا پھر بولا۔ اب میں سمجھ گیا باس کہ کوبرا سے مقابلے کے لئے ہمیں کیا کچھ کرنا ہو گا"

"ہونہہ" رازی نے ہنکارہ بھرا۔

"ہمیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی باس" گروی نے کہا۔ اور کوبرا کا خاتمہ بھی ہو جاتے گا"

"وہ کیسے۔؟" رازی نے پوچھا۔
"ابھی مجھے سوچنے دو باس" گروبی نے کہا۔ "میں بعد میں اس سلسلے میں آپ کو اپنا منصوبہ بتاؤں گا۔"
"ٹھیک ہے" رازی نے کہا۔ "مگر میرے سے پوچھے بغیر کوبرا کے سلسلے میں تم کوئی کاروائی نہیں کرو گے"
"یس باس" گروبی نے سر ہلایا۔
"میرے جانے کے بعد یہاں کے معاملات تم دیکھو گے" رازی نے کہا۔ "ویسے رات کو میں آہی جایا کروں گا"
"ٹھیک ہے" گروبی نے سر ہلا دیا۔ رازی کچھ سوچنے لگا تھا۔

/

شیام کمار نے اکتاتے ہوئے انداز میں لمبا سا سانس لیا پھر ٹہلنے لگا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے کچھ کھا رہا ہو دفعتاً فون کی گھنٹی بول پڑی اور شیام کمار چونک کر فون کی جانب دیکھنے لگا۔
"ہیلو" اسنے ریسیور کان سے لگاتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔
"شیام کمار۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔ "تم ہی ہو نا۔؟"
"ہاں" شیام کمار نے کہا دوسری جانب کی آواز سنتے ہی اس کے جسم میں

سنسنی سی دوڑتی چلی گئی تھی اور ذہن میں ایک ہی لفظ کی گردان ہونے لگی تھی۔
کوبرا۔کوبرا... کوبرا... کوبرا... وہ آواز کوبرا ہی کی تھی۔
"مجھے پہچانا۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔
"نہیں کون ہو تم۔؟ شیام کمار نے کہا۔
"تم سے اچھا لاڑی ہے مسٹر شیام کمار کہ اسنے آواز سنتے ہی پہچان لیا تھا کہ میں کون ہوں" دوسری جانب سے کرخت لہجے میں کہا گیا۔
"مگر میں نے تمہیں نہیں پہچانا"
"میری آواز پر غور کیا۔؟
"ہاں" شیام کمار نے کہا۔مگر میں نہیں پہچان سکا کہ تم کون ہو۔؟
"لوگ اپنی موت کو اتنی آسانی سے بھول جائیں ناممکن سی بات ہے مسٹر شیام کمار" دوسری جانب سے کہا گیا۔
"موت کیسی موت۔؟ شیام کمار غرایا۔کون ہو تم اور یہ سب بکواس کس خوشی میں کر رہے ہو۔؟
"اس خوشی میں کہ عنقریب پولیس تم تک پہونچنے والی ہے"
"کیوں۔؟ شیام کمار غرایا۔کیا کیا ہے میں نے۔؟
"جاسوسی" دوسری جانب سے کہا گیا۔
"کیسی جاسوسی کیا کہنا چاہتے ہو تم۔؟ شیام کمار نے پوچھا۔مگر اس جملے کو سنتے ہی اس کے جسم میں ایک بار پھر سنسنی سی دوڑتی چلی گئی تھی اور چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا تھا۔

"یہی کہ اگر اب بھی مجھے نہیں پہچانا تو یقیناً پولیس تم تک پہونچ جائے گی۔"

"پہونچ جائے کیا پرواہ ہے۔" شیام کمار نے کہا۔ "میرے ہاتھ صاف ہیں اگر پولیس یہاں آئی تو اسے منہ کی کھانی پڑے گی۔"

"منہ کی جب کھانا پڑے گی نا کہ جب اسے کسی چیز کا علم نہیں ہوگا مگر" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "جب ہر چیز کی نشاندہی کر دی جائے گی تو پولیس تمہاری دھجیاں بکھیر کر رکھ دے گی مسٹر شیام کمار۔"

"ہونہہ۔" شیام کمار نے ہنکارہ بھرا پھر پینترا بدلتے ہوئے بولا۔ "بالکل ٹھیک ہر چیز وہی ہے بالکل وہی۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو تم۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"یہی کہ میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔"

"اچھا۔" دوسری جانب سے کہا گیا لہجے میں طنز تھا۔ "بڑی جلدی پہچان لیا۔"

"ہاں مسٹر کوبرا اب میں نے یقین کر لیا ہے کہ یہ تم ہی ہو۔" شیام کمار نے کہا۔ "اتنی بکواس محض لہجے پر غور کرنے کے لئے کی تھی۔"

"ہونہہ۔" دوسری جانب سے ہلکا سا ہنکارہ بھرنے کی آواز آئی۔

"ویسے کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ اس آسمانی گاڑی میں تھے کہ جو پولیس کے گھیرے سے بچ کر سمندر میں ڈوب گئی تھی۔؟"

"میں اسی گاڑی میں تھا مگر۔" کوبرا نے کہا۔ "تمہیں علم ہونا چاہئے کہ سانپ پانی میں ڈوبا نہیں کرتے اور میرا تو نام ہی کوبرا ہے پھر سمندر میرا کیا بگاڑ سکتا تھا۔؟"

"مجھے خوشی ہے کہ آپ زندہ سلامت ہیں مسٹر کوبرا" شیام کمار نے کہا۔
"کوبرا نہیں باس" دوسری جانب سے کہا گیا۔ تم مجھے آئندہ سے کوبرا نہیں باس کہہ کر مخاطب کیا کرو گے"
"یس باس" شیام کمار نے ناگواری سے کہا۔
"تمہارے لہجے سے مجھے سرکشی کی بو آ رہی ہے شیام کمار"
"خیال ہے آپ کا باس" شیام کمار نے کہا۔
"ہونہہ" دوسری جانب سے ہنکارہ بھرا گیا۔
"کیا حکم ہے باس۔؟" شیام کمار نے پوچھا۔
"تمہارے پاس چالیس کمانڈوز ہیں نا۔؟" دوسری جانب سے کہا گیا۔
اور شیام کمار بری طرح سے چونک پڑا۔
"کمانڈو کیسے کمانڈو باس۔؟"
"وہی جو تمہارے دوست پڑوسی ملک سے یہاں آ کر تمہاری سربراہی میں دہشت گردی اور ملک توڑنے کی کارروائیاں کر رہے ہیں"
"باس" شیام کمار نے کہا۔ بے سروپا باتیں کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ کسی جاسوس اور دہشت گرد سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے کسی نے آپ کو اس بارے میں غلط بتلایا ہے"
"ہونہہ" دوسری جانب سے غراہٹ ابھری پھر رابطہ منقطع ہو گیا شیام کمار چند لمحے رسیور کو گھورتا رہا پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اسکے چہرے پر گہری فکر پریشانی کی علامات تھیں۔

"کیا ہوا باس۔؟ دفعتاً دروازے سے اندر آنے والے اس کے اسسٹنٹ سٹیفن نے پوچھا اور اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"وہ فتنہ پھر آ گیا ہے" شیام کمار نے کہا۔

"کونسا فتنہ باس" اسٹیفن نے پوچھا۔

"وہی کوبرا" شیام کمار نے کہا۔

"وہ تو ڈوب مرا تھا باس" اسٹیفن نے کہا۔

"اطلاعات یہی تھیں مگر" شیام کمار نے کہا۔ وہ کمبخت زندہ ہے ابھی اس نے مجھے کال کی تھی"

"اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے باس" اسٹیفن نے کہا۔ ہم نے پہلے بھی اسے مار ڈالنے کی پلاننگ کی تھی مگر سمندر میں اسکے ڈوبنے کی وجہ سے اسے ختم کر دیا تھا اب اگر وہ زندہ ہے تو ہماری پلاننگ بھی زندہ ہو جائے گی اور ہم اس پر عمل شروع کر دیں گے"

"وہ تو کرنا پڑے گا مگر" شیام کمار خاموش ہو گیا۔

"مگر کیا باس۔؟ اسٹیفن نے پوچھا۔

"تشویش کی بات یہ ہے کہ وہ ہمارے چالیس آدمیوں اور انکی سرگرمیوں سے آگاہ ہے" شیام کمار نے کہا۔

"کیا۔؟ اسٹیفن چونک کر بولا۔ یہ کیسے ممکن ہے باس۔؟

"ممکن ہو گیا ہے" شیام کمار نے کہا۔ اسنے ابھی فون پر مجھے اس کا حوالہ دیا تھا جسے میں نے تسلیم نہیں کیا"

"یہ اور بھی خطرناک بات ہے باس" اسٹیفن نے کہا۔

"ہاں" شیام کمار نے کہا۔ اسی بات نے مجھے فکر مند کر رکھا ہے کہ اگر وہ یہ بات پولیس کو بتا دے تو ہمارا کیا حشر ہو گا۔؟

"بہت بُرا" اسٹیفن نے کہا۔ مگر کیا اسنے ایسا کہا ہے۔؟

"کہا نہیں پولیس کو بتا دینے کی دھمکی دی ہے"

"اوہ" اسٹیفن کے منہ سے نکلا۔

ٹھیک اسی لمحے کمرے میں سیٹی کی ہلکی سی آواز ابھری تھی اور وہ دونوں ہی بری طرح سے چونک پڑے تھے۔

"ٹرانسمیٹر کال" اسٹیفن کے منہ سے نکلا۔

"ہاں" شیام کمار نے کہا پھر میز کا نچلا حصہ کھول کر اس میں سے ایک وسیع حیطہ عمل والا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

"باس کیوں نا بگ باس کو اس بارے میں بتلا دیا جائے۔؟" اسٹیفن نے تجویز پیش کی۔

"احمق ہوتے ہو" شیام کمار نے کہا۔ یا زندگی بری لگ رہی ہے۔؟

"میں سمجھا نہیں باس"

"بگ باس کو جیسے ہی علم ہو گا کہ اس بارے میں کوئی اور بھی جانتا ہے نہ صرف جانتا ہے بلکہ اس وجہ سے ہمیں بلیک میل کر رہا ہے تو جانتے ہو کیا ہو گا۔؟"

"نو باس" اسٹیفن نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"بگ باس ہم دونوں ہی کا پتہ صاف کر دے گا۔"

"اوہ۔" اسٹیفن کے منہ سے نکلا۔

"بگ باس یہ برداشت نہیں کرے گا کہ کوئی اور چالیس کمانڈوز کی دھمکی دے کر ہمیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرے۔"

"پھر تو یہ معاملہ ہمیں ہی نمٹانا ہو گا۔"

"ہاں۔" شیام کمار نے کہا۔ "اب اپنی زبان بند رکھنا میں ٹرانسمٹر آن کر کے بگ باس کی کال وصول کر رہا ہوں۔"

"رائیٹ باس۔" اسٹیفن نے کہا۔

شیام کمار نے ٹرانسمٹر میز پر رکھنے کے بعد اسے آن کیا اور مختلف بٹن آپریٹ کرنے لگا ایک لمحے بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا اور ٹرانسمٹر پر ایک بھاری سی آواز ابھری۔

"شیام کمار۔" کسی نے اسکا نام لیا تھا۔

"یس باس۔" شیام کمار نے کہا۔

"کوڈ۔" بھاری آواز نے کہا۔

"ہنومان۔" شیام کمار نے کہا۔

"ہنومان باڈی۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"براؤن اسٹون باڈی باس۔"

"ٹھیک ہے۔" دوسری جانب سے کوڈ کے تبادلے کے بعد کہا گیا۔ اب بتاؤ کیا رپورٹ ہے۔

"کام جاری ہے باس" شیام کمار نے کہا۔

"کام کی تفصیل چاہیئے مجھے" دوسری جانب سے کہا گیا لہجے میں بھاری پن کے علاوہ اب سفاکی بھی موجود تھی۔

"یس باس" شیام کمار نے کہا۔ ہمارے چالیس کمانڈوز اس وقت پورے شہر میں مصروف عمل ہیں باس انہوں نے مختلف فرقوں اور لسانی گروہوں میں اپنی جگہہ بنالی ہے"

"ویری گڈ" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"وہ لوگ بہت مشکل سے اس میں کامیاب ہوسکے ہیں مگر اُمید افزا بات یہ ہے کہ مقصد میں کامیاب ہوجانے کے باوجود مقامی پولیس انٹیلی جنس یا دوسری کسی بھی قانون نافذ کرنے والی ایجنسی کو ان میں سے کسی ایک پر بھی کوئی شبہ نہیں ہوا"

"یہ اور بھی اچھی بات ہے"

"جی ہاں اب یہ کمانڈوز مشن کا دوسرا حصہ مکمل کرنے کے لئے کام شروع کرچکے ہیں باس"

"دوسرے حصے سے کیا مراد ہے۔؟

"یہی باس کہ اہم ترین پارٹیوں کے لیڈروں پر اعتماد جما کر ان کے قریب ہونے کی کوشش کرنا"

"آگے کہو" بھاری آواز نے کہا۔

"جب وہ اس مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے تو باس ہم بہت

آسانی سے ہنگامہ آرائی کر سکیں گے۔"

"ہنگامہ آرائی۔؟" بھاری آواز نے کہا۔ "کیا صرف اسی مقصد کے لئے تمہیں چالیس کمانڈوز دیئے گئے ہیں۔؟"

"نو باس۔" شیام کمار نے کہا۔ "یہاں دارالحکومت میں فساد کی آگ بھڑکاتے ہی یہ کمانڈوز اپنی پارٹی اور لسانی گروہوں کے نمائندے بن کر پورے ملک میں پھیل جائیں گے۔"

"اوہ۔" بھاری آواز نے کہا۔

"پھر پورے ملک میں خونی فساد کروا کر حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے گا اور۔۔۔۔۔۔"

"بس۔" بھاری آواز نے کہا۔ "اب کیا خیال ہے شیام کمار۔؟"

"میں سمجھا نہیں باس۔" شیام کمار نے چونک کر کہا۔

"کیا تم کوبرا کے لئے کام نہیں کرو گے۔؟"

"کوبرا۔؟" شیام کمار بری طرح سے چونکا تھا۔

"ہاں کوبرا۔" بھاری آواز نے کہا۔ "تم نے کوبرا کے سامنے انکار کیا تھا تاکہ چالیس کمانڈو والی بات غلط ہے۔"

"اوہ باس میں کیسے اقرار کر لیتا۔؟" شیام کمار نے کہا اور اسکے ساتھ ہی دوسری جانب سے ایک قہقہے کی آواز ابھری اور شیام کمار ہی نہیں اسٹیفن بھی چونک پڑا۔

"یہ باس کی آواز نہیں ہو سکتی۔" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

"میں بھی یہی کہنے والا تھا باس" اسٹیفن نے سرگوشی کی۔

"تم دونوں کا خیال ٹھیک ہے" اس بار بھاری آواز کی بجائے کوبرا کی مخصوص کرخت آواز ابھری تھی۔

"تت... تم... کوبرا۔" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

"ہاں میں" کوبرا کی کرخت آواز ابھری "تم نے دیکھا شیام کمار کہ میں تمہاری سرگرمیوں سے کس قدر واقف ہوں۔"

"مم... مگر" شیام کمار نے کہنا چاہا۔

"چاہوں تو ابھی ہونے والی گفتگو کا ٹیپ انٹیلی جنس والوں کو بھجوا سکتا ہوں" کرخت آواز نے کہا۔ ایسی صورت میں تمہارا کیا حشر ہوگا خود ہی سوچ لو"

"تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوتیں۔" شیام کمار نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ بولو کیسے معلوم ہوتیں۔"

"یہی میری ذہانت ہے" کوبرا کی آواز آئی۔ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ چرس اور شراب کی اسمگلنگ جیسی معمولی سی باتوں کو بتا کر میں تمہیں بلیک میل کروں گا مسٹر شیام کمار۔"

"اب کیا چاہتے ہو۔" شیام کمار نے پوچھا۔

"چالیس کمانڈوز" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"کیا مطلب۔" شیام کمار چونکا۔

"تمہارے وہ چالیس کمانڈوز میں چاہتا ہوں کہ جن کے بارے

میں تم نے ابھی اقرار کیا ہے "

"اوہ" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

"تت... تم ان کا کیا کرو گے۔؟" اسٹیفن بول پڑا۔

"وہی کچھ جو تم لوگ کرنا چاہتے ہو"

"کیا مطلب۔؟" شیام کمار نے پوچھا۔

"اس ملک میں خونی فسادات کروا کر امن امان کا مسئلہ پیدا کر کے تم اس حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہو نا"

"اچھا پھر۔؟" شیام کمار نے محتاط انداز میں کہا۔

"میں بھی ایسا ہی کچھ چاہتا ہوں" کوبرا نے کہا۔ مگر دوسرے اور جدید ترین انداز میں"

"میں تمہاری بات سمجھ نہیں سکا کوبرا۔؟" شیام کمار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ماتھے سے پسینہ پونچھنے لگا۔

"کوبرا نہیں باس کہو" کوبرا کی آواز آئی۔ اب باس کے علاوہ کچھ کہا تو اس کی سزا بھگتنی ہوگی"

"یس باس" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

"تم حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہو جبکہ میں" کوبرا کی آواز آئی۔ اس ملک ہی کو الٹ دینا چاہتا ہوں"

"اوہ۔ ہو" شیام کمار کے منہ سے نکلا۔

"اپنے چالیس کمانڈوز کو شہر سے باہر والے اپنے خفیہ اڈے

پر فوری طور پر جمع کرو۔"

"مم مگر۔۔۔" شیام کمار نے کچھ کہنا چاہا۔

"اب تمہارے پاس کہنے سننے کے لئے کچھ نہیں ہے شیام کمار" کوبرا کی کرخت مگر غراتی آواز ابھری۔ اب اگر تم نے میرے احکامات ماننے میں چوں چراں کی تو اپنے چالیس کمانڈوز سمیت تمہیں جیل جانا اور عمر بھر چکی پیسنا ہو گی۔"

"اوہ" شیام کمار اور کچھ نہیں کہہ سکا۔

"بولو کیا منظور ہے۔" کوبرا کی کرخت غراہٹ ابھری۔ عمر بھر کی قید یا مشن میں کامیابی اور اپنے ملک میں جا کر سربلندی اور شہرت حاصل کرنا اور محب وطن کہلانا۔؟

"تم ان کمانڈوز کا کیا کرو گے۔؟

"ابھی بتا چکا ہوں"

"مگر" شیام کمار نے کہا۔ ان کو ایک دو دن میں یہاں یا کسی خفیہ اڈے پر جمع کرنا مشکل ہے"

"دو دن نہ سہی ایک ہفتہ سہی" کوبرا کی آواز آئی۔ تم ایک ہفتے کے اندر اندر ان سب کو ایک جگہ جمع کر سکتے ہو"

"ہاں ایسا ممکن ہے مگر"

"پھر مگر۔" کوبرا کی کرخت آواز ابھری۔ کیا میری وارننگ تمہیں یاد نہیں رہی شیام کمار۔؟

"میں دوسری بات کہہ رہا تھا باس" شیام کمار نے جلدی سے کہا۔

"وہ کیا۔؟ کوبرا نے پوچھا۔

"میں انھیں جمع کر لوں گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ براہ راست آپ انھیں کوئی حکم نہ دیں"

"کیوں۔؟ کوبرا کی آواز ابھری۔

"اس لئے کہ اگر بگ باس کو اس کا علم ہو گیا کہ کمانڈوز کا راز فاش ہو گیا ہے اور کوئی اور انھیں کنٹرول کر رہا ہے تو وہ فوری طور پر مجھے قتل کرا دے گا باس"

"ایسا نہیں ہوگا" کوبرا کی آواز آئی۔ سارے احکامات تمہارے ہی ذریعے دیئے جائیں گے تم ہی میرے احکامات ان تک پہونچا کر ان سب کو کنٹرول کرو گے"

"یہی ٹھیک بھی رہے گا باس" شیام کمار نے کہا۔

"انھیں آج سے چھٹے دن اپنے شہر سے باہر والے خفیہ اڈے پر طلب کر لو" کوبرا نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ان کے لئے احکام جاری کر دوں گا باس"

"ان کے جمع ہو جانے کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ انھیں کس کام پر لگانا ہے"

"جو حکم باس" شیام کمار نے کہا۔

"یاد رکھو دھوکہ دے کر تم زندہ نہیں رہ سکو گے"

ایس قریشی کے دو شاہکار ناول
سسپنس اور ایکشن سے بھرپور

ایجنٹ نمبر سیون

ریڈ مشن

دل کی دھڑکنیں روک دینے والے ایکشن اور اعصاب شکن
سسپنس سے بھرپور ایس قریشی کے دو نئے ناول
آج ہی طلب کیجئے

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ - لیاقت آباد کراچی ۱۹

"اب میں چاہوں بھی تو دھوکہ نہیں دے سکتا باس" شیام کمار نے کہا۔ "کیونکہ آپ سے تعاون کر کے ہی میں زندہ رہ سکتا ہوں اور مرنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے"

"گڈ" کوبرا کی آواز آئی۔ "یہ بات رازی کو بھی معلوم نہیں ہونی چاہئے کہ میں نے تم سے کیا کہا ہے"

"بالکل ٹھیک ہے" شیام کمار نے کہا۔ "رازی کو ان معاملات کا کوئی علم اب تک نہیں ہے نہ ہوگا"

"ٹھیک ہے" کوبرا کی آواز آئی۔ "اب چھ دن بعد کال کروں گا۔ اس وقت تک کے لئے تمہاری چھٹی"

آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی شیام کمار نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اسے دوبارہ دراز میں رکھ دیا اسکے چہرے سے گہری فکر و پریشانی جھلک رہی تھی۔

"یہ بہت برا ہوا ہے باس کہ یہ کوبرا ہمارے ہر راز سے واقف ہے" اسٹیفن نے فکرمند لہجے میں کہا۔

"ہاں" شیام کمار نے کہا۔ "مگر میرے لئے ایک اور بات پریشانی کا باعث ثابت ہو رہی ہے اسٹیفن"

"وہ کیا باس" اسٹیفن نے پوچھا۔

"یہی کہ کوبرا کو چالیس کمانڈوز کے بارے میں کیسے علم ہوا وہ کون سے ذرائع ہیں جس نے یہ راز افشاں کیا ہے۔"

"یہاں یہ راز جن لوگوں کو معلوم ہے وہ میرے اور آپ کے علاوہ صرف خفیہ اڈے کے دونوں منتظم ہیں۔"

"ہم چاروں میں سے کوئی یہ راز افشاں نہیں کر سکتا۔" شیام کمار نے کہا۔ اسی لئے میں فکرمند ہوں کہ کوبرا کو یہ راز یعنی کوڈ ورڈ اور رابطے کی فری کوئنسی کیسے معلوم ہو گیا۔؟

"میرا خیال ہے باس کہ ہمارے اپنے ملک میں کوئی غدار ہے ایسا غدار جو کوبرا کے ہاتھوں بکا ہوا ہے۔"

"شاید ایسا ہی ہو۔" شیام کمار نے کہا۔ مگر ہمیں اپنے یہاں موجود سارے آدمیوں کو چیک کرنا پڑے گا۔"

"یقیناً باس۔" اسٹیفن نے کہا۔

"تم کل ہی سے اس کام کا آغاز کر دو۔" شیام کمار نے کہا۔ کوبرا سے بھڑنے سے پہلے ہمیں اپنی کمزوریوں پر قابو پانا ہو گا ورنہ گھر کا بھیدی ہمیں بری طرح مروا دے گا۔"

"رائیٹ باس۔" اسٹیفن نے کہا۔

"ایک ایک اہم آدمی کو چیک کرو خاص طور پر انہیں جن کا تعلق کمانڈوز کو اسلحہ اور رقم کی فراہمی سے ہے۔"

"مگر باس۔" اسٹیفن نے کہا۔ ان لوگوں کو یہ تو معلوم نہیں ہے کہ جن لوگوں کو اسلحہ فراہم کیا جا رہا ہے وہ کمانڈوز ہیں لہذا وہ اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں۔؟

"چیکنگ کرتے ہوئے ہر ایک کو دیکھو کسی کو مت چھوڑو تاوقتیکہ وہ بیگناہ نہ ثابت ہو جاتے"

"یس باس" اسٹیفن نے سر ہلایا اور شیام کمار کچھ سوچنے لگا پریشانی اسکے چہرے سے ہویدا تھی۔

/

ارشد بھائی کے آفس سے روانہ ہونے کے بعد عمران کسی حد تک مطمئن تھا کہ کوبرا تک پہنچنے کا کوئی تو سراغ ملا مگر وہ پوری طرح مطمئن نہیں تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ کوبرا کسی بھی مرحلے پر چوکنا ہو کر پہلے کی طرح فرار ہو سکتا تھا جبکہ اس بار عمران اسے یہ موقعہ نہیں دینا چاہتا تھا۔ اگر تیسری بار بھی کوبرا فرار ہو جاتا تو۔؟

یہ عمران کے لئے ڈوب مرنے والی بات ہوتی۔

اسی لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اب اس کا اگلا قدم کیا ہونا چاہیئے، کس طرح وہ آگے بڑھے۔؟ کلیو کئی تھے مگر وہ سوچ سمجھ کر آگے قدم بڑھانا چاہتا تھا کیونکہ مقابلہ کوبرا جیسے شاطر سے تھا۔

صفدر اور تنویر زخمی ہو کر ہسپتال جا پہنچے تھے مگر اس سے یہ ضرور ہوا تھا کہ کامران اور روزینہ کی گفتگو اسکے علم میں آگئی تھی یہ معلوم

ہو گیا تھا کہ کوبرا کامران سے کیا چاہتا ہے۔ اب صفدر کے زخمی ہونے کے بعد سیکرٹ سروس کا کوئی اور کارکن اسکی نگرانی پر مقرر کیا جا چکا تھا کیونکہ اسے بلیک زیرو کو اس کے لئے ہدایت دے دی تھیں۔

کچھ سوچ کر اسنے ٹرانسمیٹر آن کیا اور بلیک زیرو کو کال کرنے لگا رابطہ ملنے میں چند منٹ لگے تھے۔

" ایکسٹو " بلیک زیرو کی آواز آئی لہجہ ایکسٹو کا تھا۔

" ادھر بھی ایکسٹو ہے " عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" آپ جناب عالی۔؟ بلیک زیرو کی اصل آواز آئی۔

" ہاں میں کوئی رپورٹ۔؟

" فی الحال کوئی رپورٹ نہیں ہے " بلیک زیرو کی آواز آئی۔

" ڈسکو نائٹ کلب کے مالک رازی کو جانتے ہو تم۔؟

" جی ہاں " بلیک زیرو نے کہا۔ پچھلے کوبرا والے کیس میں ہی یہ اور اسٹار نائٹ کلب کا مالک شیام کمار روشنی میں آئے تھے "

" اب تم رازی کی نگرانی کے لئے کسی کو بھیج دو "

" بہت بہتر جناب "

" کامران کا کیا کیا۔؟

" نعمانی اسکی نگرانی کر رہا ہے " بلیک زیرو کی آواز آئی۔ اور اسی نے عمارت کے ایکسچینج والوں سے مل کر کامران کا فون ٹیپ کرنے کا انتظام کیا ہے اب اسکی۔ ہر کال ٹیپ ہو جائے گی "

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ تم صدیقی کو رازی پر لگا دو"

"جو حکم جناب عالی" بلیک زیرو نے کہا۔

"او۔ کے۔ اینڈ آل" عمران نے کہہ کر رابطہ منقطع کرنا چاہا تھا مگر بلیک زیرو کی آواز سن کر وہ رک گیا۔

"آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں جناب۔؟

"گشت" عمران نے کہا۔

"ارشد بھائی کے سلسلے میں آپ نے کیا کیا۔؟

"ابھی تم کو انکے بارے میں رپورٹ دیتے صرف چند گھنٹے گزرے ہیں کالے صفر" عمران نے کہا۔ اور ان چند گھنٹوں میں نہ ان کا اچار بن سکتا ہے اور نہ ہی چٹنی"

"میرا مطلب یہ تھا کہ بلو برڈ.........."

"بلو برڈ کوبرا کا قتل کی دھمکی دینے کا نشان ہے" عمران بلیک زیرو کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ اسکے بعد ریڈ برڈ کارڈ انھیں ملتا اور اسکے ساتھ ہی انھیں قتل کر دیا جاتا"

"اوہ" بلیک زیرو کی اوہ سنائی دی۔

"دیٹس آل" عمران نے رابطہ منقطع کیا اور گاڑی کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ اسنے ایک لائحہ عمل ذہن میں ترتیب دے لیا تھا اور اب اسی پر عمل کرتے جا رہا تھا۔ اسٹار نائٹ کلب سے کچھ پہلے اسنے گاڑی فٹ پاتھ سے لگا کر روک دی۔

پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس میں موجود کمپیوٹر ٹائپ مشین کا ایک بٹن دبا دیا فوراً ہی گاڑی کے شیشے چڑھتے چلے گئے مگر یہ شیشے ایسے تھے کہ وہ باہر کا منظر دیکھ سکتا تھا مگر باہر والے اندر کا منظر نہیں دیکھ سکتے تھے۔

عمران پچھلی سیٹ پر آ گیا۔

پھر اس نے بڑی تیزی سے لباس بدلا تھا پینٹ کے اوپر قمیض اور جیکٹ پہن کر اس نے اتارے ہوئے کپڑے سیٹ کے نیچے بنے ہوئے خانے میں رکھے اور واپس اسٹیرنگ سیٹ پر آ گیا۔ یہاں سیٹ اٹھا کر اس نے ایک ریوالور اور کچھ راؤنڈ نکال کر جیکٹ میں رکھے تھے۔

پھر اس نے شیشے پہلے جیسے کئے اور گاڑی سے اتر کر اسے لاک کیا، اور ٹہلتا ہوا اسٹار نائٹ کلب تک پہنچا اس دوران وہ اس بات کا اندازہ لگا چکا تھا کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر رہا اور نہ ہی وہ کسی کی نگاہوں میں ہے وہ اطمینان سے کلب میں داخل ہو گیا۔

کلب کا بیرونی ہال زیادہ آباد نہیں تھا اکا دکا میزوں پر لوگ بیٹھے مشروبات پی رہے تھے۔ کہنے کو یہ نائٹ کلب تھا مگر یہاں پر چوبیس گھنٹے لوگوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہوتے تھے جو نشے کے لئے یہاں آیا کرتے تھے۔

عمران ان لوگوں کے بارے میں جانتا تھا اسے علم تھا کہ ڈسکو اور اسٹار نائٹ کلب میں کیا کچھ ہوتا ہے لیکن یہ سب قیاس کے دائرہ کار کی باتیں تھیں۔

لہذا اسنے کبھی اس پر توجہ نہیں دی تھی مگر اب کوبرا کی وجہ سے اسے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہونا پڑا تھا۔ وہ کلب کے اندرونی ہال کی جانب بڑھتا چلا آیا یہاں پر کافی تعداد میں میزیں آباد تھیں اور ایک نئی بات عمران نے اس وقت دیکھی تھی۔

اور وہ یہ کہ یہاں ہال کی ساری ویٹرس جوان اور پرشباب لڑکیاں تھیں صرف کاؤنٹر پر مرد نظر آرہے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ تبدیلی ابھی حال ہی میں کی گئی تھی ورنہ اس سے پہلے یہاں مرد ویٹر ہوا کرتے تھے عمران نے سر ہلایا اور ایک خالی میز پر جا بیٹھا۔

"یس سر" فوراً ہی ایک ویٹرس آموجود ہوئی تھی۔

"کافی ودھ کریم" عمران نے اس سے کہا۔

"نو کافی سر" ویٹرس نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔؟ عمران نے غرا کر کہا۔

"کافی کے لئے آپ کو باہر والے ہال میں جانا ہوگا سر" ویٹرس نے بیرونی ہال کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"پھر یہاں کیا ملتا ہے۔؟ عمران غرا کر بولا۔

"وہ سب کچھ جو آپ چاہتے ہیں"

"میرے چاہنے سے کافی کیوں نہیں مل رہی بولو۔؟

"کافی چائے کے علاوہ سب کچھ" ویٹرس نے کہا۔

" اچھا" عمران نے کہا۔ بھیگن کا بھرتہ لاؤ اور ایک پلیٹ

مونگ کی پتلی دال بھی جس میں لہسن کا بھگار ہو۔"

"اوہ سر" ویٹرس اٹھلا کر بولی۔ آپ بات سمجھتے کیوں نہیں۔"

"چلو میری سمجھ میں نہیں آ رہا تو تم ہی سمجھا دو" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور اسے گھورنے لگا۔

"آپ کو سمجھانے کے لئے دوسری جگہ چلنا پڑے گا" ویٹرس نے معنی خیز لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"چلو" عمران نے کہا۔ بات سمجھنے کے لئے میں ہر جگہ چلنے کے لئے تیار ہوں کہاں چلتی ہو چلو۔"

"مگر" ویٹرس مسکرائی۔ دوسری جگہ چلنے کے لئے جیب گرم ہونی ضروری ہے میرا مطلب سمجھ رہے ہیں نا سر؟"

"ہاں کیوں نہیں" عمران نے کہا۔ پھر جیب سے بٹوا نکالتا ہوا بولا۔ یہ دیکھو میری جیب کتنی گرم ہے۔"

"اوہ" ویٹرس نے بٹوے میں سے نظر آنے والے ہزار ہزار کے نوٹوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ چلیں اٹھیں۔"

"چلو" عمران نے کہا۔ اور بٹوا جیب میں رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا ویٹرس اسے لے کر کاؤنٹر پر پہنچی تھی پھر اس نے کاؤنٹر سے ایک چابی لی اور کاؤنٹر کے برابر والی راہداری میں داخل ہو گئی۔

عمران بظاہر احمقانہ انداز میں مگر در پردہ چوکنے انداز میں ویٹرس کے پیچھے چل رہا تھا۔

اسی راہداری کے آخری موڑ پر اسنے ایک اور راہداری دیکھی تھی اس نے سر ہلایا اور دوسری طرف مڑ گیا کیونکہ ویٹرس اسی طرف مڑی تھی اس چھوٹی سی راہداری میں دو رویہ کمرے بنے ہوئے تھے اسنے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور عمران کے ساتھ اندر داخل ہو گئی۔ کمرہ چھوٹا مگر بے حد صاف ستھرا تھا۔

"بیٹھو" وہ دروازہ بند کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ پھر ویٹرس کے بستر پر بیٹھتے ہی عمران نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کے ماتھے سے لگا دیا۔

"کک... کیا مطلب۔؟" ویٹرس ہکلائی۔

"چند سوالات پوچھنا ہیں صحیح جواب دو گی تو بیہوش کر کے چھوڑ جاؤں گا ورنہ ایک گولی کھوپڑی میں اتار دوں گا اور تم جانو چھٹانک بھر سیسہ کھوپڑی میں اترنے کے بعد تم زندہ نہ رہ سکو گی"

"کک کیا چاہتے ہو۔؟" وہ بولی چہرے پر خوف و دہشت کے تاثرات اُبھر آتے تھے اور آنکھیں بجھ کر رہ گئی تھیں۔

"شیام کمار کلب میں موجود ہے۔؟"

"ہاں" اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"اس کا کمرہ کس طرف ہے۔؟"

"اس دوسری راہداری کے آخر میں جہاں سے ہم اس طرف آئے تھے" ویٹرس نے بتایا۔ آخری کمرہ اس کا ہے"

"شیام کمار کے پاس کتنے آدمی ہیں۔؟

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔"

"شیام کمار کے آفس میں کتنے آدمی ہوتے ہیں۔" عمران نے سوال دوسری طرح سے دوہراتے ہوئے پوچھا۔

"اپنے سکنڈ کے ساتھ" ویٹرس نے بتایا۔ یعنی باس اور اسسٹنٹ اسٹیفن صرف یہی دو۔۔۔ آفس میں ہوتے ہیں۔"

"آفس کے آس پاس بھی کوئی نگرانی کے لئے ہوتا ہے۔؟

"نہیں نگرانی کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ شیام کمار کا کلب ہے جہاں بڑے بڑے غنڈوں کو سر جھکانا پڑتا ہے۔"

"اچھا" عمران نے سر ہلایا۔

"ہاں اور تم بھی سمجھ لو کہ جو کچھ کر رہے ہو اس کے بعد تمہارا زندہ بچ کر کلب سے چلا جانا ممکن نہیں ہے۔"

"بہت خوب" عمران نے کہا پھر بولا۔ منہ پھیر کر بیٹھو۔"

"کیوں۔؟" وہ غرائی۔

"بیٹھو تو" عمران داہنی آنکھ دباتا ہوا بولا۔

"یوں کہو نا" وہ کچھ اور سمجھ کر مسکرائی پھر جیسے ہی اس نے منہ پھیرا عمران نے اسکی کنپٹیاں پکڑ لیں۔۔ پھر انھیں مخصوص انداز سے دباتا چلا گیا ویٹرس چند لمحے اس کے ہاتھوں میں تڑپی پھر ساکت ہوتی چلی گئی عمران نے اسے بستر پر ڈال دیا۔

پھر یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ وہ کئی گھنٹے ہوش میں نہیں آئے گی وہ کمرے سے نکل آیا اسکے باہر آتے ہی آٹومیٹک دروازہ بند ہو کر لاک ہو گیا اب وہ اندر سے ہینڈل گھمانے سے کھل سکتا تھا مگر باہر سے بغیر چابی کے اسکا کھولنا ممکن نہیں رہا تھا۔

اسنے راہداری کا جائزہ لیا اور آگے بڑھنے لگا۔ پھر اس جگہ پہونچا ہی تھا کہ جہاں سے شیام کمار والی راہداری مڑتی تھی اسے قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ ٹھٹھک کر دیوار سے چپک گیا۔ آنے والا تنہا ہی تھا پھر قدموں کی چاپ آگے بڑھ گئی۔

ایک لمحے بعد کوئی دروازہ کھلا اور بند ہو گیا آنے والا جو بھی کوئی تھا وہ کسی کمرے میں جا چکا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور شیام کمار کے آفس والی راہداری میں مڑ گیا۔ سامنے ہی ایک دروازہ نظر آ رہا تھا یقیناً یہ شیام کمار کے آفس کا دروازہ تھا۔

وہ اس دروازے پر پہونچ کر رک گیا۔ دروازے میں شیشے نہیں تھے اس لئے وہ اندر کا منظر نہیں دیکھ سکتا تھا اسنے کی ہول سے آنکھ لگا دی کی ہول کے سامنے ہی اسے دو افراد بیٹھے نظر آتے تھے ایک شیام کمار تھا مگر دوسرا۔؟ عمران اُسے نہیں پہچان سکا تھا۔

عمران پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اور چاروں طرف دیکھا۔ شیام کمار کے آفس کے برابر سے راہداری پھر مڑ گئی تھی وہ اسی طرف بڑھا اس طرف اسے دائیں بائیں دو دروازے نظر آتے تھے۔

اور شیام کمار کے آفس کی دیوار میں جس جگہ ایر کنڈیشنر لگا ہوا تھا وہاں ایک چھوٹی سی درز بھی موجود تھی یہ درز ایر کنڈیشنر کے اوپر والے فریم کی لکڑی ٹوٹ جانے کی وجہ سے بن گئی تھی۔

عمران آگے بڑھا اور یادی باری دونوں دروازے کھولنے کی کوشش کی دروازے لاک تھے اور انکے اندر چھائی ہوئی تاریکی اس بات پر دال تھی کہ وہ انسانی وجود سے خالی ہیں۔ عمران واپس پلٹا اور ایر کنڈیشنر کے اوپر والی درز سے اندر جھانکا۔

شیام کمار جس میز کے گرد پڑی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا تھا وہ ایر کنڈیشنر کے قریب تھی دوسرا آدمی شیام کمار کے سامنے بیٹھا تھا اور وہ دونوں کسی موضوع پر سنجیدگی سے گفتگو کر رہے تھے۔ ایئر کنڈیشنر کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ کارآمد نہیں ہے۔

عمران نے جیب سے بگ والی ڈبیہ نکالی اور اس کا بگ والا سرا درز سے اندر ڈال کر دوسرا سرا کان سے لگا لیا اب وہ ان دونوں کے، درمیان ہونے والی گفتگو سن سکتا تھا۔

"تشویش کی بات یہ ہے کہ وہ ہمارے چالیس آدمیوں اور انکی سرگرمیوں سے آگاہ ہے" شیام کمار کی آواز عمران نے سنی۔

"کیا۔؟ دوسرے آدمی کی چونکی ہوئی آواز آئی۔ یہ کیسے ممکن ہے باس۔؟

عمران کو ان لوگوں کی ایک ایک بات بہت واضح طور پر سنائی دے رہی تھی جوں جوں وہ بات کر رہے تھے عمران حیران ہوتا جا رہا تھا اسکے خواب

خیال میں بھی وہ کچھ نہیں تھا جو وہ سن رہا تھا۔
پھر کسی ٹرانسیمٹر کال کی سیٹی کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا اسنے شیام کمار اور اس دوسرے آدمی کے درمیان ہونے والی گفتگو میں چالیس کمانڈوز کا ذکر سنا وہ اسی پر بحث کر رہے تھے۔ پھر اسنے شیام کمار کو ٹرانسیٹر آن کرتے دیکھا۔
پھر ٹرانسیٹر پر ہونے والی گفتگو نے عمران کا ذہن بھک سے اڑا دیا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پڑوسی ملک سے آنے والے جاسوسوں اور تخریب کاروں کا سربراہ شیام کمار ہے وہی ان کو اسلحہ اور رقم فراہم کر رہا ہے اور وہی انھیں پناہ دیتے ہوئے ہے۔
ٹرانسیٹر آف ہو جانے کے بعد وہ لوگ اسی بارے میں گفتگو کرتے رہے تھے دوسرے آدمی کو اسٹیفن کہہ کر شیام کمار نے مخاطب کیا تھا اور عمران کی معلومات کے مطابق اسٹیفن شیام کمار کا اسسٹنٹ تھا۔
شیام کمار کو بگ باس بن کر کال کرنے والا کوبرا تھا۔
کوبرا شیام کمار کے چالیس کمانڈوز کو استعمال کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے اسنے انھیں شیام کمار کے شہر سے باہر کسی خفیہ ٹھکانے پر جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔
شیام کمار بظاہر راضی ہو گیا تھا مگر درپردہ وہ کوبرا سے نجات پانا چاہتا تھا اور عمران سوچ رہا تھا کہ وہ شیام کمار کی سرگرمیوں سے لاعلم کیسے رہا۔؟

نجانے ابھی کتنے اور لوگ ایسے ہونگے جو تخریب کاروں اور پڑوسی ملک کے جاسوسوں کی سرپرستی کر رہے ہونگے۔ اسے ان سب کا پتہ چلا کر ان کا قلع قمع کرنا تھا اور وہ بھی فوراً ہی۔

کچھ دیر بعد عمران نے دونوں کو اٹھتے دیکھا وہ کمرے کے خارجی دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے پھر انکے کمرے سے نکلتے ہی دروازہ بند ہوا ہی تھا کہ عمران کے سر کے عقبی حصّے پر قیامت ٹوٹ پڑی آنکھوں کے آگے نیلے پیلے دائرے چکرائے اور.....

اور عمران لڑکھڑا کر گرتا چلا گیا۔ سر پر لگنے والی ضرب نے اس کے حواس مختل کر دیئے تھے۔

/

صدیقی کے چہرے پر ماسک میک اپ تھا اور وہ ڈسکو نائٹ کلب کے ڈانسنگ ہال کی ایک میز پر بیٹھا ہوا بظاہر رقص دیکھ رہا تھا مگر حقیقتاً اس کی نگاہیں اس راہداری کی جانب اٹھی ہوئی تھیں کہ جس میں ڈسکو نائٹ کلب کے مالک رازی کا آفس تھا۔

اس راہداری میں میک اپ روم بھی تھے جو کیبرے پیش کرنیوالی رقاصاؤں کے لئے مخصوص تھے۔

اسی راہداری میں عقبی دروازہ بھی تھا اور ویٹروں کے لئے اوپری منزلوں پر خورد و نوش کا سامان لے جانے کے لئے زینہ بھی۔ یہ ساری معلومات صدیقی نے ایک شرابی سے حاصل کی تھیں اور معاوضے کے طور پر اسے ایک بوتل شراب دلوانی پڑی تھی۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے معلوم کرے کہ رازی اپنے کمرے میں موجود ہے یا نہیں۔ رات کا وقت ہوتا تو بات دوسری تھی مگر یہ دن کا وقت تھا اور اس وقت رازی کے یہاں ہونے نہ ہونے کے چانسز برابر کے تھے۔

وہ سوچتا رہا اور کافی کے گھونٹ بھرتا رہا یہاں چائے سے لے کر ہیروئن تک ہر چیز مل جاتی تھی بشرطیکہ جیب میں رقم موجود ہو ویسے بھی دارالحکومت کے سارے نائٹ کلب اپنے پروگراموں اور کاروبار کے لحاظ سے نائٹ کلب نہیں رہے تھے۔

وہ ڈے اینڈ نائٹ کلب بن کر رہ گئے تھے۔ رات کو ہونے والے کیبرے پروگرام اب دھڑلے سے دن میں بھی ہونے لگے تھے یہ اور بات ہے کہ ہر دو پروگراموں کی رقاصائیں مختلف ہوتی تھیں۔ لیکن صدیقی کے لئے اس وقت دشواری پیدا ہو گئی تھی اور وہ یہی کہ رازی کے بارے میں کیسے پتہ کرے۔؟

کہ رازی یہاں موجود ہے یا نہیں۔؟

وہ سوچتا رہا اور وقت تیزی سے گزرتا رہا۔

ہنگامے ہی ہنگامے۔ سسپنس ہی سسپنس

عمران سیریز کا نہ بھولنے والا ناول

ہینڈ آف ڈیتھ

مصنف ____ ایس قریشی

- ٥ اُن خفیہ ہاتھوں کی کہانی جو متوازی حکومت چلا رہے تھے۔ وہ کس کے ہاتھ تھے۔؟
- ٥ ایک پورا شہر ان خفیہ ہاتھوں کی زد میں تھا وہ جب چاہتے جہاں چاہتے موت کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ مگر کیوں۔؟
- ٥ عمران نے ان ہاتھوں کو ختم کرنے کا بیڑہ اٹھایا تو اسکا فلیٹ تباہ کر دیا گیا۔
- ٥ کیا عمران مر گیا۔؟ کیا عمران خفیہ ہاتھوں کو بے نقاب کرنے میں کامیاب رہا۔؟

ہنگاموں اور سسپنس سے بھرپور کہانی۔ آج ہی طلب کیجئے

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳۔ کراچی نمبر ۱۹

کچھ سوچ کر وہ اٹھا اور باتھ روم والی راہداری کی جانب بڑھنے لگا اسنے سوچا تھا کہ شاید اس طرف سے کوئی راستہ رازی کے آفس کی جانب نکلتا ہو۔ وہ اس کا خیال صحیح نکلا۔ باتھ روم کی راہداری میں ایک اور پتلی سی راہداری تھی۔

اور یہ راہداری میک اپ روم کی طرف چلی گئی تھی۔ صدیقی نے سر ہلایا پھر اسنے اردگرد کا جائزہ لیا اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ کوئی اسکی جانب متوجہ نہیں ہے وہ میک اپ روم کی جانب بڑھنے لگا میک اپ روم کے برابر ہی رازی کا کمرہ تھا۔

صدیقی نے کمرے کا جائزہ لیا اس کا دروازہ دوسری جانب تھا اس طرف بلندی پر اسے ایک روشندان نظر آرہا تھا جس کے دوسری جانب سے باتیں کرنے کی آواز آرہی تھی۔ صدیقی چند لمحے، سوچتا رہا پھر وہ میک اپ روم میں گھس گیا۔

یہ میک اپ روم رازی کے آفس کے برابر تھا دونوں کی دیوار مشترکہ تھی اس کا خیال یہ تھا کہ شاید میک اپ روم میں کوئی کھڑکی یا روشندان موجود ہو جس سے وہ انکی گفتگو سن سکے۔ مگر ایسا نہیں تھا۔

کوئی کھڑکی یا روشندان یہاں نہیں تھا۔ صدیقی میک اپ روم سے باہر نکل آیا اور سوچنے لگا کیا کرے۔ وہ اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ بگ استعمال کرے۔

اسنے یہی کیا بگ والی ڈبیہ سے بگ نکالا اور رازی کے آفس کے دروازے کی جانب بڑھنے لگا پھر راہداری کے اس حصے میں کسی کو نہ پاکر اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ اندر رازی اور اس کا اسسٹنٹ اور مینیجر گروبی موجود تھے۔

صدیقی نے دروازے اور فرش کی درمیانی درز میں بگ رکھا اور اسے انگلی سے ضرب لگا کر اندر پہونچا دیا پھر وہ باتھ روم کی جانب لوٹ آیا تھا۔ ایک باتھ روم میں داخل ہو کر اسنے بگ کا رسیور کان سے لگا لیا۔

"کیا تمہیں نہیں پتہ کہ میں مر چکا ہوں۔" صدیقی کے کانوں میں آواز آئی لہجہ ایسا ہی تھا کہ جیسے کوئی فون پر گفتگو کر رہا ہو یا کسی مائکرو فون سے آواز نکل رہی ہو۔

"پولیس کی حد تک ہاں" یہ رازی کی آواز تھی۔

"اور تم کیا سوچتے رہے ہو۔" فون کی آواز۔

"یہی کہ آپ جیسا آدمی اسطرح کبھی نہیں مر سکتا"

"گڈ" فون کی آواز۔

"میرے لئے کوئی حکم باس" رازی کی آواز آئی۔

"ہاں" فون کی آواز آئی۔ تمہاری ایک اسکریپ فیکٹری ہے نا۔"

"اسکریپ فیکٹری۔" رازی کی آواز ابھری۔

وہ گفتگو کرتے رہے اور صدیقی انکی گفتگو کا ایک ایک لفظ ذہن

نشین کرتا رہا اسے حیرت تھی کہ کوبرا زندہ ہے اور اس بات کی خوشی بھی کہ اسکا چیف ایکسٹو کس قدر صحیح اندازے لگاتا ہے۔؟

"اور ایسی گاڑیوں میں آنا کیا ہے۔؟ فون کی آواز ابھری۔

دفعتًا صدیقی چونک پڑا۔ برابر والے باتھ روم کا دروازہ کھل کر بند ہوا تھا صدیقی نے بگ رسیور کو آف کر دیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ برابر کے باتھ روم میں موجود فرد کسی طرح سے شک وشبہ میں پڑے۔ چند لمحے بعد پھر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تھی۔

پھر دور جاتے قدموں کی چاپ ابھری اور صدیقی نے بگ رسیور کو دوبارہ آن کر دیا۔

"جو کہا ہے اس پر عمل کرو مسٹر رازی" صدیقی نے فون والی آواز میں غراہٹ محسوس کی تھی۔

"یس باس" رازی کی آواز آئی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ گفتگو کا کوئی حصہ وہ سننے سے محروم رہ گیا تھا کیونکہ رازی کے یس باس کہنے کے چند لمحوں بعد ہی فون والا رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی۔

پھر گردنی اور رازی کے باتیں کرنے کی آواز آنے لگی صدیقی بڑے غور سے سب کچھ سن رہا تھا۔ گفتگو کے اختتام پر اسنے کرسیاں کھسکنے کی آواز سنی تھی پھر قدموں کی چاپ۔ اسکے ساتھ ہی دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی اور سناٹا چھا گیا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ گروبی اور رازی کمرے سے نکل کر کہیں جا چکے تھے اسنے بگ ریسونگ آپریٹس آف کر کے جیب میں رکھا اور باتھ روم سے نکل آیا اب اس کا رخ رازی کے آفس کی جانب تھا۔ آفس کے پاس والی راہداری میں سناٹا تھا۔

وہ موقعہ مناسب جانتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر کے فرش پر بگ تلاش کرنے لگا۔ بگ اسے قالین کے ایک کونے کے پاس نظر آ گیا تھا۔

وہ آگے بڑھا اور بگ اٹھا کر جیب میں رکھ کر دروازے کی جانب مڑا اور سکتے میں رہ گیا۔ ایک ریوالور کی نال اسکی جانب اٹھی ہوئی تھی پھر اس ریوالور کا ٹریگر دبا اور ٹھس کی آواز کے ساتھ ہی صدیقی اچھل کر گرتا چلا گیا۔

/

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ تم چاہتے کیا ہو" صوفے پر بیٹھی ہوئی شاردا نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے گلاس سے گھونٹ گھونٹ آتشی سیال حلق میں انڈیلنے لگی۔

"وضاحت کرو۔؟" اسکے سامنے کھڑے ٹیڑھے کان والے کوبرا نے کہا

"عمران کو ڈھیل دینا" شیام کمار کو ایک ہفتے کی مہلت دینا اور راڈی کو فیکٹری میں روکنا" شاردا نے کہا۔ ان میں سے ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آسکی اور نہ ہی یہ کہ ان باتوں سے تمہارا اصل مقصد کیا ہے اور تم کیا چاہتے ہو۔؟

"اتنی آسان باتیں میری شاردا کی سمجھ میں نہیں آئیں" کویرا نے مسکراتے ہوئے شاردا کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔

"سمجھا دو" شاردا نے کہا پھر خالی ہو جانے والے گلاس کو وہ دوبارہ پُر کرنے لگی تھی۔

"عمران کو ڈھیل اس لئے دی ہے کہ اب میں اس پر اس وقت ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں کہ جب مجھے یہ یقین ہو کہ میری گروپ کمزور نہیں رہے گی اور کامیابی قدم چومے گی"

"ایسا کب ہوگا۔؟

"بہت جلد" کویرا نے کہا۔ میں اسکی پلاننگ کر چکا ہوں"

"بقیہ دونوں کا معاملا۔؟ شاردا نے پوچھا۔

"شیام کمار کو ایک ہفتے کی مہلت اس لئے دی ہے کہ وہ کمانڈوز کو اپنے شہر سے باہر والے ٹھکانے پر جمع کر سکے"

"یہ میں سن چکی ہوں مگر" شاردا نے کہا۔ تمہیں علم ہے کہ شیام کمار چاہے تو ایک دن میں سارے کمانڈوز کو اپنے شہر سے باہر والے ٹھکانے پر جمع کر سکتا ہے۔؟

"ہاں" کوبرا نے اثبات میں سر ہلایا۔
"اسکے باوجود تم نے اسے ایک ہفتے کی مہلت دی ہے۔" شاردا نے پوچھا۔ آخر کیوں اتنا وقت تم کیوں ضائع ....."
"یہ مہلت" کوبرا نے بات کاٹ کر کہا میں نے شیام کمار کو نہیں دی بلکہ خود حاصل کی ہے"
"یعنی۔" شاردا نے پوچھا۔
"میں چاہتا ہوں کہ شیام کمار کے کمانڈوزوں سے ملتے ہی ان کو کام پر لگادوں تاکہ رزلٹ فوراً سامنے آجاتے" کوبرا نے کہا۔ اسی لئے ایک ہفتے کی مہلت دی ہے اس دوران میں اپنی پلاننگ مکمل کر کے اہم پوائینٹ سامنے لے آؤں گا"
"پوائنٹس۔" شاردا نے دوہرایا۔
"ہاں" کوبرا نے کہا۔ وہ پوائنٹس جن کی تباہی اس ملک میں نہ صرف خونی انقلاب لے آتے گی بلکہ اسکے کم از کم چار ٹکڑے ضرور کر دے گی اور یہی ہمارا مشن ہے"
"ہونہہ" شاردا نے سر ہلایا۔
"شیام کمار ایک بے اعتماد انسان ہے اس پر اعتماد بھی نہیں کیا جا سکتا اسی لئے میں کمانڈوز کو براہ راست احکامات دونگا اور شیام کمار صرف تعاون کرے گا"
"اگر اس پر اعتماد نہیں ہے تو" شاردا نے کہا۔ اسے کمانڈوز

سے گفتگو کرتے ہوتے ہٹا دینا"

"نہیں" کوبرا نے کہا۔ اسکا سامنے رہنا ضروری ہے"

"کیوں۔ کیوں ضروری ہے۔؟"

"یہ اسی دن تمہیں معلوم ہو جاتے گا جس دن میں کمانڈوزوں کو کام پر لگانے کے لئے احکامات دونگا"

"دوسرے شکاروں کا کیا رہا۔؟"

"سب اپنا اپنا کام کر رہے ہیں"

"کامران کا کیا رہا۔؟"

"روبینہ نے اسے یقین دلا دیا ہے کہ ہم تم زندہ ہیں"

"پھر۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"وہ کام پر آمادہ ہے اور شاید کل کاغذات کی فوٹو کاپیاں وہ ہمارے حوالے کر دے گا۔؟"

"کب اور کہاں۔؟"

"یہی میں سوچ رہا ہوں کہ اسے کہاں بلوایا جاتے۔؟"

"بوٹ پر ہی نہ بلوالیں۔؟"

"نہیں" کوبرا نے کہا۔ میں اسے مناسب نہیں سمجھتا"

"پھر راڈی یا شیام کمار کے کلب میں اسے بلالو" شاردا نے کہا اور کوبرا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں وہاں بھی نہیں"

" تب پھر اسے شہر سے باہر والے موٹیل میں بلالو " شاردا نے کہا۔ یہ سب سے زیادہ اچھا رہے گا "

" سوچوں گا " کوبرا نے کہا۔ فی الحال ایک اور مسئلہ ہے "

" وہ کیا۔؟" شاردا نے چونک کر پوچھا۔

" ارشد بھائی والا معاملا " کوبرا نے کہا۔ میں نے اسے بلو برڈ کا کارڈ بھجوایا تھا مگر۔۔۔۔

" مگر کیا۔؟" شاردا نے پوچھا۔

" اسے واپس لینا ہو گا " کوبرا نے کہا۔

" کیوں۔؟" شاردا نے پوچھا۔

" اس لئے کہ اسے بلو برڈ غلط بھیجا گیا تھا "

" یعنی۔؟" شاردا نے پوچھا۔

" گراہم نے غلط اطلاع دی تھی "

" وہ کیا۔؟" شاردا نے پوچھا۔

" اسنے بتایا تھا کہ ارشد بھائی نے عمران سے رابطہ پیدا کر لیا ہے اور وہ ٹپ ٹاپ میں ایک ہی میز پر موجود ہیں "

" پھر۔؟" شاردا نے پوچھا۔ اس خبر کی تصدیق کی تھی۔؟

" ہاں خبر صحیح تھی مگر یہ صحیح نہیں تھا کہ ارشد بھائی نے ہمارے معاملے کے لئے اسے بلایا یا اس سے رابطہ قائم کیا ہے "

" پھر وہ عمران سے کیوں مل بیٹھا تھا۔؟

"وہ عمران کو اپنا داماد بنانا چاہتا ہے۔"

"اوہ۔" شاردا کے منہ سے نکلا تم نے اسکی تصدیق کی۔؟

"ہاں بات صحیح ہے۔" کوبرا نے کہا۔

"پھر تو کارڈ واپس لینا پڑے گا۔"

"لیکن اب میرا خیال بدل رہا ہے۔"

"وہ کیوں۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"ٹپ ٹاپ سے ایک آدمی نے گراہم کا تعاقب کیا تھا گراہم نے اسکی کار بم مار کر تباہ کر دی مگر تعاقب کرنے والا مرا نہیں صرف زخمی ہو کر ہسپتال جا پہونچا ہے۔"

"کون ہے وہ۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر۔" کوبرا نے کہا۔ اسے آج سروسز ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔"

"اوہ۔" شاردا کے منہ سے نکلا تھا۔

"بم مار کر اسکی گاڑی تباہ کرنے سے پہلے گراہم نے اسٹار نائٹ کلب سے تین آدمی طلب کر کے اسے ٹھکانے لگوانا چاہا تھا مگر اس اکیلے نے ان تینوں کا مار مار کر بھرکس نکال دیا۔"

"ہونہہ۔" شاردا نے ہنکارہ بھرا۔

"ان کی جانب سے مایوس ہو کر گراہم نے دستی بم استعمال کیا تھا۔" کوبرا نے بتایا۔ اور اسی بات نے ارشد بھائی کو ایک مرتبہ،

پھر مشکوک کر دیا ہے میڈم شاردا۔"

"سمجھ گئی۔" شاردا نے کہا۔ "اگر ارشد بھائی نے اس معاملے کیلئے عمران کو نہ بلایا ہوتا تو گراہم کا کوئی تعاقب کیوں کرتا۔؟"

"بالکل ٹھیک۔" کوبرا نے کہا۔ "بالکل اسی طرح کامران کا معاملا ہے۔"

"وہ کیا۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"روزینہ جب کامران سے ملی تو ہمارا ایک آدمی پہلے سے وہاں موجود تھا۔" کوبرا نے کہا۔ "اس نے ایک ایسے آدمی کو چیک کیا تھا کہ جو کامران کے تعاقب میں وہاں پہونچا تھا۔"

"اوہ۔" شاردا کے منہ سے نکلا۔

"اسنے روزینہ کے پہونچنے سے پہلے کامران کی میز میں ایک بگ لگایا تھا۔" کوبرا نے صفدر کے بگ لگانے سے نکالنے تک کا سارا واقعہ سناتے ہوئے کہا۔ "جسکے بعد میرے آدمی نے مجھے کال کر کے حالات سے آگاہ کیا تھا اور میں نے اس آدمی کی موت کا حکم دے دیا تھا۔"

"پھر۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"بم سے اسکی کار بھی اڑا دی گئی تھی مگر وہ مر نہیں سکا۔"

"کیوں۔؟" شاردا نے پوچھا۔ "کیا بم زیادہ طاقت کا نہیں تھا۔؟"

"تھا مگر اسکی قسمت۔" کوبرا نے کہا۔ "بہرحال وہ بھی اب سول ہسپتال سے سروسز ہسپتال منتقل کیا جا چکا ہے۔"

"گویا وہ بھی سیکرٹ سروس ہی کا کوئی آدمی تھا۔؟"

" ایسا ہی لگتا ہے" کوبرا نے کہا۔

" یہاں کی سیکرٹ سروس کے بارے میں جو کچھ سنا اور رپورٹوں میں پڑھا تھا وہ سب صحیح ثابت ہوا ہے"

" ہاں مگر بے فکر رہو ہم یہاں سے کامیاب لوٹیں گے"

" ان دونوں کے بچ نکلنے کے باوجود تم ایسا کہہ رہے ہو۔؟

" ہاں" کوبرا نے سر ہلایا۔

" جب روزینہ اور کامران کی گفتگو بگ ریسیور پر سننے والا سیکرٹ سروس کا آدمی زندہ بچ نکلا ہے تو کیا اسنے ساری رپورٹ اپنے چیف ایکسٹو کو نہ پہونچا دی ہوگی۔؟

" یقیناً ایسا ہوا ہوگا" کوبرا نے کہا۔

" پھر۔؟ شاردا نے کہا۔ ایکسٹو کے علم میں بات آجانے کے باوجود تم کامیابی کا یقین رکھتے ہو حیرت ہے"

" کامران سے کاغذات کی فوٹو کاپیاں اب مقررہ جگہہ پر نہیں لی جائیں گی میڈم شاردا"

" پھر۔؟ شاردا نے پوچھا۔

" اس کے لئے دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے گا" کوبرا نے کہا۔ ایسا طریقہ کہ کامران کی نگرانی کرنے والے سرکاری کتے اس کی ہوا بھی نہیں پا سکیں گے اور فوٹو کاپیاں ہم تک پہونچ جائیں گی"

" ہونہہ" شاردا نے سر ہلا دیا پھر بولی۔ مجھے امید نہیں کہ اب ہم

کامران سے کوئی فائدہ اٹھا سکیں گے"

"دیکھتی رہو" کوبرا نے کہا۔

"اسکے علاوہ" شاردا نے کہا۔ مجھے ارشد بھائی والے معاملے میں بھی گڑبڑ ہوتی نظر آ رہی ہے کوبرا"

"وہ کیا۔؟" کوبرا نے بوتل سے گلاس میں مشروب ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ ارشد بھائی نے بہانہ بنا کر ہمیں ٹالنے کی کوشش کی ہے اور درپردہ وہ عمران کو سب کچھ بتا چکا ہے"

"اس کا جواب آنے والا وقت دے گا" کوبرا نے کہا۔ فی الحال تو میں نے ارشد بھائی کی نگرانی سخت کروا دی ہے"

"تم ان معاملات سے پہلے عمران کا انتظام کرو"

"وہ میں کر رہا ہوں" کوبرا نے کہا۔ اس سے مجھے اپنی شکست کا پورا پورا انتقام بھی لینا ہے"

"یہ واحد فرد ہے جس نے ہمیں شناخت کر لیا ہے" شاردا نے کہا۔ لیکن کس طرح یہ میں آج تک نہیں سمجھ سکی ہوں"

"ہاں اس پر مجھے بھی حیرت ہے" کوبرا نے کہا۔ دنیا بھر کی پولیس ہمارے پیچھے ہے مگر اسے ہمارا حلیہ نہیں معلوم اس لئے وہ ہم پر کبھی ہاتھ نہیں ڈال سکی جبکہ ہم اسکی آنکھوں کے سامنے رہ کر اپنا کام کرتے رہے ہیں مگر یہ عمران ....."

"عمران ہمارے ہر روپ سے واقف تھا وہ جانتا تھا کہ شلنر کے روپ

میں تم ہو وہ جانتا تھا کہ لنگڑے[1] کے روپ میں تم ہو اور اسکی یہ معلومات حیرت انگیز ہیں نا قابلِ یقین ہے"

"تم ٹھیک کہتی ہو" کوبرا نے کہا۔ "مگر اب وہ ہمیں شناخت نہیں کر سکے گا کیونکہ جلد ہی اسے وہاں بھیج دیا جائے گا کہ جہاں سے کوئی بھی زندہ واپس نہیں آتا"

"ہونہہ" شاردا نے سر ہلایا پھر بولی۔ "اب گاڑی کا کیا کرو گے کیا وہ جزیرے ہی پر رہے گی۔؟

"وہ آج شہر پہونچ جائے گی اور اس کا رنگ تبدیل کر دیا جائے گا" کوبرا نے کہا۔ "اس کے بعد ہی ہم شہر جا سکیں گے"

"کیوں۔؟" شاردا نے پوچھا۔ "تمہیں عمران کا ڈر ہے۔؟

"نہیں" کوبرا نے کہا۔ "بلکہ میں چاہتا ہوں کہ شہر میں جاتے ہی منصوبے کو تیزی سے روبہ عمل لے آؤں اور اس کے لئے مجھے اپنی گاڑی کی ضرورت ہے"

"ہونہہ" شاردا نے سر ہلایا اور بولی۔ "عمران کے بارے میں کیا منصوبہ ہے تمہارے ذہن میں۔؟

"ہمارے آدمی اسکے فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں"

---

[1] ملاحظہ کیجئے سنسنی۔ سسپنس اور اسرار و سراغ سے بھرپور عمران سیریز کے مکمل ناول۔ کوبرا۔ ڈینجر میں۔

"صرف فلیٹ کی نگرانی۔؟"

"ہاں کیونکہ کوشش کے باوجود وہ عمران کو تلاش نہیں کر سکے ہیں"

"روپوش ہو گیا ہے کیا۔؟"

"نہیں" کوبرا نے کہا۔ وہ روپوش ہونے والوں میں سے نہیں ہے"

"پھر۔؟" شاردا نے پوچھا۔

"وہ ہمارے ہی بارے میں انکوائری کرتا پھر رہا ہو گا" کوبرا نے کہا۔ اور اسی لئے اسے تلاش نہیں کیا جا سکا"

"ہونہہ" شاردا نے سر ہلایا وہ کچھ سوچنے لگی تھی۔

/

ایک لمحے کی غفلت اُسے موت کے دہانے تک لے آئی تھی۔ سر کے عقبی حصّے پر لگنے والی ضرب بہت زوردار تھی لیکن وہ اُچٹتی ہوئی اسکے سر پر لگی تھی لیکن اتنے میں بھی عمران کے حواس ایک لمحے کے لئے ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

لیکن عمران جانتا تھا کہ مزید غفلت اسے تحت الثریٰ ہی کی جانب لے جائے گی لہذا فرش پر گرتے ہی اسنے بڑی تیزی سے اپنے جسم کو اچھالا تھا اور پھسلتا ہوا اپنی جگہ سے چند فٹ دور نکل آیا تھا اسی لمحے اسنے ٹھک کی تیز آواز سنی تھی۔

گویا جس جگہ وہ گرا تھا اگر وہاں سے ہٹ نہ جاتا تو دوسرا وار اسکی کھوپڑی ہی توڑ کر رکھ دیتا۔ اسنے اپنے مختل حواس یکجا کئے اور بجلی ایسی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسکے سامنے ایک آدمی سلاخ تولتا ہوا آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم۔؟" عمران نے اپنی چکراتی ہوئی کھوپڑی کو جھٹک کر حواس قائم رکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری موت" سلاخ والا غرایا۔

"کیوں" عمران نے پوچھا۔ کیا کیا ہے میں نے پیارے۔؟

"اس جگہ آنے والے کو زندہ نہیں چھوڑا جاتا"

"مگر کیوں کیا یہ ممنوعہ جگہ ہے۔؟" عمران ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔ اور وہ کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ایسا ہی سمجھو مسٹر"

"اچھا۔ اے بھائی مارنا مت" عمران نے اچھا کہنے کے فوراً بعد سلاخ والے کے عقب میں اس طرح دیکھتے ہوئے کہ جیسے کوئی ادھر موجود ہو کہا اور سلاخ والا بے ساختہ مڑا تھا۔

مگر پھر کسی کو ادھر نہ پا کر وہ عمران کی جانب مڑا اور اسی لمحے اس کے منہ پر گھونسہ پڑا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا سنبھل ہی رہا تھا کہ دوسرا گھونسہ پڑا اور اس کے منہ سے کراہ نکل گئی سلاخ بھی اسکے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی۔

عمران نے تابڑتوڑ کئی گھونسے اس کے منہ اور پیٹ پر جڑ دیئے اور وہ کراہتا ہوا گرتا چلا گیا۔

"ویری گڈ" کسی کی آواز عمران کے عقب سے ابھری اور وہ چونک پڑا پھر بجلی جیسی تیزی سے آواز کی سمت گھوما۔

شیام کمار اس سے چند قدم دور کھڑا ہوا خونخوار نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا اس کے ساتھ اسٹیفن بھی تھا جسکے ہاتھ میں دبے ہوئے سائیلینسر لگے ریوالور کی نال اسی کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔

"کون ہو تم۔" شیام کمار کے منہ سے کٹکھنے کتے جیسی آواز نکلی۔

"تم کیا سمجھتے ہو۔" عمران نے بڑے اطمینان سے پوچھا۔

"بکومت" اسٹیفن غرایا۔ بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے اور کیا کر رہے تھے۔ بولو۔"

"باس" سلاخ والا کراہتے ہوئے بولا۔ یہ ایر کنڈیشنر کے پاس کھڑا اندر جھانک رہا تھا۔ آہ... اسکے منہ سے آہ نکل گئی۔

"ہونہہ" اسٹیفن غرایا۔ گویا تم ہماری باتیں سن رہے تھے۔"

"نہیں" عمران نے کہا۔ تمہاری باتیں سننے سے مجھے کیا ملے گا۔"

"پھر کیا کر رہے تھے۔" اسٹیفن نے پوچھا۔

"باتھ روم گیا تھا راستہ بھول کر ادھر آنکلا"

"بکومت" اسٹیفن جھلا کر بولا۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں" عمران نے کہا۔ باتھ روم گیا تھا واپسی میں

راستہ کھول کر ادھر آن نکلا تو تمہارے آدمی نے حملہ کر دیا۔"

"یہ غلط کہہ رہا ہے باس" سلاخ والے نے کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اسے میں نے ہال سے ماریا کے ساتھ کمروں کی جانب جاتے دیکھا تھا ماریا نے کاؤنٹر سے چابی بھی لی تھی۔"

"ہونہہ" شیام کمار غرایا۔

"ماریا نے جب کچھ طلب نہیں کیا تو میں اس سے پوچھنے کمرے تک گیا تھا کمرہ لاک تھا میں نے ماسٹر کی سے کھولا تو ماریا کو بستر پر بیہوش پڑے پایا تھا" سلاخ والے نے کہا۔

"تو اس نے ماریا کو بیہوش کر دیا تھا۔؟" اسٹیفن غرایا۔

"ہاں باس ماریا کو بیہوش پا کر میں اس کی تلاش میں پھر رہا تھا تو اسے یہاں ایئر کنڈیشنر کے پاس اندر جھانکتے پایا اور اسلاخ سے اس پر حملہ کر دیا مگر یہ بہت چالاک نکلا"

"اسٹیفن" شیام کمار نے کہا۔

"یس باس" اسٹیفن نے کہا۔

"اسے پکڑ کر تہہ خانے میں بند کر دو" شیام کمار نے کہا۔ وہیں اس سے پوچھ گچھ بھی کر لی جائے گی"

"ارے واہ" عمران نے کہا۔ ایسے ہی پکڑ لو گے مجھے"

"چلو ادھر" اسٹیفن ریوالور کی نال سے اسے اشارہ کرتا ہوا بولا۔ ورنہ گولی مار دوں گا"

"کیا۔؟" عمران نے احمقانہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ واقعی اصلی ریوالور ہے پیارے اسٹین من۔"

"بکواس مت۔۔؟" اسٹیفن غرایا اپنے نام کی مٹی پلید اسے پسند نہیں آئی تھی اور اس کا انداز جارحانہ ہو گیا تھا۔

"نہیں بکتا مگر۔" عمران نے کہا۔ "اس کھلونے کو پیچھے ہٹا لو کہیں سچ مچ نہ چل جائے مجھے شور کرنے والے کھلونوں سے نفرت ہے۔"

"یہ شور نہیں کرتا بے فکر رہو۔"

"اچھا۔" عمران ایک قدم آگے بڑھ کر بولا پھر اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "دکھانا تو ذرا۔"

"ہشت۔" اسٹیفن نے اسے جھڑکتے ہوئے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تھا۔

عمران کے پیر اکھڑ گئے اور وہ اڑتا ہوا سا سامنے والی دیوار سے ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکراتے ہوئے عمران نے دونوں پیر ادھر کر دیئے تھے پھر پیروں کی مدد سے وہ جھکولا لے کر پلٹا تھا اور سیدھا اسٹیفن پر گرا اور اس سے الجھا ہوا فرش پر گرتا چلا گیا۔

پھر اسنے اسٹیفن کے سنبھلنے اور شیام کمار کے حرکت کرنے سے پہلے ہی دو پئے تلے گھونسے اسٹیفن کے جبڑ دیئے تھے۔ دوسرے ہی لمحے اسٹیفن فرش پر لمبا لمبا لیٹ گیا وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

"اب کھڑے ہو جاؤ ورنہ سچ مچ میں شوٹ کر دونگا۔" عمران

نے شیام کمار کی آواز سنی اور کھڑا ہو گیا۔

"ہاتھ اٹھاؤ" شیام کمار غرایا۔

"نہیں اٹھاتا" عمران جھلا کر بولا۔ "ابھی کہہ رہے ہو ہاتھ اٹھاؤ پھر کہو گے ٹانگیں اٹھاؤ تو میں کیا کرونگا"

"بکومت ہاتھ اوپر کرو"

"نہیں کرتا" عمران کسی چڑچڑے بچے کے سے انداز میں بولا۔

"لو مرو پھر" شیام کمار نے کہا اور فائر جھونک مارا۔

عمران غافل تو نہیں تھا۔ ٹریگر پر انگلی کے دبتے ہی اسنے وہ جگہہ چھوڑ دی تھی نتیجتہً گولی دیوار کا پلاسٹر اکھاڑنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکی تھی شیام کمار نے دوسرا فائر کیا۔

پھر اسے خالی جاتا دیکھ کر وہ پے در پے ٹریگر دباتا چلا گیا تھا۔ ادھر عمران گویا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ پیر زمین پر لگتے نظر ہی نہیں آرہے تھے وہ اسی وقت رکا تھا کہ جب ریوالور کھٹ کھٹا کر رہ گیا تھا۔

"اب اسے اپنے سر پر مار لو شیام کمار" عمران نے سرد لہجے میں کہا اور شیام کمار چونک پڑا۔

"کون ہو تم۔؟" شیام کمار نے چونک کر پوچھا عمران کا بدلا ہوا انداز اسکے لئے حیران کر دینے والا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کون ہو سکتا ہوں میں۔؟"

"تم جو بھی ہو بچ کر نہ جا سکو گے" شیام کمار نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مرنا چاہتے ہو"

"کیا۔؟ شیام کمار غرایا۔ میرے ہی کلب میں مجھے ہی دھمکی۔؟

"تمہارے ہی کلب میں تمہاری ہی ٹانگیں توڑ سکتا ہوں مسٹر شیام کمار" عمران غرایا۔ بشرطیکہ تمہیں ہوش نہ آیا اور تم اسی طرح کی حماقتیں کرتے رہے"

"کیا... کون ہو تم۔ بولو" شیام کمار نے کہا اور پھرتی سے جیب سے دوسرا ریوالور نکال لیا۔

"وہ جس کے خلاف تم منصوبے بنا رہے تھے" عمران ریوالور نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"کیا... م... مطلب۔؟ شیام کمار کپکپا گیا۔

"چند منٹ پہلے اسٹیفن اور تم کیا منصوبہ بندی کر رہے تھے۔؟ عمران غرایا۔ یاد نہیں رہا تو بتاؤں تمہیں"

"تم... تم..." شیام کمار ہکلا کر رہ گیا۔

"اگر تم جیسے ٹکے کے مجرم مجھے ڈبل کراس کر سکتے مسٹر شیام کمار تو آج میرے نام کی دہشت دنیا بھر میں نہ ہوتی"

"تت... تم... کک... کوبرا..." شیام کمار کے منہ سے مارے خوف کے الفاظ بھی پوری طرح سے نہیں نکل سکے تھے۔

"ٹھیک سمجھے ہو" عمران نے کہا اس مرتبہ اس کا لہجہ وہی تھا جو اسنے کوبرا کا سنا تھا۔

"مگر" شیام کمار ہکلایا۔ "ابھی تو تم نے ٹرانسمیٹر پر کال کی تھی اور ابھی یہاں پر کک... کیسے ممکن ہے۔؟"

"یہ باتیں تم جیسے احمقوں کی سمجھ میں آنے لگیں تو..." عمران ایک سفاک سی ہنسی ہنس کر بولا۔ "تم ہماری غلامی نہ کرو۔"

"کک... کک... جم..." شیام کمار اور کچھ نہیں کہہ سکا تھا اسکے ہاتھ میں موجود ریوالور کی نال اب بھی عمران کی جانب ہی اٹھی ہوتی تھی اور وہ پتھر کے بت کی طرح ساکت تھا۔

"اپنے آپ کو سنبھالو مسٹر شیام کمار اور ڈبل کراس کرنے کا خیال دل سے نکال دو کیونکہ میں دوسری غلطی معاف نہیں کیا کرتا" عمران نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔

پھر وہ آگے بڑھا اور ایر کنڈیشنر والی درز سے بگ اور رسیور تار سمیت نکال کر جیب میں رکھا اور آگے بڑھ کر ریوالور شیام کمار کے ہاتھ سے لے کر اسکی جیب میں رکھتے ہوئے بولا۔

"پھر کبھی کام آئے گا۔"

"یس... سوری باس۔"

"ہوش آ گیا۔؟" عمران کوبرا کے سے کرخت لہجے میں بولا۔

"یس باس" شیام کمار نے کہا۔ "میں پہچان نہیں سکا تھا باس کہ یہ آپ ہو سکتے ہیں"

"ہونہہ" عمران نے ہنکارہ بھرا۔

"یقین کریں باس میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ یہاں میرے کلب میں آ سکتے ہیں" شیام کمار نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے۔ اسٹیفن کو ہوش دلاؤ اور بھول جاؤ کہ ابھی یہاں کیا کچھ پیش آ چکا ہے۔ سمجھے۔؟"

"یس باس" شیام کمار نے کہا اور عمران وہاں سے دوسری راہداری میں آیا اور عقبی دروازے کی جانب بڑھنے لگا پھر اسے عقبی دروازے سے باہر نکلنے میں ایک لمحے کی دیر نہیں لگاتی تھی۔ پھر باہر سے دروازہ بھی بند کر دیا تھا۔

اس کا اندھیرے میں چلایا ہوا تیر نشانے پر بیٹھا تھا وہ اسے کوبرا ہی سمجھ رہا تھا اور یہ ترکیب اچانک ہی عمران کے ذہن میں ابھری تھی ورنہ وہ کچھ اور کرنے والا تھا۔

لیکن اس ترکیب کے استعمال کرنے کے بعد وہ مطمئن تھا کہ شیام کمار کوبرا سے طے شدہ پروگرام کی خلاف ورزی نہیں کر سکے گا ورنہ دوسری صورت میں اگر وہ مارپیٹ کرنے کے بعد نکل آتا تو شیام کمار چوکنا ہو جاتا۔

وہ سمجھ لیتا کہ چالیس کمانڈوز کا راز کسی اور کو بھی معلوم ہو چکا ہے لہذا عین ممکن تھا کہ وہ کوبرا سے بات کر کے پروگرام ہی یکسر بدل دیتا اور عمران ہرگز ایسا نہیں چاہتا تھا۔

اسی لئے اسنے خود کو کوبرا پوز کر دیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ اچھا ہی ہوا اس لئے کہ شیام کمار کو برا سے نہ تو یہ واقعہ دوہرانے کی ہمت کر سکے گا اور نہ ہی اسے ڈبل کراس کر پائے گا بلکہ وہ وہی کچھ کرے گا کہ جو کوبرا چاہتا ہے۔

اور عمران کی پلاننگ بھی یہی تھی وہ یہی چاہتا تھا کہ چالیس کمانڈوز اور کوبرا پر ایک ساتھ ہی ہاتھ ڈالے اور اب یہ موقعہ اسے ملنے والا تھا۔

گلی عبور کر کے وہ سڑک پر آیا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔

گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ اسنے کلب سے کئی افراد کو نکل کر عقبی حصے کی جانب آتے دیکھا گویا شیام کمار نے اسکی تلاش شروع کروادی تھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی اسنے اگنیشن میں چابی لگائی اور انجن اسٹارٹ کر دیا۔

دوسرے ہی لمحے اسکی گاڑی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی نصف میل دور نکل آنے کے بعد اسنے گاڑی ایسی جگہہ روک دی کہ جہاں سامنے ہی پبلک کال آفس کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

گاڑی سے اتر کر وہ پبلک کال آفس میں داخل ہو گیا یہاں تین چار فون تھے اور وہ سب الگ الگ کیبنوں میں رکھے نظر آرہے تھے ایسا شاید اس لئے کیا گیا تھا کہ کوئی ایک دوسرے کی گفتگو نہ سن سکے اور کال کرنے والا بلا جھجک بات کر سکے۔

وہ ایک کیبن میں گھسا اور فون پر شیام کمار کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

رابطہ فوری طور پر ملا تھا۔

"شیام کمار۔" دوسری جانب سے وہی بول رہا تھا۔

"احمق ابھی تک سبق نہیں ملا کیا۔" عمران نے کوبرا کے سے کرخت لہجے میں کہا۔

"وہ باس... مم... مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی کیا۔" شیام کمار کی خوفزدہ آواز سنائی دی۔

"میری تلاش میں اپنے گرگوں کو کیوں بھیجا تھا۔" عمران سرد اور سفاک لہجے میں غرایا۔

"نن... نن... نہیں باس" شیام کمار کی آواز آئی۔

"میں نے خود انہیں دیکھا ہے"

"باس وہ لوگ آپ کو تلاش نہیں کر رہے تھے"

"اب جھوٹ بھی بولو گے کیوں۔" عمران غرایا۔

"تو باس آپ یقین کریں کہ ان لوگوں کو آپ کی تلاش میں عقبی حصے کی جانب روانہ نہیں کیا گیا تھا"

"پھر۔" عمران کرخت لہجے میں غرایا۔

"وہ اس طرف ایک اور کام سے گئے تھے"

"بہرحال شیام کمار اپنے آپ کو سنبھالو میں تمہیں وارننگ دے چکا ہوں کہ دوسری غلطی معاف نہیں کیا کرتا"

"تو باس دوسری غلطی ہرگز نہیں ہو گی" شیام کمار کی خوف سے لرزتی

رابطہ فوری طور پر ملا تھا۔

"شیام کمار۔" دوسری جانب سے وہی بول رہا تھا۔

" احمق ابھی تک سبق نہیں ملا کیا۔" عمران نے کوبرا کے سے کرخت لہجے میں کہا۔

" وہ باس... ہم... مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی کیا۔" شیام کمار کی خوفزدہ آواز سنائی دی۔

"میری تلاش میں اپنے گرگوں کو کیوں بھیجا تھا۔" عمران سرد اور سفاک لہجے میں غرایا۔

" نن... نن... نہیں باس" شیام کمار کی آواز آئی۔

"میں نے خود انھیں دیکھا ہے"

"باس وہ لوگ آپ کو تلاش نہیں کر رہے تھے"

" اب جھوٹ بھی بولو گے کیوں۔" عمران غرایا۔

" تو باس آپ یقین کریں کہ ان لوگوں کو آپ کی تلاش میں عقبی حصّے کی جانب روانہ نہیں کیا گیا تھا"

" پھر۔" عمران کرخت لہجے میں غرایا۔

" وہ اس طرف ایک اور کام سے گئے تھے"

" بہرحال شیام کمار اپنے آپ کو سنبھالو میں تمہیں وارننگ دے چکا ہوں کہ دوسری غلطی معاف نہیں کیا کرتا"

" تو باس دوسری غلطی ہرگز نہیں ہو گی" شیام کمار کی خوف سے لرزتی

ہوتی آواز سنائی دی۔

"یہی تمہارے حق میں بہتر ہے ڈیئیس آل" عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر کیبن سے باہر نکل آیا۔ چند لمحے بعد اسکی گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی اور وہ سوچوں میں گم اسٹیرنگ سنبھالے ٹریفک پر نگاہ جمائے ہوئے تھا۔

شیام کمار کو اسنے محض اسلئے کال کی تھی کہ وہ اس بات پر یقین کرلے کہ وہ کوبرا ہی ہے اور اب اسے امید تھی کہ جو بھی شبہ شیام کمار کے ذہن میں رہا ہوگا وہ بھی اب اسکی کوبرا بن کر کرنے والی کال نے ختم کردیا ہوگا۔

وہ سوچتا رہا اور گاڑی تیزی سے سیاہ کولتار کی سڑک پر بہتے ہوئے ٹریفک کا ساتھ دیتی رہی۔

دروازے میں موجود فرد نے جیسے ہی ٹریگر دبایا صدیقی اچھل کر فرش پر گرتا چلا گیا۔

ایک لمحے کی غفلت اسکی کھوپڑی کے چیتھڑے اڑا سکتی تھی، کیونکہ گولی بال چھوتی ہوئی گزری تھی۔

دوسرے فائر سے ایک لمحے پہلے ہی صدیقی اچھل کر فضا میں بلند ہو چکا تھا پھر تیسرے فائر کی نوبت نہیں آسکی تھی کیونکہ صدیقی کی فلائینگ کک نے ریوالور والے کو دروازے سے باہر اچھال پھینکا تھا اور ریوالور بھی اسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

فرش پر گرتے ہی صدیقی بجلی ایسی تیزی سے اٹھا تھا پھر وہ ریوالور بردار پر جھپٹا اور ٹھیک اس لمحے اسکی کنپٹی پر ضرب لگائی کہ جب وہ فرش سے اٹھنے کے بعد کھڑا ہونا چاہا رہا تھا۔ اس بار وہ گرا تو پھر نہیں اٹھ سکا تھا۔

ایسے مواقعوں پر سیکرٹ سروس کے ممبر نے یہی تلی ضرب ہی لگایا کرتے تھے تاکہ حریف ناکارہ ہو جاتے۔ صدیقی نے بھی یہی کیا تھا وہ اسکے گرتے ہی اس طرف بڑھا تھا جس طرف سے ادھر آیا تھا مگر دو قدم بڑھنے کے بعد ہی وہ ٹھٹھک گیا۔

وہ دو آدمی تھے جنہوں نے اس کا راستہ روک رکھا تھا دونوں کے ہاتھوں میں لمبے پھل کے چمکدار چاقو تھے اور انکے لبوں پر بڑی، خونخوار مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"بڑے چالاک ہو بچہ جی" ان میں سے ایک غرایا۔

"ایک ہی وار میں لمبا کر دیا بے چارے کو" دوسرے نے ریوالور بردار کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم بھی اپنا یہی انجام نہیں چاہتے تو" صدیقی نے کہا "میرے

راستے سے ہٹ جاؤ دوست ۔"

"دوست بھی کہتے ہو اور دھمکی بھی دے رہے ہو۔" دوسرے نے کہا۔

"دھمکی کمزور دیا کرتے ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔"

جملہ ادھورا رہ گیا تھا کیونکہ اسے غافل سمجھ کر ان میں سے ایک اس پر جھپٹا تھا۔ اسنے کوشش یہی کی تھی کہ چاقو صدیقی کے سینے ہی میں اتر جائے مگر صدیقی کے چوکنے رہتے ہوئے ایسا ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔

اسنے ایک قدم پیچھے ہٹ کر اسکے چاقو والے ہاتھ کو پکڑا اور گرفت مضبوط کرتے ہوئے قلابازی کھائی دوسرے ہی لمحے چٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہاں دو کراہیں گونجی تھیں ایک اسکی جسکا ہاتھ صدیقی نے پکڑا تھا۔

اسکا ہاتھ کلائی کے پاس سے ٹوٹ گیا تھا دوسری چیخ اسکی تھی جس کے منہ پر قلابازی کھاتے ہوئے صدیقی کی لاتیں لگی تھیں۔ ہاتھ کی ہڈی جسکی ٹوٹی تھی وہ صدیقی سے دور ہٹ کر فرش پر گر کر تڑپنے لگا اسکی کراہیں بلند ہوتی جا رہی تھیں۔

البتہ منہ پر ضرب کھانے والا خون تھوک رہا تھا چاقو بھی ابھی اسکے ہاتھ ہی میں تھا یہ اور بات ہے کہ چاقو کی جگہ اسکے دانتوں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

"زندہ نہیں چھوڑونگا۔ وہ چاقو نوک کی جانب سے پکڑتے ہوئے غرا کر بولا پھر بڑی تیزی سے اسنے چاقو صدیقی پر پھینک

مارا تھا صدیقی نے اچھل کر ایک طرف ہو کر جان بچائی تھی۔

لیکن سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ دوسرے چاقو باز کی لات اسکے شانے پر پڑی اور وہ اچھل کر عقبی سمت میز سے جا ٹکرایا۔ چاقو باز نے اس پر چاقو پھینکتے ہی خود بھی حملہ کر دیا تھا۔ اور ضرب کھا کر صدیقی میز سے ٹکرا کر الٹ گیا تھا۔

میز کے دوسری طرف گرتے ہی اس نے جھک کر میز کا ٹاپ اٹھایا اور اس پر پھینک مارا۔

وہ صدیقی پر جست لگا چکا تھا لہذا وہ بڑی بری طرح میز کے ٹاپ سے ٹکرایا تھا۔

پھر وہ اسی کے ساتھ فرش پر گرتا چلا گیا صدیقی نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اسکی کنپٹی پر ضرب لگائی اور وہ لمبا لمبا لیٹ گیا جوتے کی دوسری ضرب بازو توڑنے کے چہرے پر لگی تھی۔

ایک لمحے بعد وہ بھی لمبا لمبا لیٹ چکا تھا۔ صدیقی نے دائیں بائیں دیکھا راہداری میں اب کوئی نظر نہیں آرہا تھا وہ تیزی سے اسی طرف بڑھا جس طرف سے ادھر آیا تھا۔ چند لمحے بعد وہ کلب سے باہر تھا۔

باہر آتے ہی وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھا ایک لمحے بعد اسکی گاڑی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔

کافی دور نکل آنے کے بعد اسنے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کر لیا۔

اب وہ ایکسٹو کو رپورٹ دینا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ رابطہ قائم ہوتا ٹھک کی تیز آواز کے ساتھ عقبی اور ونڈ سکرین ٹوٹ کر بکھرتی چلی گئی صدیقی نے بڑی تیزی سے سر جھکایا تھا۔

ایک سیکنڈ کے دسویں حصے کی دیر ہوتی تو سر کے اوپر سے گزرنے والی گولیاں اسکی کھوپڑی میں اتر گئی ہوتیں۔ اسنے گاڑی کا اسٹیرنگ ذرا سا گھمایا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

پھر عقبی منظر دکھانے والے آئینے پر نگاہ ڈالی ایک جیپ بڑی تیزی سے اس کے عقب میں آرہی تھی فائرنگ اسی سے کی جارہی تھی کیونکہ وہ جیپ کی داہنی سمت ایک گن کی نال نکلی دیکھ رہا تھا نال سے پھر شعلے نکلے اور صدیقی نے گاڑی گھمادی۔

گولیاں برابر سے نکل گئیں تھیں صدیقی نے سوچا اس طرح تو وہ مار کھا سکتا ہے وہ لوگ اسکے عقب میں تھے اور وہ ان کا بظاہر کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا پھر۔؟ اسنے سوچا۔

جیپ سے پھر فائر ہوئے مگر صدیقی نے گاڑی لہرا کر خود کو انکی زد سے بچایا تھا سڑک دور تک سنسان تھی ورنہ وہ اس آسانی سے گاڑی لہرا کر خود کو گولیوں کی زد سے نہ بچا پاتا۔

دفعتاً صدیقی کے ذہن میں ایک ترکیب ان سے بچنے کی ابھر آئی اور اسنے فوری طور پر اس پر عمل کر ڈالا جیسے ہی بائیں سمت ایک موڑ آیا اسنے گاڑی گھمادی۔

گاڑی کے پہیئے بری طرح سے چیخے تھے لیکن صدیقی نے رفتار کم نہیں کی گلی میں کچھ آگے بڑھتے ہی اسنے عقب میں ٹائروں کے رگڑ کھانے کی تیز آواز سنی تھی اسکا مطلب یہ تھا کہ جیپ والے بھی اسی طرف مڑ رہے تھے۔ جب تک جیپ گلی میں مڑتی وہ گلی عبور کر چکا تھا۔

مین روڈ پر نکلتے ہی صدیقی نے اپنی گاڑی ایک جانب کر کے روکی پھر تیزی سے گاڑی سے اتر کر عقبی سیٹ کے نیچے سے اسنے ایک کلاشنکوف نکالی اور دوڑتا ہوا گلی کے سرے پر پہونچ گیا۔

گلی کے اندر سے جیپ کے انجن کی قریب آتی آواز سنائی دے رہی تھی صدیقی نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی پھر جیسے ہی جیپ گلی سے نکل کر اسکی جانب مڑی اسنے گن کا ٹریگر دبا دیا۔

گن کی نال سے پے در پے شعلے نکلے اور جیپ کے ونڈ اسکرین اور کھڑکیوں کے شیشے توڑتے ہوئے اندر موجود افراد کے جسموں میں ڈوبتے چلے گئے۔ تیز رفتار جیپ ڈگمگاتی ہوئی آگے بڑھی اور سڑک کے دوسری سمت کھڑے ایک ٹرک سے جا ٹکرائی۔

دوسرے ہی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور دونوں گاڑیوں کے چیتھڑے اڑتے چلے گئے سڑک پر آگ ہی آگ پھیل گئی تھی صدیقی اپنی گاڑی کی جانب دوڑ پڑا پھر گاڑی میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کرنے لگا۔ عمارتوں کی کھڑکیاں روشن ہوتی چلی جا رہی تھیں دھماکے سے سونے والے جاگ اٹھے تھے صدیقی گاڑی حرکت میں لے آیا۔

سسپنس ایکشن اور ہنگاموں سے بھرپور

عمران سیریز کا نیا ناول

شوگر کوین

مصنف ایس قریشی

- ۰۔ سسپنس اور سسپنس۔
- ۰۔ ایکشن اور ہنگامے۔
- ۰۔ اسرار و سراغ۔
- ۰۔ ان سب کا نام ہے شوگر کوین۔

ایس قریشی کے قلم سے نکلی ہوئی ایک سسپنس اور ایکشن سے بھرپور کہانی۔

آج ہی اپنے قریبی ایجنٹ سے طلب کیجئے

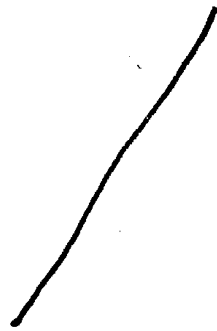
خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳۔ لیاقت آباد کراچی ۱۹

چند لمحے بعد وہ دھماکے والی جگہ سے کافی دور نکل آیا تھا گاڑی کی رفتار کم کرتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ جیب میں دھماکہ خیز مادہ ضرور رہا ہوگا ورنہ ٹکرانے کے بعد اتنے زور کا دھماکہ ہرگز نہ ہوتا۔ اور نہ ہی اس تیزی سے آگ بھڑک سکتی تھی۔

ویسے یہ خیال بھی اسکے ذہن میں تھا کہ اسکی رپورٹ ایکسٹو کے لئے یقیناً ایک دھماکہ ہی ثابت ہوگی رازی کے بارے میں جو انکشافات وہ کرے گا وہ دھماکہ خیز ہی ہوتے۔



"عمران کی نگرانی میری سمجھ سے باہر ہے" چوہان نے جولیا سے کہا۔

"وہ کیوں۔؟ جولیا نے پوچھا۔

وہ اس وقت عمران کے فلیٹ سے کچھ دور ایک گاڑی میں بیٹھے نگرانی کر رہے تھے یہاں اور بھی گاڑیاں کھڑی تھیں اس لئے یہ امکان نہیں تھا کہ کوئی انھیں چیک کر لے گا۔

انکی گاڑی کے شیشے بھی ایسے تھے کہ باہر والے کو اندر بیٹھے ہوئے افراد نظر نہیں آسکتے تھے جبکہ اندر موجود افراد باہر با آسانی اور بغیر دشواری کے دیکھ سکتے تھے۔

"عمران کوئی مجرم تو ہے نہیں جو چیف نے ہمیں اسکی نگرانی کا حکم دیا ہے۔"

"اس نگرانی کا کوئی مقصد ضرور ہوگا" جولیا نے کہا۔

"وہ کیا ہو سکتا ہے۔؟ چوہان نے پوچھا۔

"تمہیں پتہ ہے نا کہ آج کل کون سا کیس ہاتھ میں ہے۔؟

"ہاں" چوہان نے کہا۔ ہمارے پاس کوبرا والا کیس ہے"

"ٹھیک ہے" جولیا نے کہا۔ ممکن ہے اسی سلسلے میں عمران کی نگرانی کرنے کی ضرورت چیف نے محسوس کی ہو"

"اوہ" چوہان کے منہ سے نکلا۔

"ابھی کچھ ہی دن پہلے تو عمران کے فلیٹ میں زہریلے سانپ ڈالے گئے تھے وہ تو اتفاق تھا اور ان کی خوش قسمتی کہ وہ ان سے بچ نکلے"

جولیا نے کہا اور چوہان سر ہلا کر بولا۔

"مگر وہ سانپ زہریلے تو نہیں تھے"

"کیا پتہ" جولیا نے کہا۔ اگر کوئی سانپ زندہ بچ رہتا تو اس کا جائزہ لینے کے بعد پتہ چل سکتا تھا کہ حقیقت کیا ہے۔ سانپ زہریلے تھے یا واقعی انکا زہر نکالا جا چکا تھا"

"کوبرا سے غلطی ہوئی تھی" چوہان نے کہا۔

"وہ کیا۔؟ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

ملاحظہ کیجئے سسپنس اور اسرار سراغ سے بھرپور ناول۔ کوبرا۔ ڈینجر مین۔

"یا ممکن ہے وہ عمران کو سمجھ نہیں سکا ہو اور اسی لئے سانپ اسکے فلیٹ میں چھوڑے گئے تھے کہ وہ ان کے ڈسنے سے مر جائے گا"

"کہنا کیا چاہتے ہو۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"یہی کہ اگر وہ عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوتا تو سانپوں کے بجائے ٹائم بم فلیٹ میں رکھواتا"

"اس سے کیا ہوتا۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"عمران کو قتل کرنا ان کا مقصد تھا" چوہان نے کہا۔ "اور بم کا دھماکہ شاید ان کا مقصد پورا کر دیتا"

"کیا۔؟" جولیا غرائی۔ "یہ تم کہہ رہے ہو۔"

"وہ میرا مطلب ہے کہ۔۔۔ وہ۔" چوہان گڑبڑا گیا۔

"عمران اس طرح کبھی نہیں مر سکے گا چوہان اسے لکھ کر رکھ لو" جولیا نے بڑے جوش سے کہا۔

"یقیناً" چوہان جلدی سے بولا۔

"اسکی وجہ ہے" جولیا نے کہا۔ "عمران ہمیشہ حق پر رہتا ہے حق کے لئے لڑتا ہے اور ملک اور قوم کے لئے جان دینے کے لئے تیار رہتا ہے اور یہ تم جانتے ہو کہ ایسے لوگوں کی قدرت مدد کرتی ہے"

"بالکل ٹھیک" چوہان نے کہا۔

"قدرت بارہا عمران کی مدد کر کے اسے ایسے ایسے مواقعوں پر کامیاب کراتی رہی ہے کہ جب کامیابی کا تصور کرنا بھی حماقت تھا۔ لیکن

عمران کا سر بلند ہی رہا۔"

"میرا مطلب کچھ اور تھا" چوہان نے کہا۔ اور تم غلط سمجھ بیٹھیں۔"

"کیا مقصد تھا بولو۔؟ جولیا نے کہا۔

"یہی کہ عمران کو جو جانتا ہے وہ اسے قتل کرنے کی کوشش نہیں کرتا کیونکہ عمران پر ہونے والے قاتلانہ حملے عمران کے بجائے حملہ کرنے والوں کے لئے تباہی کا باعث بنتے رہے ہیں۔"

"آگے بولو" جولیا نے کہا۔

"اب اگر کوبرا عمران کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوتا تو وہ کبھی بھی اسکے فلیٹ میں سانپ نہ ڈلواتا۔"

"پھر۔؟ جولیا نے اسے گھورا۔

"وہ سانپ کی جگہ ٹائم بم رکھوا دیتا کیونکہ ٹائم بم سے کامیابی کا پچاس فیصدی امکان ہو سکتا ہے جبکہ دوسرے طریقے سے یہ امکان صرف ایک فیصدی رہ جاتا ہے۔"

"ہونہہ" جولیا نے سر ہلایا۔

"ایک اور بات بھی ہے" چوہان نے کہا۔

"وہ بھی بتا دو" جولیا نے کہا۔

"عمران کی نگرانی محض اس لئے کرانے کا حکم نہیں دیا گیا ہوگا کہ اس پر قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے۔"

"پھر۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"پھر یہ کہ عمران کی نگرانی اس وجہ سے بھی کرائی جا سکتی ہے کہ کوبرا کے آدمی اگر عمران پر ہاتھ ڈالیں تو ہم انھیں ٹریس کر سکیں تاکہ چیف کوبرا تک پہونچ سکے۔"

"ذہین ہوتے جا رہے ہو۔" جولیا نے کہا۔

"شکریہ۔" چوہان نے کہا۔

"ہاں ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے۔" جولیا نے کہا۔ "ویسے ابھی تک ہمیں کوئی ایسا فرد نظر نہیں آسکا ہے کہ جس پر یہ شبہ کیا جا سکتا کہ وہ عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہے۔"

"ہو سکتا ہے ہماری طرح نگرانی کرنے والا بھی کسی گاڑی میں ہی بیٹھ کر یہ فرض انجام دے رہا ہو۔؟"

"اس کی تردید یا تصدیق آسانی سے ہو سکتی ہے۔"

"وہ کیسے۔؟" چوہان نے پوچھا۔

"تم گاڑی سے اترو اور آگے ہوٹل تک جا کر کچھ خریدو اور واپس آجاؤ۔" جولیا نے کہا اور چوہان سر ہلا کر بولا۔

"اور آتے جاتے گاڑیوں پر نظر ڈالتا جاؤں کیوں۔؟"

"ہاں۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "اگر کسی گاڑی میں بیٹھ کر نگرانی کی جا رہی ہے تو پتہ چل جائے گا۔"

"خیال تو اچھا ہے۔" چوہان نے کہا۔

"بس پھر عمل کر ڈالو اس پر۔" جولیا نے کہا۔

"ضرور ماتی باس" چوہان نے کہا اور گاڑی سے اتر کر ہوٹل کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ فٹ پاتھ سے لگی کھڑی تقریباً بارہ تیرہ گاڑیاں ایسی تھیں کہ جن کی قطار ہوٹل تک چلی گئی تھی۔ چوہان ٹہلنے والے انداز میں ایک ایک گاڑی کا جائزہ لیتا ہوا چل رہا تھا۔

پھر وہ ہوٹل سے چند ہی قدم دور رہا ہو گا کہ اسے چونکنا پڑا۔ قطار کی آخری گاڑی میں اسنے دو غیر ملکیوں کی جھلک دیکھی تھی اس گاڑی کے دائیں بائیں کے شیشے تاریک تھے مگر ونڈ اسکرین ایسا ہی تھا کہ اس سے اندر کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔

وہ دونوں غیر ملکی دوربین سے عمران کے فلیٹ والی سمت دیکھ رہے تھے۔ چوہان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ طنز سے بھرپور مسکراہٹ وہ ہوٹل کی طرف بڑھتا رہا پھر ہوٹل کے برابر موجود پان کی دوکان سے اسنے سگریٹ کا پیکٹ لیا اور پلٹ پڑا۔

واپسی میں وہ کنکھیوں سے غیر ملکیوں کو دیکھتا رہا تھا پھر اس نے انکی گاڑی کا نمبر ذہن نشین کیا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھنے لگا اسنے واپسی میں بھی دونوں غیر ملکیوں کو عمران کے فلیٹ کی جانب متوجہ پایا تھا۔

"کیا رہا۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"خیال صحیح نکلا" چوہان نے اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے جولیا سے کہا۔

"یعنی۔؟ جولیا نے پوچھا۔
"دو غیر ملکی ہیں گرے کلر گاڑی میں" چوہان نے بتایا۔ وہ دونوں عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں"
"تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران کے فلیٹ ہی کی نگرانی کر رہے ہیں۔؟
"ہاں" چوہان نے کہا۔ وہ دوربین سے فلیٹ کا جائزہ بھی لے رہے ہیں اور قطار کی آخری گاڑی میں موجود ہیں"
"ہونہہ" جولیا نے سر ہلایا۔
"کیا چیف کو اس سے مطلع کر دیا جائے۔؟
"ان حالات میں یہ ضروری ہے" جولیا نے کہا۔ نجانے عمران کی نگرانی سے چیف کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اگر ہم سے غلطی ہو گئی اور چیف کا پلان بگڑ گیا تو بہت برا ہو گا"
"پھر" چوہان نے پوچھا۔ کال کروں۔؟
"میں خود کال کرتی ہوں" جولیا نے کہا اور رسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایکسٹو کو کال کرنے لگی۔
"ایکسٹو ہیلو" فوراً ہی رابطہ قائم ہوا تھا۔
"جولیا ایٹ یور سروس چیف" جولیا نے کہا۔
"کوئی خاص بات۔؟ ایکسٹو کی آواز آئی۔
"یس چیف" جولیا نے کہا۔ دو غیر ملکی عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں وہ گرے کلر کی گاڑی میں ہیں"

"کوئی شناسا چہرہ ہے۔؟"

"نو چیف" جولیا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران فلیٹ میں ہے۔؟"

"نصف گھنٹے پہلے اس کا چہرہ کھڑکی میں نظر آیا تھا" جولیا نے کہا۔ اسکے بعد سے نہ وہ کھڑکی میں نظر آیا اور نہ ہی باہر نکلا"

"ہونہہ" ایکسٹو کا ہنکارہ سنائی دیا۔

"اب ہمارے لئے کیا حکم ہے چیف۔؟"

"عمران کی نگرانی بدستور رہے گی"

"میرا اشارہ دونوں غیر ملکیوں کی جانب تھا چیف" جولیا نے کہا۔ "ان کا کیا کرنا ہے۔؟"

"انھیں عمران کی نگرانی کرنے دو اور خود عمران اور ان دونوں غیر ملکیوں کی نگرانی کرتی رہو"

"اگر ٹکراؤ کی صورت پیدا ہو جائے چیف تو۔؟"

"ٹکراؤ سے بچنا ہی فائدہ مند ہے لیکن ٹکراؤ ناگزیر ہو جائے تو موقعہ محل کی مناسبت سے اقدام کر سکتی ہو"

"رائیٹ چیف" جولیا نے کہا۔

"رپورٹ ایک گھنٹے بعد پھر دینا"

"بہت بہتر" جولیا نے کہا۔

"دیٹس آل" آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا جولیا

نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور چوہان کی جانب مڑی۔

"کیا میں ان کی نگرانی کروں جا کر۔؟ چوہان نے پوچھا۔

"نہیں" جولیا نے کہا۔

"اگر وہ نکل گئے تو۔؟ چوہان نے پوچھا۔

"اگر وہ عمران کے فلیٹ ہی کی نگرانی کر رہے ہیں جیسا کہ یقین ہے تو وہ کہیں نہیں جا سکتے" جولیا نے کہا۔ لہذا جب عمران فلیٹ سے نکل کر کہیں جائے گا تو وہ اسکا تعاقب کریں گے"

"اور ہم انکا کیوں۔؟ چوہان نے کہا۔

"ہاں" جولیا نے کہا۔

"کیوں نا عمران کو دونوں غیر ملکیوں کی بابت بتلا دیا جائے۔؟

"اگر ایسا کرنا ضروری ہوتا" جولیا نے کہا۔ تو چیف ہمیں اس کے لئے ہدایت ضرور دیتا کیا سمجھے"

"یہ بھی ٹھیک ہے" چوہان نے کہا۔

"تم اسٹین گن سیٹ کے نیچے سے نکال لو"

"کیوں۔؟ چوہان نے پوچھا۔

"یہ خطرناک لوگ ہیں" جولیا نے کہا۔ تمہیں شاید نہیں پتہ کہ تنویر اور صفدر پر قاتلانہ حملے ہوتے ہیں"

"ارے" چوہان کے منہ سے نکلا۔

"اب وہ دونوں ہسپتال میں ہیں" جولیا نے حملوں کی تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔ وہ شدید زخمی ہوتے ہیں"۔

"مائی گاڈ" چوہان کے منہ سے نکلا۔ تو یہ کوبرا ہی والا سلسلہ ہے؟

"ہاں" جولیا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"یہ کوبرا ہمارے لئے جوک بن کر رہ گیا ہے"

"اس بار شاید یہ جوک ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔؟

"شاید کیوں۔؟ چوہان نے کہا۔ یقیناً کیوں نہیں۔؟

"اس لئے کہ کوبرا دنیا کا خطرناک اور ذہین مجرم ہے" جولیا نے کہا۔ کیا تم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔؟

"جانتا ہوں" چوہان نے کہا۔ مگر اس کوبرا سے زیادہ خطرناک مجرم عمران اور ہم لوگوں کے ہاتھوں انجام کو پہونچ چکے ہیں اسی لئے میں نے شاید کے بجائے یقیناً کا لفظ استعمال کیا ہے"۔

"اوہ" جولیا کے منہ سے نکلا وہ عمران کے فلیٹ کی جانب دیکھ رہی تھی چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"کیا ہوا۔؟ چوہان نے پوچھا پھر جولیا کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا اور خود بھی حیران رہ گیا۔

عمران انہی کی جانب منہ کئے فٹ پاتھ پر کھڑا ہوا تھا حیرانگی کی بات یہ تھی کہ اسکے جسم پر قاعدے کا لباس تھا سلیقے سے پہنا گیا تھا اور وہ بے حد اسمارٹ نظر آرہا تھا چہرے پر حماقتیں بھی نہیں تھیں۔

"عمران بدلنے لگا ہے" چوہان نے کہا۔

"شاید" جولیا نے کہا۔

"کیوں کیا تم اس میں تبدیلی نہیں دیکھ رہیں۔؟"

"یہ وقتی تبدیلی ہے اور اس کا عمران کی فطرت سے کوئی ایسا تعلق نہیں ہے کہ جس کی بنا پر یہ سمجھا جا سکے کہ وہ حماقتیں چھوڑ کر سنجیدہ ہو گیا ہے" جولیا نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر" چوہان نے کہا۔ عمران صاحب کھڑے کیوں ہیں۔؟

"سڑک کراس کرنے کے لئے" جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کسی ٹیکسی کا انتظار ہو۔؟"

"نہیں" جولیا نے کہا۔ یہ بات ہوتی تو ایک منٹ پہلے گزرنے والی ٹیکسی کو عمران ضرور روکتا۔"

"تمہارا خیال صحیح نکلا۔ چوہان نے کہا۔ کیونکہ عمران اب سڑک عبور کر رہا تھا پھر وہ اسی قطار کی ایک گاڑی کے پاس رکا تھا چند لمحے بعد وہی گاڑی قطار سے باہر نکل آئی کہ جس کے پاس عمران رکا تھا اس کے کچھ دور جانے کے بعد غیر ملکیوں کی کار باہر نکلی تھی۔

غیر ملکیوں کی گاڑی کے نصف فرلانگ آگے بڑھنے کے بعد، چوہان نے بھی گاڑی آگے بڑھائی تھی اب وہ ان دونوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ جولیا نے مڑ کر عقبی سیٹ اٹھا کر ایک اسٹین گن نکال کر پیروں کے پاس رکھ لی تھی۔ چوہان نے اسٹین گن دیکھ کر معنی خیز انداز میں سر ہلایا تھا پھر توجہ تعاقب پر مبذول کر دی تھی۔

عمران والی بلڈنگ کے سامنے والی سڑک سے نکل کر وہ اس روڈ پر آگئے تھے کہ جو شہر سے باہر جاتی تھی یہ سڑک دو طرفہ تھی اور درمیان میں دس فٹ کے لگ بھگ چوڑائی کا فٹ پاتھ تھا جس کے درمیان میں پودے لگے ہوئے تھے۔ ہر سڑک دو سو فٹ چوڑی تھی اس طرح یہ بہت چوڑا راستہ بن گیا تھا۔ عمران کی گاڑی ایک فرلانگ کے فاصلے سے دوڑ رہی تھی جبکہ عمران اور جولیا والی گاڑی کے درمیان میں غیر ملکیوں کی گاڑی تھی۔ دفعتاً جولیا بری طرح، سے چونک پڑی اس نے عمران کی گاڑی کے اوپر ایک ہیلی کاپٹر اڑتے دیکھا تھا وہ کافی نیچی پرواز کر رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے کاپٹر کے نچلے حصّے سے کوئی بڑی سی گول چیز جو اسٹیل کے موٹے رسے سے منسلک تھی نیچے آنے لگی پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتے وہ گول شئے عمران کی گاڑی کی چھت پر ٹک گئی صرف ایک لمحے کے لئے دوسرے ہی لمحے وہ چیز پھر اوپر اٹھتی چلی گئی تھی۔

اور اس بار اس گول شئے سے عمران کی گاڑی چپکی ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے عمران کی گاڑی اور وہ گول شے ایک دوسرے سے ویلڈ کر دی گئی ہوں۔ اس گول شے کے اوپر اٹھنے کے ساتھ ہی کاپٹر بھی بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے کاپٹر اور گول شئے بمعہ عمران کی گاڑی کے بلڈنگوں کی بلندی سے بھی زیادہ اوپر ہوتی چلی گئی ابھی تک کاپٹر سیدھا ہی سڑک کے متوازی پرواز کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا۔؟" چوہان کے منہ سے نکلا۔

"عمران کا اغوا۔" جولیا نے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"اگر اتنی بلندی سے عمران کی گاڑی وہ لوگ گرا دیں تو۔؟" چوہان نے کاپٹر پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"عمران کا کچومر بن جاتے گا۔" جولیا نے کہا۔ "مگر۔"

"مگر کیا۔؟" چوہان نے پوچھا۔

"اگر گاڑی گرانا مقصود ہوتا تو اب تک وہ لوگ گاڑی سڑک پر گرا چکے ہوتے۔" جولیا نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ صرف اغوا ہی کرنا چاہتے ہیں۔؟"

"سردست یہی کہا جا سکتا ہے۔" جولیا نے کاپٹر اور پھر غیر ملکیوں کی گاڑی پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"لو وہ راستہ کاٹا۔" دفعتاً چوہان نے کہا جولیا نے کاپٹر پر نگاہ ڈالی جو داہنی سمت نظر آنے والی ایک چالیس منزلہ عمارت سے بھی زیادہ بلند ہو کر اس کے اوپر پرواز کر رہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

"اب اس کاپٹر کا پانا مشکل ہے۔" چوہان نے پھر کہا۔

"فی الحال ہم غیر ملکیوں کا تعاقب کریں گے۔" جولیا نے کہا۔ "ممکن ہے یہ وہیں جائیں جہاں کاپٹر جا رہا ہے۔"

"شاید۔" چوہان نے کہا۔

"اس طرح اغوا ہو جانا عمران کے سان و گمان میں بھی نہیں ہو گا" جولیا نے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

"عمران کیا ہم بھی نہیں سوچ سکتے تھے" چوہان نے کہا۔ لیکن کاپٹر ان لوگوں کو ملا کہاں سے۔؟

"شہر کے بہت سے صنعتی اداروں کے پاس کاپٹر ہیں" جولیا نے کہا۔ ایسے ہی کسی ادارے کے کاپٹر سے یہ کام لیا گیا ہو گا"

"مگر" چوہان نے کہا۔ کاپٹر پر کوئی نشان تو تھا نہیں"

"مٹا دیا ہو گا" جولیا نے کہا اور کچھ سوچنے لگی۔ نگاہیں دونوں غیر ملکیوں کی گاڑی پر لگی ہوتی تھیں۔

کاپٹر کے ڈلیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلتے ہی پائلٹ چونک پڑا تھا پھر اس نے ایک بٹن دبا دیا فوراً ہی ڈیش بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر سے آواز نکلنے لگی۔

"پی ایم تھری فور۔۔۔ ہیلو پی ایم تھری فور"

"یس پی ایم تھری فور رسیو یور کال"

"کوڈ۔؟" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"کوبرا" پائلٹ نے کہا۔

"بلیک کوبرا" دوسری جانب سے جواباً کہا گیا۔

"کیا رپورٹ ہے" پائلٹ نے کہا۔ کیا وہ باہر آیا۔؟

"ہاں وہ ایک سیاہ گاڑی میں سفر کر رہا ہے"

"کس سمت میں اور کس سڑک پر۔؟

"نقشہ کھولو اور غور سے سنو"

"ہاں بولو" پائلٹ نے کہا اور برابر کی سیٹ پر رکھا ہوا فولڈ کیا ہوا نقشہ کھول لیا۔

"دیکھو" دوسری جانب سے آواز آئی۔ عمران کے فلیٹ والی بلڈنگ سے ایک سڑک سیدھی جا رہی ہے"

"ہاں" پائلٹ نے جواب دیا تھا۔

"اس طرف سے نشان نمبر ایک کی طرف بڑھیں تو ایک سڑک شہر سے باہر کی جانب جاتی ہوئی نظر آئے گی۔"

"بالکل ٹھیک" پائلٹ نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا

"وہ اسی سڑک پر آ گیا ہے"

"ویری گڈ" پائلٹ کے منہ سے نکلا۔

"یہ سڑک چار سو فٹ سے زیادہ چوڑی ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔ تم اس سڑک پر بخوبی اپنا کام سرانجام دے سکتے ہو کوئی بھی دشواری نہیں ہو گی"

ہنگاموں اور ایکشن کی نئی دنیا

عمران سیریز کا تہلکہ خیز ناول

گن پاور

مصنف ______ ایس قریشی

- ٥۔ جولیا کے اغوا سے شروع ہونے والی سسنی اور سسپنس فل کہانی۔
- ٥۔ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے جولیا کو اغوا کرا تھا ان کا اصل مقصد کیا تھا۔؟
- ٥۔ کیا عمران جولیا کو بچانے میں کامیاب رہا۔؟
- ٥۔ عمران کی پوری ٹیم موت کے بھنور میں کون بچا کون مرا۔؟

ہنگاموں اور ایکشن سے بھرپور عمران کا تہلکہ خیز ناول

آج ہی درج ذیل پتے سے طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳۔ لیاقت آباد کراچی نمبر 19

"بالکل ٹھیک" پائلٹ نے کہا۔

"تم کہاں پر ہو۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"اس سڑک سے دس بارہ میل دور ہوں"

"اسکے اس سڑک سے ہٹنے سے پہلے تمہیں ادھر آنا ہے"

"صرف آدھے منٹ میں پہونچ رہا ہوں" پائلٹ نے کہا۔ تم سیاہ کار کی نشاندھی کر دینا ایسا نہ ہو کہ میں غلط گاڑی اٹھالوں اور پھر وہ چوکنا ہو کر نکل جاتے"

"ٹھیک ہے تم آجاؤ" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"صرف چند سیکنڈ انتظار کرو" پائلٹ نے جواب دیا تھا۔

پھر اسنے کاپٹر کی رفتار بڑھاتے ہوئے اسے موڑا اور بائیں سمت پرواز کرنے لگا وہ نیچے سڑک پر بھی نگاہ ڈال رہا تھا۔ سڑک پر نظر آنے والی گاڑیاں کھلونوں کی مانند نظر آرہی تھیں مطلوبہ سڑک پر پہونچنے کے بعد اس نے پھر نیچے دیکھا۔

درجنوں گاڑیوں کے درمیان اسے دو سیاہ کاریں دوڑتی ہوئی نظر آرہی تھیں اس میں سے نجانے اس کی مطلوبہ گاڑی کونسی تھی اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"میں پہونچ چکا ہوں"

"گڈ۔ گاڑی نظر آئی" دوسری جانب سے فوراً ہی جواب ملا۔

"ہاں مگر دو گاڑیاں سیاہ رنگ کی سڑک پر ہیں" پائلٹ

نے کہا۔ مطلوبہ گاڑی کی نشاندھی کرو۔"

"میں اپنی گاڑی کی لائٹیں جلا رہا ہوں" دوسری جانب سے کہا گیا۔
پائلٹ نے نیچے سڑک پر دیکھا ایک گاڑی کی لائٹ روشن نظر آرہی تھی اس نے سر ہلاتے ہوئے ماؤتھ پیس کی جانب جھک کر کہا۔

"لائٹیں روشن نظر آرہی ہیں کیا تمہاری گاڑی سے آگے والی سیاہ گاڑی اسی کی ہے۔؟

"ہاں" دوسری جانب سے کہا گیا تم آپریشن شروع کرو میں تمہیں گائیڈ کرتا رہوں گا۔"

"ٹھیک ہے" پائلٹ نے جواب دیا تھا۔

پھر اس نے ڈیش بورڈ میں لگے بٹنوں اور لیورز کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا ساتھ ہی وہ کاپٹر کی بلندی بھی کم کرتا جا رہا تھا پھر اس نے کاپٹر کو سیاہ گاڑی کے اوپر لے جا کر اسکی رفتار سیاہ گاڑی کی رفتار کے برابر کی اور ایک لیور دبا دیا۔

فوراً ہی کاپٹر کے نچلے حصّے سے ایک گول شئے نکل کر آہستہ آہستہ سڑک پر دوڑنے والی سیاہ گاڑی کی جانب بڑھنے لگی۔

"یہی گاڑی ہے" ٹرانسیٹر سے آواز نکلی۔

"ہونہہ" پائلٹ نے سر ہلایا اور کاپٹر کے نچلے حصّے سے نکلنے والی گول شئے کو سیاہ گاڑی کی چھت پر ٹکا دیا پھر اس نے دو لیور آن کئے اور ایک بٹن دبا کر ایک لیور آہستہ آہستہ گھمانے لگا۔

فوراً ہی کاپٹر سے نکلنے والی گول شے دوبارہ اوپر اٹھنے لگی مگر اس بار سیاہ کار اس سے چپکی ہوئی تھی گول شے سیاہ کار سمیت اوپر اٹھ رہی تھی بہت آہستہ آہستہ پائلٹ کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"گڈ" ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔ تم نے صحیح گاڑی اٹھائی ہے اب اسے لے کر جلد از جلد منزل پر پہنچو ایسا نہ ہو کہ کوئی پولیس اسکواڈ کار، تمہارے پیچھے پڑ جائے۔"

"پڑنے دو" پائلٹ نے کہا۔ وہ عمارتیں عبور کر کے میرا تعاقب نہیں کر سکیں گے اس لئے فکر کی ضرورت نہیں"

"احمق ہوتے ہو" ٹرانسمیٹر سے غراہٹ ابھری۔ وہ وائرلیس پر کال کر کے سارے شہر کی پولیس کو چوکنا کر سکتے ہیں پھر تم کہیں بھی اترو ان کی نگاہوں میں رہو گے سمجھے یا نہیں۔؟

"سمجھ گیا" پائلٹ کے منہ سے نکلا اسے اپنے آپ کو احمق کہے جانا برا لگا تھا اس نے کاپٹر کو بلندی کی جانب اٹھانا شروع کر دیا پھر ایک چالیس منزلہ عمارت پر سے گزر کر وہ تیزی سے شہر سے باہر کی سمت پرواز کرنے لگا سیاہ کار بدستور گول شے سے چپکی ہوئی تھی۔

شہر سے باہر سائیڈ ایریا سے آگے بڑھتے ہی کاپٹر کی بلندی کم ہونے لگی پھر وہ ایک اسکریپ فیکٹری کے اوپر پرواز کرنے لگا یہاں کئی اسکریپ فیکٹریاں تھیں۔

"پی ایم کنٹری فور ہیلو" دفعتاً ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔

"بول رہا ہوں۔" پائلٹ نے جواب دیا تھا۔

"کیا تم مطمئن ہو کر مطلوبہ فرد ہی کی گاڑی اٹھا کر لائے ہو۔؟

"مجھے جس گاڑی کی نشاندھی کی گئی تھی وہی اٹھا کر لایا ہوں۔"

پائلٹ نے کہا۔ صحیح یا غلط یہ نشاندھی کرنے والے جان سکتے ہیں۔"

"اوہ" ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔

"اب اسے کہاں اتارنا ہے۔؟ پائلٹ نے پوچھا اس کا موڈ ابھی تک بگڑا ہوا تھا احمق کا لفظ اسکی کھوپڑی سلگا رہا تھا۔

"اسکریپ لائن تھری میں" ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔

"کیا۔؟ پائلٹ کے منہ سے نکلا۔

"کیا تم نے سنا نہیں" ٹرانسمیٹر سے غراہٹ ابھری۔ گاڑی اسکریپ لائن تھری میں ڈال دو وہاں پڑے اسکریپ کے اوپر"

"رائٹ" پائلٹ نے سر ہلا کر جواب دیا۔

پھر اسنے کاپٹر کو گھمایا اور بلندی مزید کم کرتے ہوئے اس طرف بڑھا جس طرف زمین میں ایک لمبی سی نالی نما خلا نظر آرہی تھی۔ یہ خلا کم از سو فٹ چوڑی اور چار پانچ سو فٹ لمبی تھی اس میں لوہے کی چیزیں سریئے ڈبے ٹوٹی پھوٹی گاڑیاں پڑی نظر آرہی تھیں۔

اسنے اس خلا کے اوپر پہونچ کر ایک بٹن دبا دیا فوراً ہی کاپٹر کو جھٹکا لگا اور کار گول شئے سے الگ ہو کر بڑی تیزی سے نیچے گرتی چلی گئی پھر ایک دھماکے سے وہ اسکریپ پر جا گری۔

فوراً ہی اس خلا کے دائیں اور بائیں سمت سے آہنی بازو نما پلیٹیں برآمد ہوئیں اور اسکریپ کو دبانے لگیں ایک لمحے بعد ہی دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے بھی پلیٹیں نما آہنی بازو آگے بڑھے اور خلا میں موجود سارا اسکریپ بمعہ کار کے دبتا چلا گیا۔

چند لمحے بعد خلا میں موجود دسیوں وزنی اسکریپ بمعہ کار کے ایک وزنی لوہے کی چوکور گانٹھ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ سیاہ گاڑی کا ذرا سا حصہ بس نظر آ رہا تھا ورنہ وہ چورا چورا ہو کر اسکریپ میں بدل چکی تھی ایک لمحے بعد ہی ایک کرین کے فولادی بازو آگے بڑھے۔ پھر انہوں نے فولادی گانٹھ اٹھائی اور وہاں سے چند گز دور پڑی دوسری فولادی گانٹھوں میں اسے ڈال دیا۔

/

عمران کے جسم پر قاعدے کا لباس تھا اور وہ کہیں جانے کے لئے بالکل تیار تھا مگر اس انداز میں بیٹھا ہوا تھا کہ جیسے اسے کسی کا انتظار ہو دفعتاً سلیمان کمرے میں داخل ہو کر ایک جانب کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"نہ پوچھیں تو بہتر ہے صاحب۔" سلیمان نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔ کوئی خطرناک بات ہے کیا۔؟

"عورت سے زیادہ خطرناک اور کیا ہو سکتا ہے صاحب" سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ عورت ذات بڑی کم ذات ہوتی ہے صاحب جی" سلیمان نے سنجیدہ اور فلاسفروں کے سے انداز میں کہا۔

"ابے او سلیمان کے بچے" عمران غرایا۔ زبان سنبھال کے بات کر کیا تجھے نہیں پتہ کہ ماں اور بہن بھی عورت ہی ہوتی ہے۔؟

"پتہ ہے صاحب مگر ماں ماں ہوتی ہے اور بہن بہن" سلیمان نے کہا۔ البتہ عورت بیوی ہوتی ہے اور یہ بڑی کم ذات ہوتی ہے مرد کو قدم قدم پر ذلیل کرواتی ہے"

"ابے فلسفہ بول رہا ہے۔؟

"پتہ نہیں صاحب میں کیا بول رہا ہوں" سلیمان نے کہا۔ مگر یہ میرے دل اور جگر کی آواز ہے آپ یقین کر لیں"

"ساتھ ہی پھیپھڑوں کو بھی ملا لیتا تو میں جلدی یقین کر لیتا" عمران نے پلکیں پٹ پٹاتے ہوئے کہا۔

"صاحب آپ مذاق سمجھ رہے ہیں۔؟

"نہیں تو کچھ مت سمجھ" عمران نے کہا۔ بس اپنا مقصد بتا دے"

"کہتی ہے نئے فیشن کے کپڑے سلواؤنگی"

"کون کہتی ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

" وہی کم ذات " سلیمان نے کہا۔ جس نے ذلیل کروانے کے لئے بھیجا ہے"

" پڑوسن کی یا ورچن نے۔؟ عمران نے پوچھا۔

" ارے نہیں صاحب" سلیمان نے کہا۔ وہ ہوتی تو میں آپ کے پاس ہرگز نہیں آتا خود ہی کچھ کرتا۔"

" پھر کون ہے وہ۔؟ عمران نے پوچھا حالانکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان کا اشارہ گلرخ کی جانب ہے۔"

" نصف بہتر جسے کہتے ہیں صاحب۔"

" اسے بہتر کہتے ہیں" عمران نے کہا۔ ہو سکتا ہے تم بہتر بھی کہتے ہو مگر تو اتنی لمبی چھلانگ مت لگا۔ نیچے ہی رہ۔"

" میں یہ بتا رہا تھا صاحب کہ وہ کہتی ہے نئے فیشن کے کپڑے سلوا کر دوں اور بڑے ہوٹلوں میں کھانا کھلاؤں اور تفریح کراؤں اور اسے اچھا سا زیورات کا سیٹ تحفے میں دوں۔"

" اسے مگر کیوں کس لئے اور کون ہے ایسا کہنے والی۔؟

" وہی جو بات بات پر بڑے صاحب کی دھونس دیتی ہے۔"

" گلرخ کی بات کر رہا ہے۔؟ عمران نے کہا۔

" جی صاحب" سلیمان نے کہا۔

" مگر" عمران نے پوچھا۔ وہ ایسی فرمائشیں کیوں کر رہی ہے۔؟

" اس لئے کہ آج اسکی شادی کی سالگرہ ہے۔"

"ابے اسکی ہے تیری سالگرہ تو نہیں ہے نا۔؟"

"صاحب اسکی شادی مجھ بدنصیب ہی سے تو ہوتی ہے۔"

"تب پھر بھگت۔" عمران نے کہا۔ "نئے فیشن کے لباس اور طلائی زیورات کا سیٹ اور کرا بڑے ہوٹل میں لنچ۔"

"مگر صاحب میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔"

"یہی بات اس سے کیوں نہ کہی۔؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"کہی تھی۔" سلیمان نے کہا۔ "کہنے لگی تیرے چھوٹے صاحب فقیر نہیں ہیں اور نہ تو کسی کنجوس کا باورچی ہے کہ میری اتنی سی خواہش پوری نہیں کرا سکتا جا صاحب سے کہہ دے جا کر۔"

"ہائیں۔" عمران نے کہا۔ "ابے میرا اس سے کیا تعلق بول۔؟"

"میں آپ کا باورچی جو ہوا۔" سلیمان نے کہا۔ "اسی لئے اسنے آپ سے یہ سب کہنے کے لئے کہا ہے اور میں کہہ کر ذلیل ہو رہا ہوں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے اسے گھورا۔ "ابے یہ تیری اپنی کیا مرضی ہے۔؟"

"یہ سب ہو جاتے تو کچھ برا بھی نہیں ہے صاحب۔" سلیمان نے کہا۔ "روز روز تو شادی کی سالگرہ آتی نہیں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ "ابے باورچی کے بچے اگر تیری بھی مرضی تھی تو میرے پاس کیوں آیا ہے۔؟"

"صاحب آپ سے پوچھنے آیا ہوں کیسے اسکی خواہش پوری کرنا۔" سلیمان نے کہا۔ "اچھا خاصہ خرچہ ہے یہ اور وہ بھی ذاتی۔"

"ذاتیاتی نہیں ذاتی" عمران غرایا۔ اردو کی ٹانگ مت توڑ"
"جی وہی وہی" سلیمان نے کہا۔
"بس تو جا کر لے خرچہ کس نے منع کیا ہے۔" عمران غرایا۔
"کسی نے بھی نہیں صاحب"
"پھر۔" عمران نے کہا۔ "پیسے نہیں ہیں کیا۔"
"بہت ہیں" سلیمان نے کہا۔ "پچاس ہزار روپے ابھی تجوری میں پڑے ہیں اور کچھ میری جیب میں بھی ہیں"
"پھر کیا مصیبت ہے جو میرا بھیجا کھانے آ گیا ہے"
"وہ صاحب دس ہزار کا خرچہ ہے" سلیمان نے کہا۔
"پھر کیا کروں۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔
"کچھ نہیں صاحب" سلیمان نے کہا۔ "میں جا کر اسے سمجھا دیتا ہوں کہ"
"بس بکواس بند کر" عمران نے بات کاٹ کر کہا۔ "آج تم دونوں کی چھٹی ہے اور بیس دس ہزار روپے خرچ کرنے کی اجازت سمجھا۔"
"جی صاحب جی" سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔
"اور سن" عمران غرا کر بولا۔ "اگر آج کے بعد تو نے ذاتیاتی خرچ میرا مطلب ہے ذاتی خرچے کے لئے مجھ سے اجازت چاہی تو تم دونوں کو فلیٹ سے باہر نکال کر خود ماسکو یا تراپہ چلا جاؤں گا"
"جی صاحب" سلیمان نے گردن جھکا کر کہا۔
"دس لاکھ کا خرچ بھی ہو تو بھی میری جانب سے اجازت ہے" عمران

نے کہا۔ آیندہ پریشان مت کیجئے۔ سمجھا کہ نہیں۔؟

"جی صاحب" سلیمان نے کہا۔ سمجھ گیا"

"بس اب دفع ہو جا اور میرے لئے چائے لے کر آ۔"

"ابھی لایا صاحب" سلیمان نے کہا اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔

"تمہیں بھی ابھی کسی کونے کھدرے میں چھپنا تھا کالے صفر" عمران فون کو گھونسہ دکھاتے ہوئے بولا۔

ٹھیک اسی لمحے فون کی گھنٹی بول پڑی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگاتے ہوئے بولا۔

"کتنا چاہئے منگتا صاحب۔؟ لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"مجھے علم ہے کہ آپ ہی بول رہے ہیں" دوسری جانب سے بلیک زیرو کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"کیا بولتا جی امارے سمجھ میں کچھ نہیں آتا" عمران نے پھر اسی بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اہم اطلاع ہے جناب سنجیدہ ہو جائیے" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"کالے صفر کے بچے مجھے رنجیدہ ہونے کے لئے کہہ رہا ہے ہائیں۔؟ دفعتاً عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"دو آدمی آپ کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں جناب" بلیک زیرو نے عمران کی بکواس نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"ہائیں" عمران نے گردن ہلائی۔ کہاں کی اڑا رہے ہو۔؟

"وہ آپ کے فلیٹ کے سامنے ایک کرے کلر گاڑی میں ہیں"۔ بلیک زیرو نے عمران کا جملہ سنا ان سنا کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ" عمران نے ہنکارہ بھرا۔

"جولیا اور چوہان بھی وہاں ہیں جناب" بلیک زیرو نے مزید بتایا۔ انہی نے یہ اطلاع فراہم کی ہے"

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ ان سے کہہ دو کہ اب وہ میرے بجائے دونوں غیر ملکیوں پر توجہ دیں"

"میں یہ حکم دے چکا ہوں جناب عالی" بلیک زیرو کی آواز آئی۔ ویسے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ محتاط رہیں"

"اس مشورے کا شکریہ کالے صفر"

"مذاق نہیں جناب عالی" بلیک زیرو کی آواز آئی۔ کوبرا دو دفعہ شکست کھانے کے بعد اب آپ کی جان کے درپے ہے ممکن ہے وہ غیر ملکی کسی راتفل سے آپ کو نشانہ بنانا چاہیں"

"ہشت" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اسکی ہمت نہیں کر سکتے"

"ٹھیک ہے جناب" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"کچھ دیر بعد میں یہاں سے نکلونگا" عمران نے کہا۔ اور شہر سے باہر جانے والی سڑک کا چکر لگا کر صدر آفس آؤنگا اس دوران اگر وہ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں تو اسکی کوشش کریں گے"

"میں سمجھ گیا جناب" بلیک زیرو کی آواز آئی۔ اگر وہ ایسی کوئی

کوشش کریں تو اسے ناکام بنا دیا جائے۔"

"نہیں" عمران نے کہا۔ اسے تو میں خود بھگت لوں گا۔ جولیا اور چوہان کو چاہئیے کہ وہ اسکی رہائش گاہ کا پتہ لگائیں۔"

"بہت بہتر جناب عالی۔"

"ویلیٹس آل" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا پھر اٹھا اور کمرے کی اس کھڑکی کی جانب بڑھا جو سڑک کی جانب کھلتی تھی اس نے شیشوں میں سے جھانک کر دیکھا سامنے والے فٹ پاتھ کے کنارے ہوٹل سے لیکر دور تک درجنوں گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔

اور ان گاڑیوں میں گرے کلر کی صرف ایک ہی گاڑی تھی مگر وہ اس گاڑی میں بیٹھے ہوئے افراد کو نہیں دیکھ سکتا تھا فاصلہ اتنا ہی تھا پھر وہ کچھ آڑ میں بھی تھے۔

وہ پلٹا اور دروازے کی جانب بڑھنے لگا دروازے تک ہی پہونچا تھا کہ سلیمان نظر آیا وہ چائے کی ٹرے سنبھالے ہوئے تھا اسے جاتے دیکھ کر اس کا منہ بگڑ گیا۔

"یعنی کہ آپ جا رہے ہیں" وہ بولا۔

"تجھے کیا میں آتا نظر آ رہا ہوں" عمران غرایا۔

"جا رہے ہیں تو یہ چائے کون پیئے گا" سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر چائے کی ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تو خود پی لے" عمران نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں پی سکتا صاحب" سلیمان نے کہا۔

"پھر سر پر انڈیل لے" کہتے ہوئے عمران خارجی دروازے کی جانب بڑھتا چلا آیا۔ فلیٹ سے نکل کر وہ زینے طے کرنے لگا۔ ذہن میں کئی سوال تھے مگر اُن کا جواب اسکے پاس نہیں تھا۔ سڑک پر آکر وہ اس طرح فٹ پاتھ پر کھڑا ہو گیا۔

کہ جیسے اسے ٹیکسی کا انتظار ہو مگر درپردہ وہ گرے کلر گاڑی کا جائزہ لے رہا تھا۔ گاڑی کے شیشے خاص قسم کے تھے ان سے باہر سے اندر کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا تھا اس طرح اس کا خیال غلط نکلا تھا کہ دونوں غیر ملکی آدمی ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آ رہے۔

اسنے سر کو خفیف سی جنبش دی اور فٹ پاتھ سے اتر کر سڑک عبور کرنے لگا سڑک عبور کر کے کاروں کی اس قطار سے جہاں گرے گاڑی کھڑی تھی اسنے ایک سیاہ کار سنبھالی اور چل پڑا۔

کچھ دور آنے کے بعد اسنے بیک مرر میں دیکھا گرے گاڑی اسکے عقب میں موجود تھی۔ اپنے فلیٹ کے سامنے کی سڑک پار کر کے وہ اس سڑک پر مڑ گیا جو شہر سے باہر جاتی تھی۔ گاڑی اسٹیئر کرتے ہوئے بھی اسکی نگاہیں گرے گاڑی کو دیکھ رہی تھیں۔

دفعتاً اسنے گرے گاڑی کے ہیڈ لیمپس روشن ہوتے دیکھے اور چونک پڑا۔ بے ساختہ اس کے ذہن میں "سگنل" کا لفظ ابھرا تھا یقیناً گرے گاڑی والوں نے کسی کو سگنل دیا تھا۔

مگر کیسے۔؟ اس کا اندازہ عمران نہیں لگا سکا تھا اسنے اپنے اردگرد نگاہ ڈالی مگر کوئی مشکوک شئے نظر نہیں آئی۔ اسنے سر ہلایا پھر گرے گاڑی کو بیک مرر میں دیکھا اسکی ہیڈ لائٹس اب بجھ گئی تھیں اس کے علاوہ اب وہ اُن دونوں کا جائزہ بھی لے سکتا تھا۔

وہ دونوں سفید چمڑی والے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں اسے دوربین بھی نظر آئی تھی اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری ہی تھی کہ گاڑی کو جھٹکا لگا ایسا محسوس ہوا تھا کہ جیسے گاڑی کی چھت پر کوئی وزنی چیز آ کر اٹک گئی ہو۔

اسٹیرنگ بھی بھاری ہو گیا تھا پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھ سکتا اسکی گاڑی اوپر اٹھتی چلی گئی۔ لمحہ بہ لمحہ وہ بلند ہوتی جا رہی تھی اسنے کھڑکی سے سر نکال کر اوپر کی جانب دیکھا پھر ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گیا گاڑی کے اوپر ایک کاپٹر پرواز کر رہا تھا۔

اور اس سے نکلنے والے فولادی رسے میں اسکی گاڑی لٹکی ہوئی تھی اسنے دروازہ کھولنا چاہا تاکہ گاڑی سے کود سکے مگر دروازہ حیرت انگیز طور پر جام ہو چکا تھا اسنے دوسرا دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ بھی جام تھا وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

پھر اسنے انجن بند کیا اور عقبی سیٹ پر آ کر اسکی پشتگاہ ہٹا دی پشتگاہ کے اور ڈکی کے درمیان اب خلا نظر آنے لگی تھی۔ اسنے خلا میں ہاتھ ڈال کر کچھ کیا فوراً ہی ایک پلیٹ سرک گئی۔

اور ڈکی کے نچلے حصے سے نیچے سڑک پر دوڑتی ہوئی گاڑیاں نظر آنے لگیں عمران ڈکی میں سرک آیا اب وہ ڈکی کے چاروں کونوں کو پکڑے اس طرح اوندھا لیٹا ہوا تھا کہ اس کا سارا وزن ہاتھ اور پیروں پر تھا۔ نیچے تیزی سے دوڑتی ہوئی گاڑیاں کھلونوں کی مانند نظر آرہی تھیں۔

دفعتاً ایک بڑی سی عمارت تیزی سے قریب آنے لگی ساتھ ہی کاپٹر کی بلندی بڑھنے لگی پھر کاپٹر عمارت سے بھی بلند ہو کر اسے عبور کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ عمارت کی چھت پر پہونچا عمران نے ڈکی کے نچلے خلا سے چھلانگ لگا دی کاپٹر گاڑی لئے آگے بڑھ گیا تھا۔

وہ عمارت کی چھت پر گرا اور ایک قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا کاپٹر شہر سے باہر کی سمت جارہا تھا شاید عمران کے کاپٹر سے جست لگانے کا عمل کاپٹر والوں کے علم میں نہیں آیا تھا۔ وہ دور جاتے ہوئے کاپٹر کو گھورنے لگا۔

/

گرے گاڑی اب بندرگاہ والی سڑک پر دوڑ رہی تھی چوہان نے اپنی گاڑی گرے گاڑی کے ساتھ چپکا رکھی تھی سڑک پر ٹریفک کا رش تھا اسی لئے اسکا امکان نہیں تھا کہ گرے گاڑی والے تعاقب سے آگاہ ہو جائیں گے۔

سسپنس اور اسرار و سراغ سے بھرپور

عمران کا سنسنی خیز ناول

نائٹ مرڈر

مصنف ____ ایس قریشی

٥۔ ایک دلدوز چیخ گونجی اور سڑک پر دور تک خون ہی خون پھیلتا چلا گیا وہ خون کس کا تھا عمران کا یا۔؟

٥۔ دوسری چیخ کے ساتھ ہی ایک نسوانی جسم فضا میں تیرتا ہوا گرا اور لوگ سکتے میں رہ گئے

٥۔ ہر روز ایک نسوانی لاش شہر میں کہیں نہ کہیں پڑی ہوئی ملتی ایسی لاشیں جن کے ساتھ درندوں سے بھی زیادہ درندگی کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ وہ درندے کون تھے؟

٥۔ شہر میں خوف و ہراس عورتیں گھروں میں بند ہو کر رہ گئی تھیں کسی عورت کی زندگی محفوظ نہیں تھی۔ پھر۔؟

٥۔ پھر ایک دن جولیا بھی ان درندوں کے چنگل میں پھنس جاتی ہے کیا اسکا انجام بھی دوسری لڑکیوں جیسا ہوا تھا۔؟

عمران کا سسپنس فل ناول

آج ہی درج ذیل پتے سے طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

"میرا خیال ہے یہ بندرگاہ کے علاقے کے کسی نائٹ کلب یا ہوٹل وغیرہ میں جائیں گے" چوہان نے گرے گاڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شاید" جولیا نے سر ہلادیا۔

وہ عمران کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ نجانے اس پر کیا گزر رہی ہوگی اور کاپٹر اسکی گاڑی کو جانے کہاں لے گیا ہوگا۔ اتنا اسے یقین تھا کہ عمران محفوظ ہی ہوگا۔

اسکی وجہ اسکے خیال میں یہ تھی کہ اگر عمران کو مارنا انکا مقصد رہا ہوتا تو چالیس منزلہ عمارت کی بلندی تک پہونچنے کے بعد اسکی گاڑی کو سڑک پر گرایا جا سکتا تھا اس طرح گاڑی کے ساتھ ہی عمران کی ہڈیاں پسلیاں بھی چورا ہو جاتیں۔

اور وہ گوشت اور ہڈیوں کا ڈھیر بن جاتا مگر ایسا نہیں ہوا تھا لہٰذا اسکی دانست میں عمران کو اغوا ہی کیا گیا تھا۔ اور اغوا کرنے والے اسے کہاں لے گئے تھے یہ ایک سوال تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو۔؟" چوہان نے پوچھا۔

"عمران کے علاوہ اور کیا سوچ سکتی ہوں۔؟" جولیا نے کہا۔

"عمران خیریت ہی سے ہوگا"

"میرا بھی یہی خیال ہے" جولیا نے کہا۔ اور اس خیال کی وجوہات چوہان کو بتانے لگی چوہان نے جولیا کے خاموش ہونے پر کہا۔

"میرا اپنا بھی یہی خیال ہے اور یہی وجوہات اس خیال کی محرک

بتی ہیں یقیناً عمران صاحب بخیریت ہونگے۔"

"لو وہ رک گئے۔" جولیا نے گرے گاڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

گرے گاڑی بندرگاہ کے علاقے میں ایک گودام کے سامنے رک گئی تھی پھر دونوں غیر ملکی اترے اور ایک جانب بڑھنے لگے۔

"کیا خیال ہے۔؟" چوہان نے گاڑی دوسری جگہ پارک کرتے ہوئے پوچھا۔ "انکا انتظار کرنا ہے یا . . . ."

"تعاقب کریں گے۔" جولیا نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔" چوہان نے ہنکارہ بھرا پھر گاڑی سے اتر کر اسے لاک کیا اور وہ اسی جانب بڑھنے لگے جس طرف وہ دونوں غیر ملکی گئے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ہوٹل میں داخل ہو گئے۔

"آؤ۔" جولیا نے کہا اور وہ بھی ہوٹل میں گھس گئے۔ دونوں غیر ملکیوں کو انہوں نے ایک کیبن میں داخل ہوتے دیکھا تھا وہ اسکے برابر والے کیبن کی طرف بڑھے تھے۔ کیبن کا پردہ برابر کر کے چوہان نے اپنے اور غیر ملکیوں کے کیبن کی درمیانی چوبی دیوار کا جائزہ لیا۔ دیوار میں کہیں کوئی رخنہ یا سوراخ نہیں تھا۔

"اب۔؟" چوہان نے سرگوشی میں پوچھا۔

"بگ استعمال کرو۔" جولیا نے کہا۔

"مگر۔" چوہان نے کہا۔ کوئی سوراخ تو ہے نہیں پھر بگ کس طرح سے دوسری طرف پہنچایا جاسکے گا۔؟

فرش اور کیبن کی چوبی دیوار کے درمیان ضرور خلا ہو گا۔" جولیا نے کہا۔ اس خلا سے بگ دوسری طرف پہونچایا جا سکتا ہے۔"

"ہونہہ۔" چوہان نے سر ہلایا۔

پھر اسنے جھک کر نیچے دیکھا۔ فرش اور کیبن کی درمیانی پارٹیشن والی چوبی دیوار کے درمیان چھ اینچ چوڑا خلا تھا اسنے سیدھے ہو کر بگ والی ڈبیہ نکال کر بگ خلا سے دوسری طرف ڈالا اور اس کا دوسرا گھنڈی والا سرا کان سے لگا لیا۔

اب وہ ان کی آوازیں اور گفتگو سن سکتا تھا۔ اسنے جولیا کو اشارہ کیا اور جولیا نے اپنا بگ نکال کر چوہان کو تھما دیا اور بگ رسیور کان سے لگا لیا۔ چوہان نے جولیا کا بگ اپنے بگ رسیور کے ساتھ لگا دیا تھا اس طرح اب جولیا بھی غیر ملکیوں کی گفتگو سن سکتی تھی۔

"عمران کا اب تک خاتمہ ہو چکا ہو گا۔" ان میں سے ایک کہہ رہا تھا۔

"ہاں شاید۔" دوسرے نے کہا۔

"شاید کیا مطلب۔؟" پہلے نے کہا۔ تمہیں اب بھی اسکی موت پر شک ہے۔؟

"ہاں۔" دوسرے نے کہا۔

"وجہ۔؟" پہلے نے پوچھا۔

"عمران اتنا تر نوالہ نہیں ہے کہ جیسا ہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔" دوسرے نے کہا۔ ممکن ہے وہ گاڑی سے کود گیا ہو۔؟

"ناممکن ہے۔" پہلے نے کہا۔ اول اس لئے کہ گاڑی کے دروازے جام

ہو چکے ہونگے بالفرض محال دروازے کے بجائے وہ کھڑکی سے باہر کودنا چاہتا ہوگا تو یہ بھی اتنی بلندی سے اسکے لئے ناممکن رہا ہوگا۔"

"یونہی سہی" دوسرے نے کہا۔ کھڑکی سے باہر نکلنے کے بعد وہ گاڑی کی چھت پر پہونچ سکتا ہے اور ...."

"احمق ہوتے ہو" پہلے نے بات کاٹ کر کہا۔ گاڑی کی کھڑکی سے کودنا آسان ہے لیکن کھڑکی سے نکل کر چھت پر پہونچنا ممکن نہیں ہے اور یہ اس لئے بھی ناممکن ہے کہ گاڑی کی چھت پر کیریئر نہیں لگا ہوا"

"ہونہہ" دوسرے نے ہنکارہ بھرا۔

"تم یقین کر لو کہ اب عمران کا کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل چکا ہے" پہلے نے کہا۔ اور ہم آزادی سے کام کر سکیں گے"

"شاید" دوسرے نے کہا ٹھیک اسی لمحے ایسا لگا جیسے کرسیاں کھسکی ہوں پھر ایک تیسری آواز انھیں سنائی دی تھی۔

"ہیلو۔؟ آواز آئی۔ کیا رہا کامیابی۔؟

"یس باس" ایک غیر ملکی نے کہا۔

"اسے کاپٹر لے جا چکا ہے" دوسرے نے کہا۔

"تم نے کاپٹر کا تعاقب کیا تھا۔؟ نئے آنے والے نے پوچھا۔

"نہیں" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"کیوں۔ تعاقب کیوں نہیں کیا۔؟

"اس لئے کہ کاپٹر ایک چالیس منزلہ عمارت کے دوسری جانب

چلا گیا تھا اور ہمارے لئے اس طرف جانا ممکن نہیں تھا۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ کیونکہ عمارت کے دوسری طرف جانے کے لئے لمبا چکر کاٹنا پڑتا اور پھر بھی یہ بات یقینی نہیں تھی کہ ہم کاپیٹر کو پالیں گے۔"

"ہونہہ۔" غیر ملکی کی ہنکار سنائی دی۔

"کاپیٹر کے جانے کے بعد ہم نے اس طرف کا رخ کیا تھا۔"

"گاڑی میں عمران موجود تھا۔؟"

"جی ہاں۔" ایک غیر ملکی کی آواز آئی۔

"وہ فلیٹ سے نکل کر ہمارے سامنے گاڑی میں بیٹھا تھا۔" دوسرے نے کہا۔ اور کاپیٹر کے گاڑی لے جانے تک گاڑی میں موجود تھا۔"

"گڈ۔" آنے مسرور لہجے میں کہا۔

"اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔؟"

"کامران کی نگرانی کرو۔" نئی آواز نے کہا۔ ہاں نگرانی پر یاد آیا کسی نے تم لوگوں کا تعاقب تو نہیں کیا۔؟"

"جی نہیں۔" ایک غیر ملکی نے جواب دیا۔ ہم نے تعاقب کا خیال رکھا تھا یہاں آنے تک کسی نے ہمارا تعاقب نہیں کیا۔"

"ٹھیک ہے۔" نئی آواز نے کہا۔

"کامران مشکوک ہو چکا ہے اور ....."

"باس کو سب علم ہے۔" تیسری نئی آواز نے کہا۔ بس جو کہا ہے وہی کرو اور جا کر کامران کو دیکھو۔"

"ٹھیک ہے ہم کافی پی کر اٹھ جائیں گے" دوسرے غیر ملکی نے کہا۔
"او کے" تیسری آواز نے کہا۔ کافی کا آرڈر دیا۔؟
"نہیں ویٹر ہی نہیں آیا"
" احمق ہو بیل کیوں نہیں بجاتی" تیسری آواز نے کہا۔ بیل بجائے بغیر ویٹر یہاں نہیں آئے گا"
"اوہ" یہ کسی کی اوہ سنائی دی تھی پھر خاموشی چھا گئی چند لمحے بعد انھیں ایک چوتھی آواز سنائی دی تھی۔
"جی سر کیا حکم ہے۔؟ یہ ویٹر کی آواز تھی۔
"کافی لے آؤ جلدی" ان دونوں میں سے ایک نے کہا۔
"یس سر" ویٹر کی آواز آئی۔
"باس کہاں ہے" چند لمحے بعد دونوں میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔
"باس۔؟ تیسری آواز نے پوچھا۔
"میرا مطلب بگ باس سے ہے"
" وہ اپنے ٹھکانے پر موجود ہے" تیسری آواز نے کہا۔
"کیا ہم ان سے مل نہیں سکتے۔؟
" کیوں" تیسری آواز نے پوچھا تم کیوں اس سے ملنا چاہتے ہو۔؟
" بس یونہی" دوسرے نے کہا۔ اب تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ باس نے ہم لوگوں سے اتنی راز داری برتی ہو"
" یہ وقت وقت کی بات ہے" تیسری آواز نے کہا۔

"اب تو عمران کا کانٹا نکل گیا اور ......"

"کیا بکواس ہے" تیسری آواز نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ کیا تم لوگ یہ سمجھ رہے ہو کہ باس عمران کی وجہ سے روپوش ہے"

"ہمارا یہ مطلب نہیں تھا مگر ....." ایک نے کہنا چاہا۔

"باس کے سامنے ایسا کہنے والے زندہ نہیں رہتے" تیسری آواز نے کہا۔

"یہ احمق ہے" دوسرا بولا۔ اس بات کو یہاں پر ہی ختم کر دو"

"بالکل ٹھیک" تیسری آواز نے کہا۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے"

"ہونہہ" ہنکار کے ساتھ ہی برتنوں کی کھنکھناہٹ سنائی دی تھی پھر کافی کی تیز خوشبو ناک میں در آئی تھی۔

"اچھا اب تم لوگ روانہ ہو جاؤ" پانچ چھ منٹ بعد تیسری آواز سنائی دی کافی کا بل میں دے دوں گا"

"یس باس" آواز کے ساتھ ہی کرسیاں کھسکیں اور قدموں کی چاپ سنائی دی چوہان نے پردے کی آڑ سے جھانکا۔ وہ دونوں غیر ملکی جن کا وہ تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آئے تھے باہر جا رہے تھے۔ چوہان نے پردہ برابر کر دیا۔

"وہ دونوں نکل گئے" اسنے جولیا سے کہا۔

"نکلنے دو" جولیا نے کہا۔ اب یہ تیسرا آدمی اہم ہے"

"میرا بھی یہی خیال ہے" چوہان نے کہا ہی تھا کہ انھیں پھر کرسی کھسکنے کی آواز سنائی دی تھی۔

چوہان نے پھر باہر جھانکا وہ تیسرا فرد کیبن سے نکل کر خارجی دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا اسکے جسم پر بلو کلر کا سوٹ تھا اور قد نکلتا ہوا تھا۔ اسکے دروازے سے باہر جاتے ہی وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

چند لمحوں کا وقفہ دے کر وہ ہوٹل سے باہر آئے پھر تیسرے کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ بلو سوٹ والا انھیں کچھ دور کھڑا نظر آ گیا وہ شاید سڑک کراس کرنی چاہتا تھا۔

"آؤ" جولیا نے کہا۔ ہم اسی جگہ سے سڑک کراس کر لیتے ہیں"

"ٹھیک ہے" چوہان نے کہا۔ پھر کچھ سوچ کر بولا۔ آگے جا کر اگر وہ کسی گاڑی میں سوار ہو گیا تو۔؟

"شاید ایسا نہ ہو" جولیا نے کہا۔

اسکی نگاہیں بلو کلر سوٹ والے غیر ملکی پر جمی ہوئی تھیں جو اب سڑک کراس کر رہا تھا وہ بھی آگے بڑھے اور سڑک عبور کر کے دوسری جانب کے فٹ پاتھ پر پہونچ گئے۔ بلو کلر سوٹ والا آہستہ آہستہ قدموں سے آگے جا رہا تھا وہ فاصلہ دے کر اسکا تعاقب کرنے لگے۔

کچھ دیر بعد بلو سوٹ والا گھاٹ پر نظر آیا تھا وہ وہاں اینکر کی ہوئی لانچوں میں سے ایک پر چڑھا اور اس کے عرشے پر چلتا ہوا دوسری لانچ پر جا پہونچا پھر وہاں سے تیسری پر۔

لانچ در لانچ چلتا ہوا وہ آخیر میں کھڑی ایک بڑی اسٹیمر پر پہونچ گیا پھر انھوں نے اسے اسٹیمر کے عرشے پر دیکھا۔

وہ زینوں کی جانب بڑھ رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ زینوں پر غائب ہو گیا جولیا اور چوہان نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ اسٹیمر کی طرف دیکھنے لگے اس کا سائیڈ کا حصہ دوسری لانچوں سے چھپا ہوا تھا اس لئے وہ اس کا نام نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"آگے جانا پڑے گا" چوہان نے کہا۔ تب ہی اسٹیمر کا نام دیکھا جا سکتا ہے یہاں سے ممکن نہیں ہے"

"اس طرح وہ شک میں مبتلا ہو جائیں گے"

"لیکن" چوہان نے کہا۔ اس نے ہمیں دیکھا تو نہیں ہے"

"نہ دیکھا ہو" جولیا نے کہا۔ مگر بلا مقصد لانچوں پر جا کر واپس آجانا انکے چونکنے اور شک شبہ کرنے کا باعث بن سکتا ہے"

"پھر۔؟ چوہان نے پوچھا۔

"آؤ" جولیا نے دوسری طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ہم کوئی کشتی کرائے پر لیتے ہیں اور کھلے سمندر کا ایک چکر لگا کر واپس آتے ہوئے اسٹیمر کا نام وغیرہ دیکھ لینگے"

"اس سے بہتر طریقہ میرے ذہن میں ہے"

"وہ کیا۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"واپس چلو" چوہان نے مڑتے ہوئے کہا اور واپس چلنے لگے اس جگہ پہونچ کر چوہان رک گیا کہ جہاں سے بلو کلر سوٹ والا لانچ پر چڑھا تھا۔

"تم یہاں رکو۔" چوہان نے کہا اور جولیا کے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی وہ ایک لانچ پر چڑھ گیا پھر وہ ایک سے دوسری لانچ پر ہوتا ہوا اس آخری لانچ تک جا پہونچا جس کے پاس اسٹیمر کھڑا ہوا تھا جولیا نے چوہان کو ایک آدمی سے بات کرتے ہوئے دیکھا۔

وہ شاید لانچ کا کپتان تھا دیکھتے ہی دیکھتے چوہان نے جیب سے پرس نکالا اور کچھ نوٹ کپتان کو تھماتے اور ہاتھ ملا کر واپس آنے لگا جولیا اس جگہ سے آگے بڑھ گئی تھی۔ کچھ دیر بعد چوہان بھی اس سے آملا تھا وہ چلتے رہے۔

"کیا رہا۔" جولیا نے پوچھا۔

"میں نے لانچ کرائے پر حاصل کرنے کی کپتان سے بات کی ہے اور اسے دو سو روپے ایڈوانس بھی دے دیئے ہیں۔"

"میں دیکھ رہی تھی۔" جولیا نے کہا۔

"اسٹیمر کا نام بلیک لاتن ہے اور اس پر مسلح آدمی موجود ہیں۔"

"گارڈز ہونگے۔" جولیا نے کہا۔

"ہاں۔" چوہان نے کہا۔ دو مسلح گارڈز میں نے عرشے کے سامنے والے اوپری حصے میں دیکھے ہیں اور ایک اسکے عقب میں ایسا لگتا ہے کہ اسٹیمر کی سخت نگرانی کی جاتی ہے۔"

"یہ ہے کس کی ملکیت۔" جولیا نے کہا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئیے۔"

"یہ ہم پورٹ آفس سے معلوم کرسکتے ہیں وہاں اسکی انٹری،

لازمی ہوگی" چوہان نے کہا اور وہ پورٹ آفس کی جانب مڑ گئے۔

/

نعمانی ہوٹل میں بیٹھے بیٹھے تھک گیا تھا صبح سے وہ کامران کی نگرانی کے لئے آیا ہوا تھا کامران اپنے آفس ہی میں تھا اور نعمانی نے ایک بھاری رقم کے بدلے کامران کے چپراسی کو اس بات پر راضی کر لیا تھا کہ وہ کامران کے اپنے آفس سے اٹھتے ہی اسے مطلع کر دے گا۔

مطلع کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ کامران کے اٹھتے ہی چپراسی ہوٹل کی جانب کھلنے والی زینوں کی جالی سے سرخ رومال نکال کر جھاڑے گا اور نعمانی سمجھ جائے گا کہ کامران اٹھ گیا ہے۔

عمارت کے چار راستے تھے لیکن کمپاؤنڈ سے باہر آنے کا ایک ہی بڑا گیٹ تھا اس لئے نعمانی مطمئن تھا کہ اگر کامران باہر آیا تو وہ اسے دیکھ لے گا لیکن شام ہونے والی تھی اور کامران کے بارے میں اسے اطلاع نہیں مل سکی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ اسکا اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ممکن ہے ایسا کام کی وجہ سے رہا ہو۔

" چھ بجے اسے سرخ رومال کا اشارہ ملا تھا وہ بل ادا کر کے ہوٹل سے باہر نکل آیا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھنے لگا۔

گاڑی میں بیٹھ کر وہ محکمہ دفاع کی عمارت کے گیٹ کی جانب دیکھنے لگا دس منٹ بعد اسے کامران ایک شیراڈ کار میں نظر آیا تھا گاڑی اسی جانب مڑی تھی جس طرف نعمانی موجود تھا۔ چند لمحے بعد نعمانی شیراڈ کا تعاقب کر رہا تھا اسکے اور شیراڈ کے درمیان کوئی اور گاڑی نہیں تھی۔ یہ رسک تھا اور نعمانی نے اس لئے لیا تھا کہ سڑک پر درجنوں گاڑیاں دوڑ رہی تھیں اور ان میں سے کسی پر یہ شبہ کرنا کہ وہ کامران کا تعاقب کر رہی ہے ناممکن تھا۔

پندرہ منٹ بعد وہ شہر کے آخری سرے پر بنے ہوئے عظیم الشان ہوٹل سی بریز پہونچ گئے۔ یہاں ہوٹل کی بیس منزلہ عمارت کے ساتھ ہی ایک بڑے قطع اراضی پر جھیل اور پہاڑیاں وغیرہ بنائی گئی تھیں اور گھنے پتوں والے درخت لگائے گئے تھے۔

جھیل کے اطراف میں گھاس لگا کر بڑا خوبصورت لان بنایا گیا تھا جہاں گرمیوں کے موسم میں لائٹس وغیرہ لگا کر میزیں جما دی جاتی تھیں ایک جانب اسٹیج بنا کر آرکسٹرا کے لئے انتظام کر دیا جاتا تھا اور غیر ملکی رقاصائیں ان میزوں کے گرد تھرکتی رہتی تھیں۔

لیکن آج کل سرد موسم ہونے کی وجہ سے سارا انتظام ہوٹل کی چہار دیواری کے اندر ہی ہوتا تھا۔ کامران گاڑی پارکنگ میں روک کر ہال کی جانب بڑھ گیا تھا۔ نعمانی نے بھی گاڑی پارک کی اور کچھ وقفہ دے کر ہال میں داخل ہو گیا۔ کامران اسے فوراً ہی نظر آ گیا تھا۔

وہ بیرونی سمت کھلنے والی کھڑکی کے پاس والی میز پر بیٹھا ہوا تھا اور یہ میز دوسری میزوں سے بالکل الگ تھلگ تھی۔ ہال میں زیادہ تر میزیں خالی تھیں البتہ ان پر ریزرو کے کارڈ لگے نظر آرہے تھے اکا دکا میزیں ہی خالی نظر آرہی تھیں۔

خالی ان معنوں میں کہ ان پر ریزرو کا کارڈ نہیں لگا ہوا تھا نعمانی ایسی ہی ایک میز پر جاکر بیٹھ گیا۔ وہ اس انداز میں بیٹھا تھا کہ کامران پر بھی نگاہ رکھ سکے اور خارجی دروازے پر بھی۔

کامران کا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے اسے کسی کا انتظار ہو کیونکہ کچھ ہی دیر بعد کامران نے گھڑی دیکھی تھی اور پھر دروازے کی جانب دیکھنے لگا تھا۔ نعمانی نے سر ہلایا۔

"یس سر" دفعتاً ایک ویٹر نے نعمانی کے قریب آکر کہا۔

"کافی" نعمانی نے کہا۔

"یس سر" ویٹر نے ادب سے کہا اور واپس لوٹ گیا۔ نعمانی نے کامران کی جانب دیکھا ایک ویٹر اس سے بھی آرڈر لے رہا تھا۔

کافی آئی اور نعمانی اس طرف متوجہ ہو گیا کامران نے بھی کافی ہی طلب کی تھی کافی پیتے ہوئے نعمانی نے ہال کا جائزہ لیا۔ کافی بڑا اور خوبصورت ہال تھا۔ بائیں سمت چوبی فرش نظر آرہا تھا۔

اسکے قریب ہی آرکسٹرا تھا جس سے ایک مغربی دھن خارج ہو کر ہال میں گونج رہی تھی۔

ٹھیک ساڑھے سات بجے نعمانی نے ایک عورت کو دیکھا وہ سیدھی کامران کی جانب بڑھی تھی پھر وہ اس طرح سے ملے جیسے پہلے کے شناسا رہے ہوں۔

نعمانی نے کامران کا چہرہ پرسکون ہوتے دیکھا تھا گویا اسے اسی عورت کا انتظار تھا کچھ سوچ کر نعمانی نے ایک نوٹ میز پر شوگر پاٹ سے دبا کر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا ہال سے نکل کر وہ بائیں سمت مڑ گیا۔

اس طرف وہ کھڑکی تھی جس کے پاس کامران اور آنے والی عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ نعمانی نے آس پاس کا جائزہ لیا۔

کوئی اسکی طرف متوجہ نہیں تھا اور مطلوبہ کھڑکی کے قریب روشنی بھی زیادہ نہیں تھی وہ کھڑکی کی جانب بڑھنے لگا۔ کھڑکی کے پاس ہی بڑے بڑے گملوں میں سرو کے پودے لگے ہوئے تھے۔

یہ پودے قد آدم تھے نعمانی ان کی آڑ لے کر کھڑکی کے بالکل قریب پہونچ گیا اور کان کامران اور عورت کے درمیان ہونے والی گفتگو پر لگا دیئے آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

"میں تو سمجھ رہا تھا مادام روزینہ کہ آپ نہیں آئیں گی" کامران عورت سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں نہیں آتی" نقرئی ہنسی کے درمیان کہا گیا۔

"اس لئے کہ آپ ایک گھنٹے لیٹ ہیں"

"لیٹ ہونے کی وجہ تھی مسٹر کامران"

"وہ کیا۔؟ کامران نے پوچھا۔

"وجہ آپ کے لئے بیکار ہے۔"

"کیا مطلب۔؟" کامران نے پوچھا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ جو وجہ میں بتاؤں گی وہ آپ کے لئے۔۔۔" جملہ ادھورا رہ گیا تھا کیونکہ نعمانی نے ویٹر کی جھلک دیکھی تھی۔

"جی سر۔" ساتھ ہی ویٹر کی آواز بھی سنائی دی تھی۔

"کیا پسند کرو گی۔؟" کامران نے عورت سے پوچھا۔

"ڈنر میں تو دیر ہے۔" عورت نے کہا۔ "سردست کافی منگالو۔"

"کافی۔" کامران کی آواز آئی۔

"ٹو کافی سر۔؟" ویٹر نے پوچھا۔

"ہاں ہاٹ بلیک ود کریم۔"

"رائیٹ سر۔" ویٹر نے کہا۔ اور لوٹ گیا۔

"ہاں تو میں کہہ رہی تھی ڈیئر کہ جس وجہ سے میں لیٹ ہوئی ہوں وہ وجہ بتا بھی دوں تو تمہارے لئے بیکار ہوگی۔"

"تمہاری مرضی۔" کامران نے سر ہلایا۔

"اب مجھ سے یہ نہیں پوچھو گے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے۔؟"

"خود ہی بتلا دو۔" کامران نے کہا۔

"ناراض ہو گئے ہو۔؟" عورت نے پوچھا۔

"نہیں مادام روزینہ۔" کامران نے کہا۔ "تم سے کون ناراض ہو سکتا ہے۔؟"

"ہونہہ" روزینہ کی ہنکار سنائی دی۔ "تو یہ بات ہے"

"کیا بات۔؟" کامران نے پوچھا۔

"تم ناراض ہو" روزینہ نے کہا۔

"نہیں" کامران نے کہا۔ "تم بتاؤ کہ کیوں بلایا ہے جبکہ ہماری ملاقات کل ہونا طے پائی تھی"

"پہلے دیر کی وجہ سن لو" روزینہ نے کہا۔ "میں نے باس کو اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ کل جب تم فوٹو کاپیاں لے آؤ گے اور وہ باس تک پہونچا دی جائیں گی تو میں تمہاری مہمان بن جاؤنگی"

"کیا۔؟" کامران کی چونکی ہوئی آواز آئی۔

"ہاں" روزینہ نے کہا۔ "باس کی مرضی نہیں تھی مگر چونکہ تم مجھے پسند آتے ہو اس لئے باس سے اس بارے میں اجازت لینے اور اسے قائل کرنے میں مجھے دیر ہو گئی ورنہ وقت پر آجاتی"

"پھر۔؟" کامران نے پوچھا۔ "ملی اجازت۔؟"

"ہاں" روزینہ نے کہا۔ "اسی لئے تو دیر ہوئی ہے"

"اور تم کہہ رہی تھیں کہ دیر کی وجہ بتا دوں تو وہ میرے لئے بیکار ہو گی کیوں۔؟" کامران نے کہا۔ "کیا یہ وجہ میرے لئے بیکار ہے۔؟"

"آج کے لئے تو بیکار ہے نا" روزینہ نے مسکراتے ہوئے کہا

ٹھیک اسی لمحے ویٹر آموجود ہوا تھا وہ کافی کے برتن میز پر رکھنے لگا۔

"مگر کل تو کارآمد ہو گی" ویٹر کے جانے کے بعد کامران نے کہا۔

"ہاں" روزینہ کی ہاں سناتی دی "تم بتاؤ کہاں تک پہونچے۔؟

"نصف کام مکمل ہو چکا ہے"

"یعنی۔؟ روزینہ نے پوچھا۔

"آدھے کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ بنا کر میں اپنے پاس محفوظ کر چکا ہوں" کامران نے کہا۔ بقیہ کل مکمل کر لوں گا"

"کاغذات وہی ہیں نا جن کی پاس کو ضرورت ہے۔؟

"سو فیصدی وہی ہیں" کامران نے کہا۔

"کل کا دن تمہارے لئے ایک عظیم دن ہو گا کامران"

"کن معنوں میں۔؟ کامران نے پوچھا۔

"کل تم کروڑپتی ہو جاؤ گے"

"ہو تہہ" کامران نے سر ہلایا۔ مگر میں اس رقم سے فوری طور پر تو کوتی فائدہ نہیں اٹھا سکتا نا"

"کیوں۔؟ روزینہ نے پوچھا۔

"اس لئے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ بقیہ عمر جیل کی کال کوٹھڑی میں گزاروں یا اسپیشل عدالت مجھے گیس چیمبر میں بھجوادے"

"سمجھ گئی" روزینہ نے کہا۔ اگر تم فوری طور پر اس رقم کو کام میں لے آتے تو مشکوک ہو جاؤ گے اور تحقیقات ہوتی تو تمہارا راز نہ رہ سکے گا کیونکہ اتنی بڑی رقم کی موجودگی کے بارے میں تمہارے پاس کوتی معقول جواب نہیں ہے"

"بالکل ٹھیک" کامران نے کہا۔ چند سال بعد میں علالت کا بہانہ کر کے اپنا استعفیٰ دے دوں گا پھر ملک سے باہر چلا جاؤں گا تب کہیں جا کر یہ رقم میرے استعمال میں آسکے گی"

"پھر بھی" روزینہ نے کہا۔ چھوٹے موٹے کام تو تم اس رقم میں سے کچھ خرچ کر کے ا... ل ہی سکتے ہو"

"ہاں لیکن ایسے کام جن کے تکمیل پذیر ہونے پر میری پوزیشن مشکوک نہ ہو" کامران نے کہا۔ کیونکہ سیکرٹ سروس والے نظر رکھتے ہیں اور وہ بے حد خطرناک ہیں"

"ٹھیک ہے" روزینہ نے کہا۔ ہاتھ پیر بچا کر ہی کام کرنا"

"بالکل" کامران نے کہا۔ اسی لئے اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کل سے ایک ہفتے کے لئے یہاں کمرہ بک کرا لوں"

"وہ کیوں۔؟ روزینہ نے پوچھا۔

"تمہیں مہمان رکھنے کے لئے" کامران نے کہا۔

"ارے واہ" روزینہ کی کھنکتی ہوئی ہنسی کی آواز آئی۔ ابھی سے اتنے خوش ہو رہے ہو"

"کیوں۔؟ کامران نے کہا۔ خوش نہ ہوں۔؟

"ضرور ہو" روزینہ نے کہا۔ مگر آنے والی کل"

"چلو کل سہی" کامران نے کہا۔ کل کونسا دور ہے۔؟

"ہاں کل دور نہیں ہے" روزینہ نے کہا چند لمحے خاموشی رہی پھر

رونیتہ بولی۔ تمہارے ریکارڈ روم میں ایک فائل روسی معاملات سے متعلق موجود ہے تمہیں معلوم ہے۔؟

"ہاں کیوں۔؟ کامران نے پوچھا۔

"اس کی بھی شاید ضرورت پڑے۔"

"مگر۔" کامران نے کہا۔ وہ میری دسترس سے باہر ہے۔"

"یہ بعد میں دیکھیں گے کہ وہ ...."

نعمانی اتنا ہی سن سکا تھا کیونکہ اسکے عقب میں آہٹ ہوئی تھی وہ پھرتی سے مڑا اور ساکت رہ گیا۔ اسکے دائیں بائیں دو غیر ملکی موجود تھے اور ان کے خاموش ریوالوروں کی نالیں اسکے سینے کی جانب اٹھی ہوئی تھیں چہروں سے سفاکی جھلک رہی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔؟ نعمانی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور یہ تمیز داری ہے کہ کسی کی پرائیوٹ گفتگو چھپ کر سنی جاتے کیوں۔؟ ان میں سے ایک غرایا۔

"میں نے کسی کی گفتگو نہیں سنی۔" نعمانی غراہٹ بھرے لہجے میں بولا۔ ہٹاؤ ان ریوالوروں کو۔"

"بکومت اور جیسا ہم کہتے ہیں وہ کرو۔" دوسرا غیر ملکی ریوالور کی نال اسکی کمر سے لگاتا ہوا بولا۔ ورنہ سمجھ لو کسی کو کانوں کان بھی پتہ نہیں ہوگا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے۔"

"مطلب کیا ہے کیا چاہتے ہو تم لوگ۔؟ نعمانی غصیلے لہجے میں

بولا۔ اس یہاں سے لوٹنا چاہتے ہو۔؟
"ابھی دودھ کے دانت نہیں ٹوٹے تمہارے شاید۔" پہلے غیر ملکی نے
کہا پھر اسکا بازو پکڑتے ہوئے بولا۔ چلو ورنہ......"
اس ورنہ کے ساتھ ہی دوسرا ریوالور بھی نعمانی کی پسلیوں سے
آ لگا تھا مجبوراً اسے وہاں سے ہٹ کر ان لوگوں کے ساتھ چلنا پڑا
تھا وہ اسے لئے ہوئے پارکنگ میں آئے تھے۔
"دیکھو میں کہتا ہوں تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" نعمانی نے کہا۔ میں
کسی کی گفتگو ہرگز نہیں سن رہا تھا۔"
"بس اپنی بکواس بند کرو۔" ان میں سے ایک غرا کر بولا۔
"تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔؟ نعمانی نے پھر کہا۔
"اغوا۔" ان میں سے ایک نے کہا اور آگے بڑھ کر ایک گاڑی
کا دروازہ کھولنے لگا۔
"اغوا کر کے مجھ سے کیا پا لو گے۔؟ نعمانی نے کہا۔ صرف وہ چند ہزار
روپے جو میری جیب میں ہیں تو وہ تم ابھی لے لو۔"
کہتے ہوئے نعمانی نے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا تھا مگر دوسرے
نے تیزی سے ریوالور کی نال اسکے سینے پر رکھتے ہوئے کہا۔
"ہاتھ جیب سے نکالو ورنہ گولی مار دونگا۔"
"اچھا۔" نعمانی نے کہا اور آہستہ آہستہ ہاتھ جیب سے نکالنے
لگا وہ کچھ کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔

"اسے گاڑی میں بٹھاؤ۔" گاڑی کا دروازہ کھول کر اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھنے والے غیر ملکی نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"چلو۔" اسنے نعمانی کو دھکیلنے والے انداز میں ریوالور سے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ بس ایک لمحے کے لئے ریوالور کی نال نعمانی کے سینے سے ہٹی تھی اور ایسے ہی کسی موقعے کا منتظر تھا۔

نعمانی نے بڑی تیزی سے اسکے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا ساتھ ہی دوسرے ہاتھ کا گھونسہ اسکی ٹھوڑی پر پڑا تھا وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور گاڑی سے ٹکرا گیا۔

پھر سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ نعمانی کا دوسرا گھونسہ اسکے جبڑے پر پڑا اور وہ کراہتا ہوا ایک جانب ہٹنے کی کوشش میں گاڑی کے بمپر سے ٹکرا کر گرتا چلا گیا۔

دفعتاً نعمانی کی کمر پر لات پڑی اور وہ جھٹکا کھا کر آگے بڑھا اور گر جانے والے غیر ملکی سے ٹکرا کر اسکے اوپر گرتا چلا گیا۔ لیکن گرتے ہی اسنے الٹی قلابازی کھائی تھی اور اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا پھر کھڑے ہوتے ہی اگر وہ پھرتی سے ایک طرف نہ ہٹ جاتا تو۔؟

تو دوسرے غیر ملکی کی فلائنگ کک اسکی پسلیاں توڑ ڈالتی اسکے ہٹتے ہی وہ نیچے گرا تھا اور اسی لمحے نعمانی نے لات گھما کر اسکے جبڑے پر دے ماری۔ غیر ملکی کے منہ سے کراہ نکلی تھی اور وہ ایک جھٹکے سے دوسری جانب الٹ گیا تھا۔

مگر نعمانی بھی اپنی جگہ کھڑا نہیں رہ سکا تھا کیونکہ نیچے گرے ہوتے غیر ملکی نے اسکی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی تھی پھر جیسے ہی نعمانی نیچے گرا اسکی کنپٹی پر ضرب لگی اور اسکی آنکھوں کے آگے تاریکی چھاتی چلی گئی دوسرے ہی لمحے وہ گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔

ان دونوں غیر ملکیوں نے بڑی تیزی سے نعمانی کو اٹھا کر گاڑی کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور گاڑی حرکت میں لے آتے سڑک پر گاڑی لاتے ہی انہوں نے رفتار بڑھادی تھی مگر وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ایک گاڑی انکا تعاقب کر رہی ہے۔

صدیقی نعمانی جولیا اور چوہان کی رپورٹیں عمران کو مل چکی تھیں اور وہ ان پر غور کرنے کے بعد ایک نیتجے پر پہونچ چکا تھا اور کوبرا کو پکڑنے کے لئے وہ ایک منصوبہ بھی بنا چکا تھا مگر منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے وہ بلیک لائن اسٹیمر کا خود جائزہ لینا چاہتا تھا۔

اسی لئے وہ اندھیرا پھیلنے سے پہلے گھاٹ پر پہونچ گیا تھا پھر اسٹیمر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد وہ دانش منزل واپس آیا تھا اسٹیمر کو دیکھنے کے بعد اسکے ذہن میں ایک خیال ابھرا تھا۔

اور وہ اسی خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا اسی لئے جب وہ دوبارہ گھاٹ کی جانب روانہ ہوا تو اس کی گاڑی میں ہیرا کی کا سامان اور کچھ دوسری چیزیں موجود تھیں۔ گاڑی اسنے گھاٹ کے ایک سنسان حصّے میں روکی اور اتر کر باہر کا جائزہ لینے لگا۔

پھر ارد گرد سناٹا پاکر اسنے پھرتی سے غوطہ خوری کا لباس پہنا پھر ایک مخصوص بیگ شانے پر لادا آکسیجن سلینڈر کمر پر باندھے اور سمندر کے اوپر دور تک گئے ہوئے پشتے پر آگے بڑھنے لگا پھر ایک جگہ سے وہ پانی میں کود گیا گہرائی میں پہونچ کر وہ بلیک لائن اسٹیمر کی جانب بڑھنے لگا۔

کچھ دور جانے کے بعد اسنے بیگ کھول کر اس میں سے پانی میں کام آنے والی تیز روشنی والی ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی میں اپنے آس پاس کا جائزہ لینے لگا۔

بلیک لائن اسٹیمر ابھی دور تھا وہ پھر آگے بڑھنے لگا ٹارچ کی تیز روشنی میں وہ کشتیوں کے پیندے ان سے لٹکے ہوئے جال دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا پھر اسے بلیک لائن اسٹیمر نظر آگیا۔ اسکے پانی میں ڈوبے ہوئے حصّے پر بھی بلیک لائن بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا تھا نجانے کیوں حالانکہ پانی میں ڈوبے ہوئے حصّے پر نام نہیں لکھا جاتا۔ مگر بلیک لائن پر لکھا تھا مگر کیوں۔؟

یہی سوچتا ہوا عمران آگے بڑھا تو اس پر ایک اور انکشاف ہوا تھا جس نے اسے تجسّس میں مبتلا کر دیا تھا۔

اسٹیمر کے درمیان کا حصہ کسی لمبوترے بکس کی طرح سے نیچے نکلا ہوا تھا اس بکس نما حصے میں فولادی پٹ بھی لگے نظر آ رہے تھے۔ عمران اس کا جائزہ لیتا رہا یہ پٹ اسکے لئے حیرت انگیز ہی تھے اس لئے کہ ایسے پٹ اکثر چھوٹی آبدوزوں کے اندر انکے ایک خاص حصے میں لگے ہوتے ہیں۔

اس حصے میں جہاں سے غوطہ خور پانی کے اندر رہتے ہوئے آبدوز سے باہر بھی نکل سکتے ہیں اور اندر بھی جا سکتے ہیں۔

لیکن اس اسٹیمر میں اس قسم کے حصے کا ہونا اس کی سمجھ سے بالاتر ہی تھا ظاہر ہے وہ کوئی آبدوز تو نہیں تھی۔

عمران سوچتا رہا اور اس کا ہر طرح سے جائزہ بھی لیتا رہا پٹوں کے علاوہ اس بکس میں داخلے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

اور اگر تھا تو وہ اسٹیمر کے اندر سے تھا باہر سے نہیں عمران اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد اسٹیمر کے نیچے سے نکل آیا پھر وہ سطح آب کی جانب بڑھا تھا۔ دو کشتیوں کے درمیان وہ پانی سے ابھرا تھا پھر یہاں تاریکی پا کر وہ ایک کشتی پر چڑھ گیا۔

کشتی سے وہ برابر کی لانچ پر جا پہونچا۔ یہاں کسی کسی لانچ پر روشنی ہو رہی تھی لیکن اسٹیمر والا حصہ پوری طرح تاریک تھا سوائے اسٹیمر کے عرشے کے کہیں روشنی نہیں تھی۔

وہ اس لانچ تک جا پہونچا جس سے ملا ہوا اسٹیمر کھڑا تھا۔

عمران اس مسلح گارڈز کو دیکھ لیا تھا جو اسٹیمر کے عرشے پر کھڑے تھے۔

وہ اس حصّے کی جانب بڑھا جہاں اسٹیمر پر رسوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے اس ڈھیر سے کئی رسے نیچے بھی لٹک رہے تھے اسنے ایک رسا پکڑ کر اسے جھٹکا دیا مقصد یہ دیکھنا تھا کہ وہ اسکے وزن سے نیچے تو نہیں گر پڑیں گے مگر جھٹکا دینے کے بعد اسے اطمینان ہو گیا۔

رسا نیچے گرنے کے بجائے اس جیسے دو آدمیوں کا وزن بھی سنبھال سکتا تھا وہ تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ عرشے پر پہونچ کر وہ رک گیا رسوں کے ڈھیر کی آڑ سے اسنے دیکھا کہ دونوں گارڈز عرشے کے اس حصّے کا چکر لگانے کے بعد عقبی حصّے کی جانب بڑھ رہے تھے۔

پھر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ عمران نے کمر پر بندھا ہوا آکسیجن سلنڈر کھول کر وہیں رسوں کے ڈھیر کی آڑ میں ڈال دیا اور تیزی سے اس طرف بڑھا جس طرف نیچے جانے والے زینے نظر آرہے تھے۔

اسٹیمر کے نچلے حصّے میں زینوں کے اختتام پر چھوٹی سی راہداری تھی جس میں کئی دروازے نظر آرہے تھے۔ وہ رک کر اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگا کہ اسٹیمر کے پیندے میں نظر آنے والے مکبس نما حصّے کا راستہ کس کیبن میں ہو سکتا ہے۔؟

اندازے سے وہ ایک کیبن کے دروازے پر رکا اور آہٹیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ کیبن خالی محسوس ہو رہا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا پھر ٹارچ روشن کر کے کیبن کا جائزہ لیا۔

یہاں اسے فرش میں کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔

اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد وہ کیبن سے باہر نکل کر اس کے سامنے والے دوسرے کیبن میں داخل ہو گیا اور فرش کا جائزہ لینے لگا ایک جگہ اسے شبہ ہوا تھا کہ وہاں نچلے بکس نما حصے کا راستہ ہو سکتا ہے۔ اسنے جھک کر اس تختے کو اٹھانا چاہا تھا۔

جو مربع شکل میں تھا اور ایک ھک اس میں لگا نظر آرہا تھا ھک پکڑ کر کھینچتے ہی وہ مربع نما تختہ اوپر اٹھتا چلا آیا۔ اسے ایک جانب ٹکا کر عمران نے ٹارچ کی روشنی اندر ڈالی اور دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا نیچے اسی بکس کا اندرونی حصہ تھا۔

جو وہ پانی میں رہ کر دیکھ آیا تھا اس بکس نما حصے میں نیلے، رنگ کی گاڑی کھڑی ہوتی تھی۔ ویسی ہی گاڑی جیسی ایک گاڑی میں کوبرا اسکی گرفت سے فرار ہو گیا تھا۔

نیچے اترنے کے لئے لوہے کے زینے بنے ہوئے تھے وہ تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا اب وہ بڑی آسانی سے گاڑی کا جائزہ لے سکتا تھا۔ اوپر سے بلو نظر آنے والی گاڑی ہلکے آسمانی کلر کی ثابت ہوتی تھی۔

عمران کو وہ گاڑی غیر معمولی لگی تھی اسنے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر سے اسکا جائزہ لینے لگا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اس گاڑی کی ساخت کو سمجھ چکا تھا۔

کچھ سوچ کر اسنے شانے پر لٹکے تھیلے سے ایک چار مربع انچ کی ڈبیہ نکالی اور اسکے ایک سرے پر بنی گھنڈی کو پکڑ کر کھینچا گھنڈی ایریل کی طرح باہر نکل آئی تھی عمران نے اسے ایک انچ تک باہر نکالا پھر ہاتھ بڑھا کر اس سیاہ ڈبیہ کو ڈیش بورڈ کے نیچے چپکا دیا۔

اس ڈبیہ میں کسی بھی چیز سے مضبوطی سے چپکنے کی صلاحیت تھی بس اتنا کرنا پڑتا تھا کہ چپکاتے ہوئے ڈبیہ کی سطح پر نظر آنے والے لالو نشان کو دبا دیا جاتا تھا۔

گاڑی سے باہر نکل کر اسنے دروازہ بند کیا اور لوہے کے زینے چڑھ کر کیبن میں پہونچ گیا۔ کیبن میں پہونچ کر اسنے بکس کا دروازہ بند کیا اور کیبن سے نکل آیا۔

پھر اُسے رسوں کے ڈھیر تک اور وہاں سے لانچ پر پہونچنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہوتی تھی۔

کامران اپنے آفس سے نکل کر گاڑی میں آبیٹھا۔ آج بھی وہ خود ہی گاڑی اسٹارٹ کر رہا تھا۔ گیٹ سے نکل کر اسکی گاڑی سڑک پر دوڑنے لگی تھی وہ کسی خیال میں گم تھا کہ چونک پڑا۔

اسے گاڑی کے ڈیش بورڈ کے اوپر ایک کیسٹ رکھا ہوا نظر آیا تھا
اسنے کیسٹ اٹھالیا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا پھر کیسٹ پر بنے
ہوئے کوبرا کے نشان پر نگاہ پڑتے ہی وہ چونک پڑا۔
چند لمحے سوچتا رہا پھر ڈیش بورڈ کے ساتھ لگے ہوئے ٹیپ
ریکارڈر میں اسنے کیسٹ لگایا اور اسے آن کر دیا۔ فوراً ہی اسے کوبرا
کی مخصوص آواز سنائی دی وہ اسی سے مخاطب تھا۔

کامران گاڑی شیرٹن ہوٹل میں کھڑی کر دو
اور ہال میں چلے جاؤ۔ ریکریشن ہال میں کوبرا کے
نام سے جو تم سے رابطہ قائم کرے اسکی ہدایت پر
عمل کرو اس طرح تم میرے پاس پہونچ جاؤ گے۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی اسنے
ٹیپ بند کیا اور گاڑی چوراہے سے گھما دی۔ چند منٹ بعد وہ شیرٹن
ہوٹل کے پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر رہا تھا۔ پارکنگ سے نکل کر
وہ ہوٹل کے اندر داخل ہو کر ریکریشن ہال کی جانب بڑھا۔
ابھی وہ ہال کے دروازے تک ہی پہونچا تھا کہ ایک آدمی اسکے
ساتھ ساتھ چلنے لگا ساتھ ہی وہ بڑبڑایا بھی تھا۔

"کوبرا۔"

"بلیک کوبرا۔" کامران نے کہا۔

"میرے ساتھ آئیے۔" اس آدمی نے کہا اور ریکریشن ہال کے برابر

والی راہداری میں داخل ہو گیا۔

راہداری طے کر کے وہ عقبی دروازے پر پہونچے اور باہر نکل آئے دروازے کے قریب ہی ایک کھٹارہ سی گاڑی کھڑی ہوئی تھی وہ اس میں بیٹھے اور گاڑی حرکت میں آگئی۔

"آپ ذرا دب کر بیٹھیں جناب" اسکے ساتھ آنے والے نے کہا اور کامران نیم دراز ہو گیا۔

"ہم کہاں چل رہے ہیں۔؟" کامران نے پوچھا۔

"بات کرنے کی اجازت نہیں ہے جناب" اسکے ساتھ آنے والے نے کہا۔ جبکہ اسٹیرنگ کرنے والا خاموش ہی رہا تھا۔

کامران خاموشی سے نیم دراز رستے ہوتے گزرنے والے راستوں کو دیکھ رہا تھا پھر اسے احساس ہوا کہ گاڑی شہر سے باہر جا رہی ہے۔ چند منٹ کے سفر کے بعد گاڑی ایک بڑے سے گیٹ میں داخل ہو گئی۔

پھر وہ جس جگہ رکی وہاں دائیں بائیں ٹوٹی پھوٹی گاڑیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

"اتر جائیے جناب" اسکے ساتھ آنے والے نے کہا اور کامران، چپ چاپ گاڑی سے اتر گیا اسکے اترتے ہی گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی تھی کامران نے حیرت سے اپنے اردگرد دیکھا تھا۔

یہاں تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کھمبے لگے ہوئے تھے جن پر بلب روشن تھے انکی روشنی میں وہ یہاں کا جائزہ لے سکتا تھا۔

"خوش آمدید مسٹر کامران" کسی نے کہا تھا۔ کامران چونک کر آواز کی سمت مڑا اور حیرت زدہ رہ گیا۔

اسکے سامنے ایک غیر ملکی سیاہ چغہ پہنے کھڑا ہوا تھا اسکے چغے پر، سنہری رنگ کا کوبرا بنا ہوا تھا نجانے وہ پینٹ کیا گیا تھا یا اسے کاڑھا گیا تھا۔

"کوبرا۔؟ کامران کے منہ سے نکلا۔

"ہاں" سیاہ چغے والے نے کہا۔ تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے"

"مجھے بھی" کامران نے کہا۔

"کام ہو گیا۔؟

"جی ہاں" کامران نے ہاتھ میں پکڑے بریف کیس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ آج دوپہر ہی کام مکمل کر لیا تھا"

"گڈ" کوبرا نے کہا۔ اور بریف کیس مجھے دے دو۔"

"ضرور" کامران نے کہا۔ مگر آپکا وعدہ۔؟

"وہ یاد ہے" کوبرا نے کہا۔ بلیک میلنگ اسٹف اور رقم تمہیں ابھی مل جائے گی اور......"

"اور کیا۔؟ کوبرا کے خاموش ہونے پر کامران نے پوچھا۔

"روزینہ تمہیں کل مل سکے گی"

"ٹھیک ہے" کامران نے کہا۔

"بریف کیس مجھے دے دو" کوبرا نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ایکشن سسپنس اور ہنگاموں سے بھرپور

عمران کا نیا ناول

کوبرا

مصنف — ایس قریشی

ہ۔ سانپ کا ڈسا بچ جاتا ہے مگر کوبرا کا ڈسا پانی تک نہیں مانگ پاتا۔

ہ۔ کیا وہ عمران کو مار ڈالنا چاہتے تھے۔؟ اگر نہیں تو اسکے فلیٹ میں دنیا کے خطرناک ترین سانپ کیوں ڈالے گئے تھے۔؟

ہ۔ ایسے مجرم جن کا جرم ثابت کرنے میں عمران کو دانتوں پسینہ آجاتا ہے وہ جرم کیا تھا۔؟

ہ۔ عمران اور سیکرٹ سروس کی زندگی کی ایک یادگار اور خونی کہانی ایسے مجرموں سے انکا سابقہ کبھی نہیں پڑا تھا۔

لمحہ لمحہ سنسنی قدم قدم موت کی آہٹ۔

عمران سیریز میں ایک منفرد اور یادگار کہانی جسے آپ کے محبوب مصنف ایس قریشی نے آپکی پسند کے مطابق لکھا ہے۔

آج ہی درج ذیل پتے سے طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

"لو" کامران نے بریف کیس والا ہاتھ کوبرا کی طرف کرتے ہوئے کہا لیکن پھر ایسا ہی لگا تھا کہ جیسے بجلی چمک گئی ہو دوسرے ہی لمحے بریف کیس کامران کے ہاتھ سے نکل گیا مگر وہ کوبرا کے ہاتھ بھی نہیں لگا تھا بلکہ اسے وہ جھپٹ لے گیا تھا جو اب ان سے چند قدم دور کھڑا تھا۔

اس کے جسم پر سیاہ چست لباس تھا چہرے پر معصومیت تھی مگر آنکھوں سے گویا بجلیاں خارج ہو رہی تھیں۔ کامران ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا جبکہ کوبرا کے لبوں پر بڑی خونخوار مسکراہٹ تھی۔

"کون ہو تم۔۔؟ کوبرا کے حلق سے کرخت آواز نکلی۔

"وہی جسے تم نے کاپٹر کے ذریعے اٹھوایا تھا" سیاہ لباس والے نے کہا۔

"تو تم اس گاڑی میں نہیں تھے۔۔؟ کوبرا نے کہا۔

"اسی میں تھا اب یہ اور بات ہے کہ تمہارے آدمی نے کاپٹر کو ایک چالیس منزلہ عمارت پر سے گزارہ اور یہ بھول گیا کہ میں اس عمارت کی چھت پر آسانی سے کود سکتا ہوں"

"تو یہ بات ہے" کوبرا نے کہا۔ مگر تم زندہ بچ کر یہاں سے نہیں جا سکتے علی عمران اب تمہاری قبر یہاں پر ہی بنے گی"

"ضرور قبر بناؤ" عمران نے کہا۔ مگر پہلے یہ بتا دو کہ میری گاڑی کہاں ہے بڑی قیمتی گاڑی ہے وہ۔"

"تمہیں بھی اسی کے پاس پہنچا دیا جائے گا فکر مت کرو" کوبرا نے کہا پھر عمران کے عقب میں دیکھتے ہوئے چلا کر کہا۔ پکڑ لو اسے"

"پرانا حربہ ہے" سیاہ لباس والے نے چونک کر عمران ہی تھا مسکرا کر کہا۔
"اچھا" کوبرا کے لبوں پر بڑی خونخوار مسکراہٹ ابھری تھی پھر اس نے بڑی تیزی سے عمران پر جست لگائی تھی۔
اتنی تیزی سے کہ عمران جیسا ذی ہوش اور پھرتیلا انسان بھی چوک گیا نتیجے کے طور پر کوبرا اس کو دبوچے ہوئے گرتا چلا گیا لیکن زمین سے کمر لگتے ہی عمران نے اپنے جسم کو اس طرح اچھالا تھا کہ جیسے وہاں اسپرنگ لگے ہوئے ہوں دوسرے ہی لمحے کوبرا اچھل کر دور جا گرا۔
عمران نے اسی پر بس نہیں کی تھی اس نے اٹھتے اٹھتے جست لگائی تھی اور کوبرا کے فلائنگ کک ماری تھی۔ کوبرا نے بچنا چاہا تھا مگر بچتے بچتے بھی کک کوبرا کے شانے پر لگی اور اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس کے شانے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔
لیکن اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کوبرا عمران کے زمین پر گرتے ہی اچھل کر گھٹنوں کے بل عمران پر گرا تھا۔ مگر نہیں۔ عمران پر کہاں۔ وہ تو سخت زمین پر گرا تھا اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی تھی کیونکہ عمران تو اسکے اچھلتے ہی جگہ چھوڑ چکا تھا۔
اور زمین پر گرنے سے کوبرا کے دونوں گھٹنوں کی ہڈیاں چٹخ گئی تھیں اس نے پھرتی سے اٹھنا چاہا تھا مگر کراہ کر رہ گیا۔
"اب تم کبھی اپنے پیروں سے نہ چل سکو گے کوبرا" عمران نے کہا۔
پھر کامران سے مخاطب ہوا۔ اور تم تو اپنے آپ کو زندہ مردہ ہی تصور

کر دو مسٹر کامران ایسا مردہ جو جیتے جی قبر میں اتار دیا جاتا ہے“

”مم ...... میں ...“ کامران ہکلا کر رہ گیا۔

دفعتاً کوبرا کے حلق سے سیٹی کی سی تیز آواز نکلی تھی دوسرے ہی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ آوازیں چاروں جانب سے آتی محسوس ہو رہی تھیں۔ عمران نے دائیں بائیں دیکھا اور ایک جانب دوڑ پڑا۔ پھر وہ ٹوٹی پھوٹی کاروں کے ایک ڈھیر کے عقب میں رک گیا۔

آنے والے قریب آ گئے۔ وہ تعداد میں دس بارہ تھے اور ان سب ہی کے ہاتھوں میں ریوالور دبے ہوئے تھے۔

”اس طرف ایک سیاہ پوش گیا ہے بھون ڈالو اُسے۔“ عمران نے کوبرا کی چلاتی ہوئی آواز سنی۔

آواز کے ساتھ ہی قدموں کی چاپ اُسی جانب بڑھتی سنائی دی تھی ساتھ ہی کئی ٹارچوں کی روشنی وہاں چکرانے لگی تھی۔ پھر وہ روشنی آگے نکلتی چلی گئی۔ عمران اپنی جگہ سے نکلا اور اس طرف بڑھا جس طرف اسنے کوبرا کو چھوڑا تھا مگر۔

اچانک ایک جھٹکے سے وہ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اسکے آگے بڑھتے ہی فولادی رسے کا پھندا اس کی کمر میں آ پڑا تھا اور دوسرے ہی لمحے اسکے کھینچے جاتے ہی وہ بھی اسکے ساتھ ہی فضا میں بلند ہوتا چلا گیا تھا۔

اسکے دونوں ہاتھ بھی پھندے میں پھنس کر رہ گئے تھے اور وہ

ترازو

کی ڈنڈی بنا فضا میں جھول رہا تھا۔ دفعتاً عمران نے جھکولا لیتے ہوئے خود کو فضا میں اچھالا اور بڑی تیزی سے دونوں ہاتھوں کو جھٹکا دیا۔ جھکولا لینے سے اسکا جسم فضا میں اچھلا تھا جسکی وجہ سے پھندے پر بوجھ ختم ہو گیا تھا لہذا عمران کے ہاتھوں کو جھٹکا دیتے ہی پھندا ڈھیلا ہو گیا۔

اور عمران نے دونوں ہاتھ پھندے سے باہر نکال لئے بریف کیس اب۔ اسکے ہاتھ میں نہیں تھا وہ نیچے گر چکا تھا۔ اسکے جسم کے نیچے، ہٹتے ہی پھر جھٹکا لگا اور وہ فضا میں جھولنے لگا لیکن اب اسکے ہاتھ آزاد تھے اسنے رسے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

پھر وہ اوپر چڑھنے لگا۔ رسا ایک کرین کے ہک میں پھنسا ہوا تھا عمران ہک تک پہونچا اور خود کو رسے کی گرفت سے آزاد کرالیا کرین بڑی تیزی سے ایک جانب گھوم رہی تھی۔

عمران نے نیچے دیکھا اور چونک پڑا سامنے ہی زمین میں خلا نظر آرہا تھا اسی خلا میں ناکارہ گاڑیاں اور دوسرا اسکریپ ڈال کر اسے پریس کر کے گانٹھ بنائی جاتی تھی اس وقت بھی خاصہ اسکریپ اس خلا میں موجود تھا۔

شاید وہ اسے بھی اسی اسکریپ میں ڈال دینا چاہتے تھے خلا کے اوپر پہونچتے ہی کرین رک گئی پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سوچتا اسکے جسم کو جھٹکا لگا۔ ایسا محسوس ہوا تھا کہ جیسے کئی ہزار واٹ کا کرنٹ اسے لگا ہو۔

دوسرے ہی لمحے وہ کرین سے پکے ہوئے پھل کی طرح الگ ہو کر نیچے گرنے لگا کرنٹ کا جھٹکا لگنے کے باوجود اسکے ہوش حواس قائم تھے اور وہ جانتا تھا اگر وہ نیچے خلا میں گر پڑا تو۔

دنیا کی کوئی طاقت اسے مرنے سے نہ بچا سکے گی اور اس کا جسم، گوشت اور ہڈیوں کا ڈھیر بن کر گا نٹھ کا ایک حصّہ بن جائے گا جو کہ بھٹی میں جا کر راکھ کی شکل اختیار کر لے گا۔

اور کوئی نہ جان سکے گا کہ عمران کہاں گیا اور اس کا کیا حشر ہوا نہیں اسکے ذہن نے کہا وہ نہیں مرے گا۔ اس طرح مرنے والے عمران نہیں کہلاتے اسنے اپنے حواسوں کو پوری طرح چاق وچوبند کیا پھر جیسے ہی اسکے پیر اسکریپ سے ٹکراتے۔

وہ بجلی کی طرح اسکریپ پر زور دے کر اچھلا بالکل اسی طرح جس طرح زمین پر گرنے کے بعد گیند ٹپا کھا کر اچھلتی ہے دوسرے ہی لمحے وہ خلا سے باہر تھا صرف ایک لمحے کی دیر ہوتی تو خلا کے کناروں سے باہر نکلنے والی فولادی پلیٹیں اسے دبوچ لیتیں۔

باہر کنارے پر گرتے ہی وہ اچھلا اور فضا گولیوں کے دھماکوں سے گونج اٹھی اسے تلاش کرنے والے درجن بھر افراد نے اس پر فائر کئے تھے مگر وہ انکے ٹریگر دبانے سے ایک لمحے پہلے وہ جگہ چھوڑ چکا تھا نہ چھوڑی ہوتی تو اس کا جسم چھلنی بن جاتا۔

دوسری جست میں وہ اسکریپ کے ایک ڈھیر کی آڑ میں جا گرا

اب وہ کسی حد تک محفوظ تھا۔

"پکڑو اسے جانے نہ پائے" اسنے کوبرا کی غراہٹ سنی اور اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی کشت و خون سے بھرپور مسکراہٹ اسنے خود کو ایک ٹوٹی پھوٹی کار میں گھسا دیا۔

پھر سیٹ گاڑی کے ٹوٹے ہوئے سوراخ کے آگے لگا کر اسنے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کرا اور بولنے لگا۔

"کہاں تک پہونچے ہو سویٹ؟"

"فیکٹری کے گرد گھیرا مکمل ہو چکا ہے" دوسری جانب سے فیاض کی پر جوش آواز سنائی دی تھی۔

"بس تو دیر کس بات کی ہے" عمران نے کہا شروع ہو جاؤ مگر خبردار گھیرا توڑ کر کوئی نکلنے نہ پائے"

"ایسا ہی ہوگا" فیاض کی آواز آئی اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا اسکے ساتھ ہی فضا میں اسٹین گنیں اور ریوالوروں سے فائر کرنے کی آوازیں گونجنے لگیں۔

پے در پے فائر ہو رہے تھے پھر کئی چیخیں سنائی دی تھیں اسکے ساتھ ہی لاؤڈ اسپیکر پر کچھ کہا جانے لگا مگر جو کہا جا رہا تھا وہ اسکی سمجھ میں نہیں آسکا تھا ویسے وہ اندازہ لگا سکتا تھا یقیناً ان لوگوں کو ہتھیار ڈالنے اور خود کو پولیس کے حوالے کر دینے کے لئے کہا جا رہا تھا۔ عمران نے گردن ہلائی۔

بیس منٹ بعد سناٹا چھا گیا اور لاؤڈ اسپیکر پر اسے پکارا جانے لگا وہ اپنی جگہہ سے نکل کر اس طرف بڑھا جس طرف فیکٹری کی عمارت تھی اب پورا ایریا تیز سرچ لائیٹوں کی روشنیوں میں جگمگا رہا تھا۔ عمران فیاض کے پاس پہونچا چالیس آدمی وہاں موجود تھے جن میں سے دس مردہ تھے عمران ایک ایک کو دیکھنے لگا لیکن اسے کوبرا ان میں نظر نہیں آیا تھا البتہ کامران موجود تھا۔

"کوئی نکل کر تو نہیں گیا۔" عمران نے فیاض سے پوچھا۔

"نہیں کیوں۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"ایک آدمی ان میں نہیں ہے۔" عمران نے کہا پھر قیدیوں میں موجود رازی کو گھورتے ہوئے بولا۔ کہاں ہے وہ۔؟

"کون۔؟ رازی نے چونک کر پوچھا۔

"اب یہ بھی میں ہی بتاؤں۔؟ عمران غرایا تھا۔

"وہ... وہ اسکریپ پریسنگ مشین آپریٹنگ کیبن میں چھپا ہوا ہے۔" کامران بول پڑا۔

"چار آدمی لے کر آؤ۔" عمران نے کہا اور وہ تیزی سے اسکریپ پریسنگ مشین کی جانب بڑھنے لگے۔ آپریٹنگ کیبن میں وہ موجود تھا مگر بیہوشی کی حالت میں۔

عمران نے اسکا جائزہ لیا اور سر ہلا دیا۔ ٹارچوں کی روشنی میں عمران کی نگاہ اسکے کانوں پر جمی ہوئی تھی۔

کوبرا کے دونوں کان سیدھے تھے بالکل نارمل۔ اسنے کوبرا کے ارد گرد کا جائزہ لیا کامران کا دیا ہوا بریف کیس وہاں موجود تھا۔ عمران نے بریف کیس سنبھالا اور فیاض سے بولا۔

"یہ آدمی کامران اور بریف کیس میں لے جاؤں گا۔"

"مگر۔" فیاض نے کہنا چاہا۔

"ہزاروں کلوگرام ہیروئین کی برآمدگی بمعہ مجرموں اور ثبوتوں کے کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے۔" عمران غرایا اور فیاض سر ہلا کر رہ گیا وہ جانتا تھا کہ وہ عمران کی مخالفت کر کے کامیاب نہیں ہو سکے گا اور وہی ہوگا جو وہ چاہتا ہے۔

لہذا انکار کرنے یا بحث کرنے کا کیا فائدہ۔؟ وہ ماتحتوں کو مجرموں کے بارے میں ہدایت دینے لگا۔

/

وہ شوگر مل ابھی زیر تعمیر تھی جس کے ایک ہال کمرے میں چالیس کمانڈو خاکی رنگ کے چست لباس میں ملبوس آٹومیٹک گنیں شانے سے لٹکاتے کھڑے اس اسٹیج کی جانب دیکھ رہے تھے کہ جہاں شیام کمار اس کا منیجر اسٹیفن اور ایک نقاب پوش کھڑے ہوئے تھے شیام کمار کہہ رہا تھا۔

"یہ مسٹر مدن کمار ہمارے نئے سربراہ ہیں اور آج کے بعد یہی تم سب لوگوں کو لیڈ کریں گے میں بھی انکے اسسٹنٹ کے طور پر ساتھ رہوں گا اس بارے میں کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔؟

"کیا یہ تبدیلی ہیڈ کوارٹر کی جانب سے عمل میں آئی ہے۔؟ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہاں ورنہ میری کیا جرات ہے کہ میں ایسا کر سکتا" شیام کمار نے کہا پھر نقاب پوش کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اب مدن کمار آپ کو آئندہ کے لئے پلان بتائیں گے"

"دوستوں" نقاب پوش نے کہا۔ ہمیں اس ملک کا تختہ الٹنا ہے اس ملک کو تباہ کرنا ہے اور اس کے لئے سب سے پہلے ہمیں انکی معیشت تباہ کرنا ہے بڑے بڑے سیاسی لیڈروں کو قتل کرنا ہے اور ..." وہ بڑی تیزی سے بولتا جا رہا تھا۔

وہاں موجود افراد بڑی توجہ سے ایک ایک لفظ سن رہے تھے مگر وہ اس سے بے خبر تھے کہ ہال کمرے سے باہر موجود انکے پہرے دار ایک ایک کر کے بڑی خاموشی سے ٹھکانے لگائے جا رہے ہیں۔

"تو اس طرح ایک ہفتے میں ہم اس ملک کو تباہی کے اس کنارے پر پہنچا دیں گے کہ جہاں یہ ملک اور اس کے باشندے صرف تمہارے غلام بن کر تمہارے ملک میں ضم ہو کر ہی بچ سکیں گے"

"منصوبہ اچھا ہے اور ..." ایک کمانڈو نے کہنا چاہا مگر اسکا

جملہ ادھورا رہ گیا ایک آدمی دھڑ سے دروازہ کھول کر اندر گھس آیا تھا اسکے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔

"پولیس یہ اسکے منہ سے نکلا اور وہ فرش پر گر کر ساکت ہوگیا وہ لوگ بری طرح سے چونکے تھے پھر وہ گنیں سنبھال کر دروازوں کی جانب بڑھے ہی تھے کہ ایک سفاکی سے بھرپور آواز وہاں گونجی۔

"جو اپنی جگہہ سے حرکت کرے گا بھون ڈالا جائے گا کیونکہ تم سب درجنوں ٹامی گنوں کی زد پر ہو۔"

اُن کو اس آواز کے ساتھ ہی سکتہ ہو گیا تھا لیکن ایک لمحے کے لئے دوسرے ہی لمحے ان میں سے کئی نے تیزی سے حرکت کرتے ہوئے آواز کی سمت فائر کھول دیا تھا مگر۔

ہال کے اوپری حصے میں چاروں طرف بنی ہوئی گیلریوں کے مختلف حصوں سے کئی گنیں گرجیں اور فائرنگ کرنے والے چھلنی ہو کر گرتے چلے گئے ان کے ساتھ اور بھی کئی کمانڈو ہلاک ہو گئے تھے۔

"اور کسی کو اپنی چالاکی اور پھرتی آزمانی ہے تو آزمالے ورنہ ایک ایک کر کے کمانڈو اپنی گنیں فرش پر ڈال کر ہاتھوں کو سر پر رکھ کر دروازے سے باہر نکلنا شروع کر دیں۔"

اس بار کسی نے مزاحمت نہیں کی تھی شیام کمار اسٹیفن اور نقاب پوش کے علاوہ سب ایک ایک کر کے باہر نکل گئے تھے جہاں آرمی کے کمانڈوز نے انہیں گرفتار کر لیا تھا۔

"اب تم لوگ بھی باہر نکلو اور کوئی حرکت کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ اس کا کیا انجام ہو سکتا ہے" اسی سفاک آواز نے کہا اور وہ تینوں ہاتھوں کو سر پر رکھ کر اسٹیج سے نیچے اتر آئے۔ پھر وہ دروازے کے قریب ہی پہونچے تھے کہ نقاب پوش نے حرکت کی۔

اور وہ اچھل کر دروازے سے چند فٹ دور چلا گیا اسکے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور وہاں دھواں پھیلتا چلا گیا۔

"خبردار خبردار" سفاک آواز نے کہا۔ پھر درجنوں فوجی کمانڈو ہال میں گھس آئے تھے۔ انہوں نے ہال اور پھر اسٹیج کا چپہ چپہ چھان مارا مگر نقاب پوش کو نہ ملنا تھا وہ نہیں ملا۔

"سوری سر" ایک کیپٹن عمران سے کہہ رہا تھا۔ وہ نقاب پوش پتہ نہیں کس بل میں گھس کر غائب ہو گیا ہے کہ ہمارے آدمی اسے تلاش نہیں کر سکے"

"کوئی بات نہیں" عمران نے کہا تم ان سب قیدیوں کو ہیڈ کوارٹر بھجوا دو اور خود اسٹار نائٹ کلب پر چھاپہ مار کر وہاں کی تلاشی لو اور اپنے کمانڈر کو رپورٹ کرو"

"یس سر" کیپٹن نے کہا اور عمران وہاں سے آگے بڑھ گیا چند لمحے بعد وہ اپنی گاڑی میں تیزی سے شہر کی جانب بڑھ رہا تھا دفعتاً، ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔

"ایکسٹو" اسنے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"اٹ از صدیقی چیف" دوسری جانب سے کہا گیا۔ مل کی جانب سے ایک کار بڑی تیزی سے شہر کی جانب روانہ ہوئی ہے میں اس کا تعاقب کر رہا ہوں۔ گاڑی سیاہ رنگ کی ٹیوٹا ہے"

"گڈ" عمران نے کہا۔ اگلے کراسنگ پر نعمانی کی گاڑی ہو گی تم اسے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے گاڑی کی نشاندھی کر کے ہٹ جاؤ گے"

"رائیٹ چیف" صدیقی کی آواز آئی۔ عمران نے رابطہ منقطع کیا پھر نعمانی سے رابطہ ملایا۔

"دیکھو" اسنے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ صدیقی ایک سیاہ گاڑی کا تعاقب کر رہا ہے وہ تم سے رابطہ قائم کر کے اسکی نشاندھی کرے گا اور الگ ہو جائے گا اسکے بعد تمہیں تعاقب کرنا ہے"

"بہت بہتر جناب عالی" نعمانی کی آواز آئی۔

"صرف دور رہ کر تعاقب کرنا ہے اور بتاتے جانا ہے کہ وہ کس طرف کا رخ کر رہا ہے" عمران نے کہا۔

"کیا میں ٹرانسمیٹر آن رکھوں چیف۔؟ نعمانی نے پوچھا۔

"ضروری ہے ورنہ راستوں کے بارے میں کیسے رپورٹ دو گے۔؟" عمران نے کہا۔

"او۔ کے چیف" نعمانی کی آواز آئی اور عمران خاموش ہو گیا چند لمحے سوچتا رہا پھر فریکوئنسی تبدیل کی اور کال کرنے لگا۔

"ہیلو" بلیک زیرو ہیلو بلیک زیرو آئی کالنگ ہیلو"

"بول رہا ہوں جناب عالی" فوراً ہی بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"کیا رہا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"بلیک لانچ کو گھیرنے کا انتظام ہو گیا ہے جناب" بلیک زیرو نے بتایا۔ کھلے سمندر میں پہونچنے سے پہلے ہی اسے روک لیا جائے گا۔ اور اگر اس پر سے کسی نے ساحل پر آنے کی کوشش کی تو پکڑ لیا جائے گا"

"گڈ" عمران نے کہا۔

"وہاں کیا رہا جناب عالی۔؟"

"سب پکڑ لئے گئے صرف کوبرا نکل جانے میں کامیاب ہو سکا ہے"

"اوہ تو وہ پھر فرار ہو گیا۔؟" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"اس بار وہ فرار نہیں ہو پائے گا"

"ابھی آپ کہہ رہے تھے جناب کہ......"

"وہ شوگر مل سے فرار ہو گیا ہے یہی نا" عمران بات کاٹ کر بولا۔ اب وہ ایک گاڑی میں شاید گھاٹ کی جانب بڑھ رہا ہے"

"وہ نگاہ میں ہے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ میں نے صدیقی نعمانی اور چوہان کو بلا وجہ ہی تو شوگر مل سے دور دونوں سڑکوں کی نگرانی پر تو نہیں لگایا تھا نعمانی اب اسکا تعاقب کر رہا ہے"

"میں گھاٹ پر پہونچوں جناب۔؟"

"ہاں مگر گاڑی ہی میں رہنا ضرورت پڑنے پر میں تمہیں بلا لونگا

سمجھ گئے تا۔؟ عمران نے کہا۔
"جی ہاں جناب عالی"
"دیٹس آل" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا پھر نعمانی کی فری کوئینسی ملاتی تھی فوراً ہی اسکی آواز آئی۔
"آپ کہاں ہیں چیف۔؟
"رپورٹ" عمران نے کہا۔
"وہ گھاٹ پر پہونچنے والا ہے جناب" نعمانی کی آواز آئی گھاٹ پر پہونچ کر مجھے کیا کرنا ہے۔؟
"وہاں ایک اسٹیمر بلیک لائن اتیکر ہے اگر وہ اس پر جائے تو تم کوئی مداخلت نہیں کروگے بلکہ عمران کا انتظار کروگے دوسری صورت میں گاڑی والا جہاں جائے تم اسکا سایہ بنے رہوگے"
"رائیٹ چیف" نعمانی کی آواز آئی۔ اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا اور گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔
"نعمانی بول رہا ہوں چیف" چند لمحے بعد نعمانی کی کال پھر آئی۔ وہ بلیک لائن اسٹیمر پر ہی گیا ہے"
"عمران کا انتظار کرو" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا پھر بلیک زیرو سے رابطہ قائم کر کے بولا۔ کہاں تک پہونچے۔؟
"تین منٹ بعد گھاٹ پر ہونگا جناب" بلیک زیرو نے کہا۔
"وہ اسٹیمر پر پہونچ گیا ہے میں ریڈ کر رہا ہوں" عمران نے کہا۔

تم اپنے ماتحتوں کو حکم دو کہ وہ چوکنے رہیں۔"
"رائیٹ چیف!" بلیک زیرو کی آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا
عمران کی گاڑی بندرگاہ کی حدود میں داخل ہو چکی تھی اسنے گاڑی کا رخ گھاٹ کی جانب کر دیا اور گاڑی بلیک لائن اسٹیمر کی سیدھ میں ایک کنارے روک دی اور اتر پڑا۔
"وہ اسٹیمر پر جا چکا ہے جناب" فوراً ہی ایک جانب سے خاور نے اسکے قریب آتے ہوئے کہا۔
"مجھے معلوم ہے" عمران نے کہا پھر اسنے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے مخصوص انداز میں ہلائے۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ سیکرٹ سروس کے وہاں موجود ممبر اسکے پاس آجائیں۔
ایک لمحے بعد ہی خاور کے علاوہ چوہان صدیقی نعمانی اور جولیا اسکے پاس پہونچ گئے اور وہ اسٹیمر بلیک لائن کی جانب بڑھنے لگے وہ بڑی آسانی سے بلیک لائن کے عرشے پر پہونچ گئے۔ یہاں سناٹا پڑا تھا ایک گارڈ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔
عمران نے تیزی سے کیبنوں کی تلاشی لی پھر کیپٹن والے کیبن سے نکلنا ہی چاہتا تھا کہ ہلکی سی سرسراہٹ ہوئی اور وہاں ایک جانب رکھا ٹی وی آن ہو گیا۔ وہ چونک کر رک گئے فوراً ہی ٹی وی اسکرین پر کوبرا کا چہرہ نظر آیا تھا۔
"خوش آمدید میرے ذہین دشمن" وہ کہہ رہا تھا۔ مجھے پتہ

ہے کہ تم میری تلاش میں یہاں تک ضرور پہونچو گے کیونکہ تمہارے کسی آدمی نے گھاٹ تک میری گاڑی کا تعاقب کیا ہے۔"

"اگر اتنا جانتے ہو۔" عمران نے کہا۔ "تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ اب تم بچ نہیں سکو گے آہنی سلاخوں کے پیچھے جانا پڑے گا۔"

"کوبرا کو کوئی گرفتار نہیں کر سکتا مسٹر عمران اور تم بھی نہیں۔" کوبلر نے کہا۔ "تم جو تیسری بار مجھے شکست دینے میں کامیاب ہو چکے ہو۔ یہ تم ہی ہو جسکی وجہ سے میرا ڈاکٹر داور کو اغوا کر کے انکی لیبارٹری تباہ کرنے اور تمہارے ملک کو برباد کرنے کا میرا ہر منصوبہ ناکامی سے دوچار ہوا ہے۔ مگر اپنی اس کامیابی پر عارضی جشن منالو کیونکہ میں پھر آؤنگا اور دوسری بار تم میرے منصوبوں میں حارج نہیں ہو سکو گے۔"

"اچھا۔" عمران نے کہا۔

"ہاں اور اس لئے کہ تم میرے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے زندہ نہیں رہو گے بہت جلد میں تمہیں تمہارے انجام کو پہونچا دونگا۔"

"فی الحال اپنی فکر کرو۔" عمران نے کہا۔

"میں نے کہا نا کہ میں جا رہا ہوں اور تم مجھے روک نہیں سکتے۔"

"اچھا۔" عمران نے سر ہلایا۔

"یقین نہیں آتا تو یہ دیکھو۔" کوبرا کے کہتے ہی اسکی تصویر کچھ پیچھے ہٹ گئی اب اس کے سامنے کا حصہ نظر آ رہا تھا جہاں شیشے کی اسکرین کے آگے پانی میں مچھلیاں تیر رہی تھیں۔

"میں گھاٹ سے چالیس میل دور آ چکا ہوں یہ کارنما آبدوز دنیا کی جدید ترین چھوٹی آبدوزوں میں سے ایک ہے تم کو اپنی گفتگو میں الجھانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ تم میری اس ننھی سی آبدوز کے سلسلے میں کوئی کاروائی نہ کر سکو"

"ہونہہ" عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ "تو تمہیں یقین ہے کہ تم بچ کر نکل جاؤ گے اور میں تمہیں روک نہیں سکوں گا۔؟"

"ہاں اور یہ تمہاری آنکھیں دیکھ رہی ہیں روک سکتے ہو تو روک کر دکھاؤ" کہتے کہتے کوبرا کا لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا۔

"میں تمہیں روک نہیں سکتا تو اس بار فرار ہونے کی اجازت بھی نہیں دے سکتا" کہتے ہوئے عمران نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسکی راڈ باہر نکالتے ہوئے بولا۔ "اب ہمیشہ کے لئے سمندر کی تہہ میں تمہارا مدفن بن جائے گا مسٹر کوبرا"

"کیا مطلب۔؟" کوبرا کی چونکی ہوئی آواز آئی۔

"یہ" کہتے ہوئے عمران نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا فوراً ہی ٹی وی پہ ایک دھماکہ سنائی دیا اور ٹی وی اسکرین تاریک ہوتی چلی گئی۔

"میں نے اسکی کارنما آبدوز کو ریموٹ کنٹرول بم سے سمندر میں تباہ کر دیا ہے" عمران نے ایکسٹو کے ماتحتوں کی جانب مڑتے ہوئے کہا۔

"خس کم جہاں پاک" جولیا کے منہ سے نکلا اور وہ عرشے کی جانب پلٹ پڑے۔

"ختم شد"



ڈاکٹر حامد حسن، ممتاز علی کیانی، عقیل قریشی
محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین
محمد نعمان، ساگر زمان، ناصر محمود بلوچ

